جامِ عرفان

سیّدُ العارفین، جنیدِ وقت حضرت حافظ محمّد صدّیق رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۳۴ ــــ ۱۳۰۸ھ

بانیِ خانقاہ بھرچونڈی شریف سندھ کے ملفوظات کا اردو ترجمہ
اور آپ کی دینی و ملّی خدمات کا مختصر جائزہ

تالیف و ترجمہ

سیّد محمد فاروق القادری ایم اے

فرید بک سٹال، ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۲

جامِ عرفان

سیدالعارفین جنیدِ وقت حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ

۱۲۳۴ــــــــ ۱۳۰۸ھ

بانیِ خانقاہ بھرچونڈی شریف سندھ کے ملفوظات کا اردو ترجمہ
اور آپ کی دینی و ملّی خدمات کا مختصر جائزہ

تالیف و ترجمہ

سید محمد فاروق القادری ایم اے

فرید بک سٹال، ۴۰ اردو بازار لاہور۲

marfat.com
Marfat.com

نام کتاب ——— جامِ عرفان

تالیف وترجمہ ——— سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے

ناشر ——— فرید بک سٹال۔ لاہور

مطبع ——— گنج شکر پرنٹرز۔ لاہور

کتابت ——— دار الکتابت۔ حضرت کیلیانوالہ۔ گوجرانوالہ

قیمت ———

marfat.com
Marfat.com

فہرست مضامین

عنوان	نمبر صفحہ
سید العارفین حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ	۹
ابتدائی حالات	۱۱
خرقۂ خلافت	۱۲
تحریک آزادی کے علمبردار	۱۴
شکوہ سنجر و فقر جنید و بسطامی	۲۲
آپ کا علمی مقام اور غلط فہمی کا ازالہ	۲۷
آپ کے مسلک کی امتیازی خصوصیات	۳۲
طریق بیعت و ارشاد	۳۵
آپ کے لیل و نہار	۳۵
صوفیا کے اجتماعی معاشرے کی جھلک	۳۸
مرد غوغا	۴۱
حافظ الملت کے خلفائے مجاز	۴۲
حضرت حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ	۴۴
خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری رح	۴۵
خلیفہ سید تاج محمود امروٹی رح	۴۶
خلیفہ عبدالغفار رح	۴۷
خلیفہ ولی مراد رح	۴۸
خلیفہ مولانا شمس الدین رح	۴۸
خلیفہ رب ڈنہ کھڑہ رح	۴۹
خلیفہ ابوالخیر رح	۴۹
خلیفہ محمد عمر شاہ رح	۴۹
خلیفہ عبدالعزیز رح	۵۰
خلیفہ عبدالرحمن رح	۵۰
وصال	۵۰
تاریخی تسامحات	۵۱
حافظ الملت کے مسلک کے بارے میں شکوک کی مہم	۵۶
تصور شیخ	۶۲
دنیا کا انتظام اولیاء اللہ کے حوالے ہے	۶۲
مرید کے حالات سے شیخ کی آگاہی	۶۲
مرشد کے آستان کا ادب	۶۳

marfat.com
Marfat.com

عنوان	نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں	۶۳	آداب زیارت قبور	۹۱
وصال کے بعد شیخ کا فیض	۶۳	راہِ صفا	۹۲
زیارت مرشد کی خاطر قصر نہ کرنا	۶۴	شرک کیا ہے!	۹۴
خدا ہر جگہ موجود ہے پھر پیر کی ضرورت	۶۴	مکتوب گرامی قبلہ عالم	۹۶
آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتیں	۶۵	چہار عالم	۹۹
اللہ والوں کی دکانیں	۶۵	عزور علم فقر کے دربار میں	۱۰۱
ملفوظات کا اصل نسخہ	۶۸	العلم حجاب الاکبر	۱۰۳
تصور شیخ	۷۸	خدا کا بندہ کون ہے	۱۰۴
صورت پرستی حرام ہے	۸۰	احترام نسبت	۱۰۵
بے صورت، صورت اولیٰ	۸۱	دین اسلام کی تروتازگی	۱۰۵
المجاز قنطرۃ الحقیقۃ	۸۱	دل را بہ دل رہ	۱۰۶
منکر اولیاء	۸۱	نگاہ فقر میں آداب قصر	۱۰۶
غیر اللہ سے تعلق کے حدود	۸۲	تعمیر جہاں کی بنیاد	۱۰۷
لباس آدمی پہننا	۸۳	فقیر شہاب الدین کا واقعہ	۱۰۷
اس صورت نوں میں جان آکھاں	۸۴	کرامت کیا ہے	۱۰۸
دام ہم رنگ زمین	۸۵	اتباع نبوی	۱۰۹
سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے	۸۶	دنیوی گفتگو	۱۱۰
ایک ہندو بارگاہِ فقر میں	۸۷	قلب سلیم	۱۱۰
مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ	۸۸	دین مجو اندر کتب	۱۱۲
خطبہ سید العارفین	۸۹	شیخ کامل کی زیارت	۱۱۳

marfat.com

Marfat.com

عنوان	نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ
سرخ رنگ کے جوان	۱۱۴	اللہ والوں کے قدم	۱۲۹
محبتِ الٰہی	۱۱۴	فقیر دریا خاں اور خیر محمد کی حاضری	۱۳۰
مقام قبلہ عالم	۱۱۵	مجذوب مؤذن	۱۳۱
برافگن پردہ تا معلوم گردد	۱۱۷	جامِ جہاں نما	۱۳۲
محبتِ شیخ	۱۱۸	گلوبند	۱۳۲
دو شکاری	۱۱۸	احترام سادات	۱۳۲
نام نہاد مشائخ	۱۱۹	شیخ کی خدمت میں حاضری کے آداب	۱۳۳
راہِ مولیٰ بند نہیں ہے	۱۱۹	ظاہر و باطن کی ہم رنگی	۱۳۳
اللہ والوں کی دکانیں	۱۲۰	حرص وہوس	۱۳۴
عبادت اور حضورِ کامل	۱۲۰	ضمیر منیر دوست	۱۳۵
راہِ حق میں طمع	۱۲۱	اللہ والوں کی ملکیت	۱۳۶
نگاہ فقر کی لطافت	۱۲۲	جماعت کے ساتھ محبت	۱۳۷
غمِ ہیچ نہ دارم	۱۲۲	ریوڑ کی حفاظت	۱۳۸
فقیر کی ملکیت	۱۲۳	مرید بمنزلہ اولاد ہیں	۱۳۹
نفع ونقصان کا مالک	۱۲۴	فقراء کا باہمی ربط	۱۳۹
ایک بات اختیار کرنی چاہیے	۱۲۵	آپ کی قرأت	۱۴۰
امام کی تشریح	۱۲۵	خاکپائے درویشاں	۱۴۱
ایک ہندو کا واقعہ	۱۲۶	مرشد کے گاؤں کا ادب	۱۴۱
پیر شہری کا واقعہ	۱۲۶	قرآن مجید پر اجرت	۱۴۲
طریقت خدمتِ خلق ہے	۱۲۸	قیامت کا خزانہ	۱۴۲

marfat.com
Marfat.com

عنوان	نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ
مثنوی مولوی معنوی	١٤٣	چلنے اور بیٹھنے کے آداب	١٥٨
فقر کی خودداری	١٤٤	آدابِ دعا	١٥٨
حیدرآبادی سید کی حاضری	١٤٤	گیارہویں	١٥٨
انسان ظاہری اور انسان معنوی	١٤٥	فقر کی دعوت	١٥٩
بستی مولویاں کے علماء کی بحث	١٤٦	کسرِ نفسی اور عجز	١٦٠
انوکھے شکاری	١٤٧	بے حد و شمار اجر	١٦٠
خوبصورت پرندے	١٤٨	اے کریمے کہ از خزانہ غیب	١٦٠
جدھر دیکھتا ہوں تو ہی تو ہے	١٤٩	نفسانی خیالات کا علاج	١٦١
طالبِ طریقت پر شفقت	١٥٠	طالب کو عقدہ پیش آئے تو کیا کرے	١٦١
دستِ پیر	١٥٠	حضرت جیلانی کا عقدہ	١٦٢
وجہ عزت و افتخار کیا ہے	١٥١	راہ طریقت اور اسباب دنیا	١٦٣
شیخ کو مرید کے حالات سے آگاہی ہوتی ہے	١٥١	خلیفہ محمود کا واقعہ	١٦٣
		ہر شیخ کا اپنا انداز	١٦٤
دل کی روشنی	١٥٢	یہ انگریز کیا چیز ہے	١٦٥
اللہ والوں کی نگاہ سے گرنا	١٥٢	سر کے بال	١٦٥
مرید پر شیخ کی نگاہ	١٥٢	نماز نہ پڑھنے والوں کو معاف نہ کیا جائے	١٦٦
حکم کی فرمانبرداری	١٥٥	جماعت فقراء پر اعتراض	١٦٦
میرن کا واقعہ	١٥٦	نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین	١٦٧
خدا ہر جگہ موجود ہے	١٥٦	حکمِ الٰہی	١٦٧
اللہ سے عبادت کی توفیق مانگنا	١٥٧	دین صحبت سے حاصل ہوتا ہے	١٦٨

marfat.com
Marfat.com

عنوان	نمبر صفحہ
فقیر خیر محمد کا واقعہ	۱۶۸
آداب زیارت شیخ	۱۶۹
بعد از وصال جسم ظاہری کے ساتھ آمد	۱۶۹
لباس فقراء	۱۷۰
فقراء پر شفقت	۱۷۰
انبیاء کی آمد کا مقصد	۱۷۱
اپنی ہستی کو فنا کرنا	۱۷۱
سالک کو عجیب تلقین	۱۷۲
وہ کیا ہے جو ان پر عیاں نہیں	۱۷۲
سمجھے نہ کوئی آدم خاکی کو حقیر	۱۷۲
طالب المولیٰ مذکر	۱۷۳
زمیندار کو نصیحت	۱۷۴
صوفیا کا مشترک نظام معیشت	۱۷۵
شان صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۱۷۵
امی و گویا بزبان فصیح	۱۷۶
کعبہ حکمی و کعبہ حقیقی	۱۷۶
وصال کے بعد شیخ کا فیض	۱۷۷
محبت الٰہی کسی لباس کی محتاج نہیں	۱۷۸
جیویں تو ربجھ رہیں پیارا	۱۷۸
اول با آخر نسبتے دارد	۱۷۸

عنوان	نمبر صفحہ
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا	۱۷۹
احیائے اسلام	۱۸۰
میت کی بخشش کی دعا	۱۸۰
شمس تبریزی کا واقعہ	۱۸۱
ہست قرآن در زبان پہلوی	۱۸۲
تو زندہ ہے واللہ	۱۸۲
تین قسم کے ناپسندیدہ لوگ	۱۸۳
راز و نیاز کی باتیں	۱۸۳
توکل	۱۸۴
میرے ماہی جیہا نہ کوئی اور	۱۸۵
قصے کہانیوں کا کیا فائدہ	۱۸۵
گفتہ او گفتہ اللہ بود	۱۸۸
فریادی اونٹنی	۱۸۹
انوکھا چور	۱۹۰
حضرت والا کی غذا	۱۹۱
مسجد کو در درون اولیاء	۱۹۱
سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے	۱۹۲
مولانا ہمایونی سے ایک فقیر کا مکالمہ	۱۹۳
ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد	۱۹۴
تمیز بندہ و آقا	۱۹۵

marfat.com
Marfat.com

عنوان	نمبر صفحہ	عنوان	نمبر صفحہ
گدایانِ عشق	۱۹۷	وہ دیتے ہیں سب کچھ	۲۱۱
اسرار سے خالی نہیں یہ خاک کا پتلا	۱۹۹	ہارون الرشید کے تین عقدے	۲۱۵
قبلہ کے متعلق آپ کی تحقیق	۲۰۰	صحابہ کا اندازِ حکومت	۲۱۷
طفلی میں بھی ہم کھیل جو کھیلے تو صنم کا	۲۰۱	مولوی بننا اور فقیر کہلانا	۲۲۲
نحوی اور محوی کا واقعہ	۲۰۲	حضرت امیر حمزہ کے قتل کا بدلہ	۲۲۲
آپ کا علمی مرتبہ	۲۰۲	لال شہباز قلندر کا واقعہ	۲۲۴
صورت شیخ کا کرشمہ	۲۰۳	شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کا واقعہ	۲۲۶
جدھر دیکھتا ہوں چلا آرہا ہے تو	۲۰۴	مخدوم دین محمد صاحب کا واقعہ	۲۲۷
شادی میں ڈھول باجے کی ممانعت	۲۰۵	صفاتِ سبعہ	۲۲۹
آپ کا روحانی مرتبہ	۲۰۶	____ متکلم بالقرآن	۲۳۰
میں شاہوں کی شوکت کو بس ہیچ سمجھا	۲۰۷	خلفائے اربعہ سے محبت	۲۳۶
حضرت علیؓ اور بدوی	۲۰۷	خلیفہ صاحب امروٹی کا واقعہ	۲۳۷
مباش درپے آزار	۲۰۸	چیست دنیا	۲۳۷
ایک عالم کا بحث و مباحثہ	۲۰۹	تعلق الٰہی کا بلند مقام	۲۳۸
مولوی عثمان کی علمی بحث	۲۰۹	پہچان یہ ہے	۲۳۹
مخدوم دین محمد کی بحث	۲۰۹	غیر شرعی رسوم سے نفرت	۲۳۹
آخرِ ظہر کا اجراء	۲۱۱		

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مت سہل ہمیں سمجھو پھرتا ہے فلک برسوں
تب خاک کے پردے سے انسان نکلتا ہے

سیّد العارفین، جنیدِ زمانہ، مالکِ مقامِ تحقیق، حافظ الملّۃ حضرت حافظ محمّد صدّیق رحمۃ اللہ علیہ

(بانی خانقاہ بھرچونڈی شریف، ۱۲۳۴ھ-۱۳۰۸ھ)

یوں تو وادیٔ مہران کا چپہ چپہ عارفوں، کاملوں، شریعت و حقیقت کے علمبرداروں اور عرفان و سلوک کے شہسواروں سے تابندہ و روشن نظر آتا ہے لیکن باب الاسلام سندھ کے بعض مقامات ایسے بھی ہیں جہاں بلا مبالغہ آسمانِ عرفان و حقیقت کے شمس و قمر تہِ خاک مدفون ہیں، ہالا کے مخدوم نوح سرور، سہوان کے سیّد صدرا اور لال شہباز قلندر، بھکر کے سیّد محمد مکی، نصرپور کے شاہ عنایت رضوی اور بھٹ کے شاہ لطیف کے بعد راشدیہ خاندان (جو بعد میں پیر پگارو کے نام سے مشہور ہوتے) کے فیض یافتہ اور گل سرسبد سیّد العارفین جنیدِ وقت، حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی ذاتِ گرامی سب سے نمایاں اور ممتاز نظر آتی ہے۔

آپ کی ذاتِ گرامی اپنے دور میں علم و ادب کا بحرِ محیط، شریعت و طریقت کا منبع اور آزادی و حریت کا ستون تھی حضرت حافظ الملت نے اگر ایک طرف صوفیانِ مُو دراز اور خرقہ پوشانِ مکر و ریاء کو چیلنج کیا تو دوسری طرف قال اقول کے علمبردار خشک ملاؤں کو ایک ہی نگاہ میں رام کر کے مسندِ رشد و

marfat.com
Marfat.com

ہدایت کا علمبردار بنا دیا۔

حضرت حافظ الملت جس دور میں پیدا ہوئے وہ مسلمانوں کے لئے ہر اعتبار سے زوال اور انحطاط کا دور تھا، اگر ایک طرف خرقہ پوشانِ مکر و ریا نے خانقاہی نظام کو بدنام کر رکھا تھا تو دوسری طرف مسواک و استنجا پر لڑنے والے علماء نے شریعت کو مضحکہ خیز اور عجوبہ بنا دیا تھا، اگر ایک طرف انگریز کے تسلط سے مغربی افکار و تہذیب کا مسلمانوں میں نفوذ جاری تھا تو دوسری طرف برادرانِ وطن کی کڑی گرفت نے تساہل پسند مسلمانوں کے اقتصادی اور معاشی ڈھانچے کو تباہ و برباد کر دیا تھا، غرض ملّتِ اسلامیہ اسلامی تہذیبی، علمی اور اقتصادی طور پر رُو بہ زوال اور بے جان ہو کر رہ گئی تھی، اسی مایوس کن ماحول میں ۱۳۱۲ھ کے لگ بھگ حضرت حافظ الملت منصۂ شہود پر جلوہ گر ہوئے۔ یوں تو آپ کا فیض ہندوستان کے کونے کونے میں پہنچا لیکن شمالی ہندوستان بالخصوص سندھ، بلوچستان اور پنجاب کے شمال مغربی علاقے میں آپ کی بدولت زبردست دینی انقلاب آیا۔

برِّ صغیر کے مخصوص کلچر اور سماجی رسوم کا سہارا لیکر یہاں بہت بڑے بڑے بزرگ تبلیغ کا فریضہ انجام دے چکے تھے مگر کسی بیرونی چیز کی آمیزش کے بغیر خالص عربی اسلام کو جس طمطراق کے ساتھ آپ نے پیش کیا اور جس طرح اس پیغام کی پذیرائی ہوئی، کم از کم برِّ صغیر میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ آپ کا وجودِ مسعود اِس دھرتی پر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور سنتِ مبارکہ کا پیکر تھا۔ آپ نے احیائے سنت اور ردِّ بدعت کے سلسلے میں مثالی کام کیا، آپ روایتی خانقاہ نشین نہیں بلکہ تجدیدی شان کے حامل بزرگ تھے، آپ نے اپنی خانقاہ میں جو لوگ پیدا کئے اور ان میں جو روح پھونکی، تاریخِ آزادیٔ وطن

marfat.com
Marfat.com

کی تاریخ اسے کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔

آپ کے بارہ معروف خلفاء میں مولانا سید تاج محمود امروٹی، خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری، مولانا عبدالغفور صاحب خان گڑھی ایسے مجاہد اور آپ کے مریدوں میں سے مولانا عبیداللہ سندھی اور مولانا محمد شریف بلوچستانی ایسے نامور افراد ہیں، الغرض ؎

این سلسلہ از طلائے ناب است

این خانہ تمام آفتاب است

ابتدائی حالات

خاندانی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا خاندان عرب سے کیچ مکران کے راستے سندھ میں داخل ہوا، آپ کا تعلق سندھ کی مشہور قوم سمّہ سے بتایا جاتا ہے۔ آپ کی ولادت ۱۲۳۴ھ میں ہوئی۔ ابھی عالمِ طفولیت ہی میں تھے کہ والد کا سایہ سر سے اُٹھ گیا۔ والدہ نے تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی اور قرآنِ مجید کی تعلیم کے لئے آپ کو اپنے علاقے کی مشہور درس گاہ ماڑی جندو (نزد احمد پور لمّہ سابق ریاست بہاول پور) میں داخل کیا۔ یہاں اِس گوہرِ نایاب پر سیاحت کے دوران حضرت مخدوم کرم دین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مردم شناس نگاہ پڑی جس پر آپ نے فرمایا تخرّ له الجبابر ساجدینا (ایک وقت ایسا آئے گا کہ اس دُرِّ یتیم کے آستان پر بڑے بڑے فرمانِ وقت اپنی گردنیں جھکائیں گے) مخدوم صاحب نے اسی وقت حضرت حافظ الملّت کو ایک چادر عنایت فرمائی جو آب تک خاندانی تبرکات میں موجود ہے۔ اِس واقعہ کو پڑھتے ہی بے ساختہ علّامہ اقبال کا یہ مصرعہ زبان پر آجاتا ہے کہ ع

یہ فیضانِ نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی

marfat.com
Marfat.com

انہی ایام میں خاندان راشدیہ قادریہ (درگاہ پاگارا) کے نامور اور باکمال خلیفہ حضرت سید السادات محمد حسن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد قبلۂ عالم مجمع الکمال حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے بھرچونڈی شریف (ڈھرکی تحصیل اوباڑہ ضلع سکھر) کے قریب ایک گمنام بستی "سوئی" میں آکر خیمہ زن ہوئے آپ کی شہرت قرب و جوار میں پہنچی تو حضرت حافظ الملت کی والدہ بھی اپنے لختِ جگر کو آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے لئے لے گئیں۔ آپ کی نگاہ کیمیا اثر جب اس درِ یتیم پر پڑی تو بے ساختہ پکار اٹھے ؎

آمد آں یارے کہ ما می خواستیم

اِس ملاقات کے وقت حضرت حافظ الملت کی عمر گیارہ سال تھی، مرشد نے سب سے پہلے حفظِ قرآن کی طرف آپ کو رغبت دلائی تاکہ یہ نائبِ رسول کان خلقہ القرآن کا عملی پیکر بن کر ظلمت کدۂ سندھ کو بقعۂ نور بنا سکے۔

خرقۂ خلافت

سید السادات صاحب الروضہ قبلۂ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ (پیر پاگارا) کے گیارہ سو خلفاء میں سے حضرت سید محمد حسن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نمایاں مقام کے مالک تھے۔ آپ نے سندھ اور پنجاب میں شمع ہدایت روشن کی۔ آپ نے اس ہونہار شاگرد کو دونوں میں طریقت کی منزلیں طے کرا کر آپ نے خلافت کے اعزاز سے نوازا۔ حضرتِ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۲۵۷ھ میں جامِ وصل نوش فرمایا، اس وقت حضرت حافظ الملت کی عمر بیس سال تھی۔ آپ مرشدِ طریقت کے وصال کے بعد بھی ان کے صاحبِ سجادہ میاں محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں سلوک و عرفان کی منازل طے کرتے رہے۔ حضرتِ شیخ محمد حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے پہلے تمام خلفاء و مریدین کو وصیت فرمائی کہ

marfat.com

Marfat.com

حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی مسندِ رشد وہدایت کے صحیح وارث حضرت حافظ امد ہیں اس لئے میں انہیں اپنے بعد سجادہ نشین نامزد کرتا ہوں مگر آپ نے اپنے مرشدِ طریقت کے سجادہ پر متمکن ہونا کسی صورت بھی منظور نہ کیا کیونکہ وہ اسے بے ادبی میں شمار کرتے تھے چنانچہ آپ نے جماعت کے ایک درویش حضرت حضرت میاں ابوبکر عرف سانول سائیں رحمۃ اللہ علیہ کو حضرتِ جیلانی کے سجادہ مشیخت پر بٹھا دیا۔ ادب کا یہ عالم کہ صاحبِ ارشاد ہونے کے باوجود انہی سانول سائیں کی جوتیاں سیدھی کرنا اور انہیں پنکھا کرنا باعثِ سعادت سمجھتے تھے۔ حضرتِ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ کا انتظامِ رشد وہدایت مکمل ہو گیا اور حضرت حافظ الملت کی تسلی ہو گئی کہ مرشدِ طریقت کا روشن کیا ہوا چراغ بجھنے کا نہیں تو آپ اپنے گاؤں "بھرچونڈی شریف" واپس تشریف لائے اور اس کور دہ قصبہ میں علم ومعرفت کی جوت جگائی۔ آپ کی آمد سے وادیٔ مہران کا یہ گمنام قصبہ سندھ وہند کے طالبانِ حق کا مرکز بن گیا اور تشنگانِ ہدایت دور دراز کی مسافت طے کر کے اس چشمۂ عرفان سے اپنی پیاس بجھانے کے لئے آنے لگے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق تقریباً تین لاکھ آدمیوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی جن میں اپنے وقت کے بڑے بڑے علماء، نامور مفتی، سجادگانِ طریقت اور عوام شامل تھے، بارہ بزرگ اجازت وخلافت سے نوازے گئے۔[1] یہ بزرگ روایتی انداز کے خلفاء نہیں تھے بلکہ برصغیر کی دینی وسیاسی تاریخ پر ان سرفروشانِ اسلام اور مجاہدینِ ملت نے جو گہرے اثرات ڈالے وہ ہماری ملی تاریخ کا سنہرا باب ہیں، ٹھیک وہاں وہ حافظ الملت کی تربیت اور نگاہِ

---

[1] ذکرِ کرام: محمد حفیظ الرحمٰن حفیظ بہاولپوری ص ۳۲

marfat.com
Marfat.com

...کا تذکرہ ... پڑھ چکے ہیں۔

آپ نے سنتِ نبوی کے مطابق مسجد کی بنیاد رکھی تاکہ حلقہ ہائے ذکرِ فکر اور درسِ قرآن و سنت کا صحیح معنوں میں اہتمام کیا جا سکے چنانچہ عقیدتمندوں کے ساتھ مل کر اپنے ہاتھوں سے مسجد کی تعمیر کو اٹھایا۔

تحریکِ آزادی کے علمبردار

برِصغیر ہندو پاکستان کم و بیش ایک ہزار برس تک اسلامی تہذیب و تمدن کا گہوارہ رہا۔ محمد بن قاسم کی فتح سے لیکر آخری مغل تاجدار بہادر شاہ ظفر کے اندوہناک حادثات تک اِس طویل و عریض خطۂ ارضی پر پرستارانِ توحید کا پرچم لہراتا رہا مگر جب غدارانِ فرنگ نے اپنی مکارانہ چالوں سے اِس ملک پر فرنگی راج قائم کیا تو آزادی کے متوالے بھی کفن بر دوش میدانوں میں نکل آئے۔ آزادیٔ وطن کی لگن میں مشائخ خانقاہوں سے، علمائے حق مساجد و مدارس سے اور نوابین و خوانین رنگین محلات سے نکل کر میدانِ جہاد میں آ گئے۔ ان آزادی کے متوالوں کی تاریخ کسی سے پوشیدہ نہیں مگر وہ جو مولائے روم نے کہا ہے ؎

چوں قلم در دستِ غدارے بود

لاجرم منصور بر دارے بود

چنانچہ کئی لوگوں نے موسے کی پگڑی جیسے گے سر باندھی، تاریخ برِصغیر کا یہ ایک المیہ ہے کہ بہت سے اکابرینِ ملت چند سیاسی وجوہ کی بنا پر پس منظر میں ڈال دیے گئے اور ان کی جگہ زبردستی ان لوگوں کو بٹھا دیا گیا جو کسی صورت بھی اِس مسند کے اہل نہ تھے۔ حضرتِ حافظ الملت بھی انہی گمشتگانِ تاریخ میں سے ہیں۔

دوسرے مرحلے پر انگریز کے خلاف برِصغیر میں جو تحریک اٹھی اس کا سارا سب حضرت حافظ الملت کی بھٹی میں تیار ہوا۔ سندھ کے طول و عرض میں آپ کے

marfat.com

Marfat.com

نامور خلیفہ مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے انگریز کے خلاف جو تحریک چلائی اور جس طرح اس مردِ قلندر نے انگریز بہادر کو زِچ کیا۔ تاریخ آزادی کا کوئی مؤرّخ اسے نظر انداز نہیں کر سکتا۔

آپ کے ایک اور باکمال خلیفہ مولانا غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح انگریزی استعمار کو للکارا اور اپنے وقت کی اِس سب سے بڑی جہانگیر قوت کے خلاف "ریشمی رومال" ایسی تحریک چلائی، اس کی سرپرستی کی اور اِس سلسلے میں مردانہ وار قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں، اس کے ذکر کے بغیر آزادی کی تاریخ ہرگز مکمل نہیں ہو سکتی۔ انگریزی استعمار کے خلاف آپ کے خلفاء اور جماعت میں یہ نفرت کوئی اتفاقی معاملہ نہیں بلکہ حضرت حافظ الملت نے بطور درسِ طریقت یہ چیز ان کی گھٹی میں ڈالی تھی۔

تصوّف صلح کلّی کے لئے یوں بھی بدنام ہے مگر اس بات کا اعتراف نہ کرنا تاریخی بددیانتی ہو گی کہ جس وقت حضرت حافظ الملت کے خلفاء، مریدین اور جماعت اپنی بساط کے مطابق انگریز سے برسرِ پیکار تھی بیشتر روحانی خانوادے خوابِ خرگوش میں پڑے تھے اور ان کے سالار انہیں لوریاں دے کر سلا رہے تھے۔

حضرت حافظ الملّت رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بتایا جاتا ہے کہ آپ کو انگریز سے شدید نفرت تھی، اپنی زندگی مبارک کے دو مقصد بارہا آپ نے جماعت کے سامنے بیان فرمائے، سنتِ نبوی کی اتباع اور انگریز سے نفرت۔ آپ کے خلیفہ حضرت سیّد تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ:

"عبدالمجید اپنے والد کے انتقال کے بعد درگاہ شریف گیا اور پگڑی باندھ کر واپس آیا تو اس کا لباس بھی بدلا ہوا تھا، کوٹ، ٹوپی اور بوٹ وغیرہ یعنی انگریزی وضع کا لباس زیب تن تھا۔ حضرت والا

marfat.com

Marfat.com

تھا سے اس حالت میں دیکھا تو فرمایا عبدالجید! اگر بدلنا ہے تو اپنے افعال کو شراب اور زنا کاری وغیرہ سے بدلو، اپنے سلسلے کے لباس بدلنے کا کیا فائدہ؟ عبدالجید نے کم فہمی کی بنا پر جواباً کہا کہ یہ ذکر وفکر اور جماعت آخر ہے کیا؟ حضرتِ والا جلال میں آگئے اور فرمایا لڑکے تو مجھ سے کیا پوچھتا ہے۔ تیرا باپ مجھ سے پوچھے تو اسے بتاؤں۔ اسی وقت آپ نے غصے کے عالم میں فرمایا کہ یہ انگریز ہمارے سامنے ہے کیا چیز مگر ہم تو رضا پر راضی ہیں'' لہ

انگریز دشمنی کے سلسلے میں مولانا عبیداللہ سندھی کی جو شہرت ہے وہ محتاجِ بیان نہیں۔ مولانا عبیداللہ ایسے مہاجر، نو مسلم اور مالی اعتبار سے انتہائی کمزور شخص میں یہ جذبہ کس نے پیدا کیا، خود مولانا کی زبانی سنیے:۔

''اللہ کی رحمت سے جس طرح ابتدائی عمر میں اسلام کی سمجھ آسان ہو گئی تھی اسی طرح کی خاص رحمت کا اثر یہ بھی ہے کہ سندھ میں حضرت حافظ محمد صدیق صاحب (بھرچونڈی والے) کی خدمت میں پہنچ گیا جو اپنے وقت کے جنید اور سید العارفین تھے، چند ماہ ان کی صحبت میں رہا، اس کا فائدہ یہ ہوا کہ اسلامی معاشرت میرے لئے اس طرح طبیعتِ ثانیہ بن گئی جس طرح ایک پیدائشی مسلمان کی ہوتی ہے۔

حضرت نے ایک روز میرے سامنے لوگوں کو مخاطب فرمایا (غالباً مولانا ابوالحسن تاج محمود امروٹی بھی موجود تھے) کہ عبیداللہ نے ہم کو اپنا ماں باپ بنایا ہے، اس کلمہ پاک کی تاثیر خاص طور پر

لہ ملفوظات [illegible]

marfat.com
Marfat.com

میرے دل میں محفوظ ہے، میں انہیں اپنا دینی باپ سمجھتا ہوں اس لئے سندھ کو اپنا مستقل وطن بنایا یا بن گیا، میں نے قادری راشدی طریقہ میں حضرت سے بیعت کر لی تھی، اس کا نتیجہ یہ محسوس ہوا کہ بڑے سے بڑے انسان سے بہت کم مرعوب ہوتا ہوں۔" [1]

ایک اور جگہ فرماتے ہیں :-

میں جب بیعت کے لئے حضرتِ والا کی خدمت میں پہنچا تو آپ نے بیعت کے بعد حضرت سچل سرمست فاروقی کی کافی کا یہ مقطع پڑھا ع

شد جا بدھ شاہی دا چھوڑ گمان گدائی والا

یہی وجہ ہے کہ میں کابل میں رہا، روس گیا، ترکی میں کام کیا مگر کسی طاقت سے مرعوب نہیں ہوا۔ پیرِ مغاں کا یہی فقرہ میرے شاملِ حال رہا، اللہ تعالیٰ کا یہ فضل و کرم ہے کہ میں اسلام جیسی نعمت سے سرفراز ہوا تو مرشد ایسا ملا کہ جو پیکرِ عمل اور مجسمۂ جہاد تھا جس نے ایک فقرہ کہہ کر گدا کو شاہانِ عالم جیسی تمکنت دے دی اور ذرّے کو آفتاب بنا دیا۔ غیر مسلموں کی گود میں پل کر اسلام کی آغوش میں آیا تو تربیت کیلئے ایسا نگاہِ لطفت نصیب ہوا جو بہت کم لوگوں کے حصّے میں آیا ہے

آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند

سگ را ولی کنند و مگس را ہما کنند [2]

ہندوستان کے معروف علمی مرکز دارالعلوم دیوبند کی انگریزی استعمار کے

---

[1] کابل میں سات سال، مولانا سندھی : ۹۶

[2] عباد الرحمٰن : ۴۱، ۴۲

marfat.com
Marfat.com

خلاف ایک مضبوط گڑھ کی حیثیت سے جو شہرت ہے وہ کسی سے مخفی نہیں مگر آپ کو حیرت ہوگی کہ دارالعلوم کو یہ ساری شہرت تنہا حضرت حافظ الملت کے پروردہ اور مرید مولانا عبید اللہ سندھی کی وجہ سے ملی ورنہ دارالعلوم دیوبند کے ارباب بست وکشاد کا عمومی رویہ انگریز سے ٹکراؤ کی پالیسی کے حق میں ہرگز نہ تھا، مولانا عبید اللہ سندھی کا بیان ہے :۔

"دارالعلوم دیوبند اور علی گڑھ ہر دو میں انگریز دشمنی کے باغیانہ جذبات ابھر رہے تھے لیکن دونوں درس گاہوں کے اربابِ اہتمام اور اصحابِ اختیار سرکار پرست تھے اب یہ کتنا بڑا المیہ تھا کہ مولانا محمد قاسم جو انگریزوں کے خلاف ۱۸۵۷ء میں لڑے ان کے صاحبزادے حافظ محمد احمد جو دارالعلوم دیوبند کے مہتمم تھے، شمس العلماء کا خطاب قبول کرتے ہیں اور انگریزی حکومت کی طرف سے اڑھائی سو روپیہ ماہانہ بطور وظیفہ مقرر ہوتا ہے، اسی سلسلہ میں گورنر یوپی دارالعلوم میں گیا" [1]

اسی کے ساتھ لگے ہاتھوں دارالعلوم دیوبند کے سرکاری ترجمان ماہنامہ "القاسم" ۱۳۲۸ھ سے دارالعلوم کے سالانہ جلسہ کی رپورٹ بھی ملاحظہ فرما لیجئے :۔

"مسلمانوں کو ان کے مذہب میں وفاداری کی تعلیم دی گئی ہے ادھر گورنمنٹ کے بے حد احسانات اس کو مقتضی ہیں کہ مسلمان جان و دل سے ان کا شکریہ ادا کریں اور ایک ایسے کثیر التعداد مجمع میں جس میں ملک کے اعلیٰ و ادنیٰ طبقات کے مسلمان موجود ہوں، علماء کی جانب سے جنکی تعلیم کو ہر فردِ مسلمان مانتا ہے وفاداری و شکر گزاری گورنمنٹ کا اعتراف و

---

[1] افادات و ملفوظات مولانا عبید اللہ سندھی، مرتبہ پروفیسر محمد سرور : ۳۷۸

marfat.com
Marfat.com

اعلان ضرور ا رتقا، اوّل مہتمم صاحب نے اپنی مطبوعہ تقریر میں نہایت
خوبی سے سامعین کے ذہن نشین کیا اور پھر اس کی تائید میں مولانا
احمد حسن صاحب، مولانا عبدالحق صاحب، مولوی ظہور علی احمد صاحب
نے مدلّل و پُر مغز تقریریں کیں اور باتفاقِ رائے حضور وائسرائے
بہادر اور لفٹیننٹ گورنر بہادر کی خدمت میں تار دئے گئے" له

مولانا عبیداللہ سندھی اپنے مرشد و مربّی حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ سے انگریز دشمنی کا جو درس لے کر گئے تھے، اسے دارالعلوم دیوبند میں مولانا سندھی نے پھیلانے کی پُر زور کوشش کی، ادھر دارالعلوم کے اربابِ بست و کشاد قطعاً اس کے حق میں نہ تھے چنانچہ مولانا سندھی کو انگریز دشمنی بڑی مہنگی پڑی، ان کے خلاف فتوے جاری کئے گئے، ہلڑ بازی کی گئی اور بالآخر انہیں انتہائی قابلِ رحم حالت میں دارالعلوم سے نکال دیا گیا اپنے مرشد حافظ الملت کے اس سچے عاشق نے یہ سب کچھ گوارا کیا مگر انگریز دشمنی نہ چھوڑی، کاش تاریخ کو یوں مسخ نہ کیا جاتا یا کم از کم جس شخص (مولانا سندھی) کی وجہ سے دارالعلوم دیوبند کو تحریکِ آزادیٔ وطن کا کریڈٹ ملا، اسے اس کا صحیح مقام دیا جاتا۔ حضرت مولانا سندھی کے ساتھ انگریز دشمنی کے نتیجے میں دارالعلوم دیوبند میں جو بیتی وہ مولانا مناظر احسن گیلانی کی زبانی سنئے :-

"میری رائے یہ ہے کہ اربابِ دارالعلوم اس تحریک آزادیٔ
وطن کو سب سے زیادہ ناپسند کرتے تھے، اسی وجہ سے انہوں نے
حضرت مولانا سندھی (مولانا عبیداللہ) کو دارالعلوم سے نکالنے کیلئے

له رسالہ "القاسم" ۱۳۲۸ھ، مطبوعہ دارالعلوم دیوبند۔

marfat.com
Marfat.com

بہانے تلاش کئے تھے۔" [1]

آگے چل کر لکھتے ہیں :۔

"دیوبند مدرسہ کے کارکنان مولانا سندھی سے خوش نہ تھے کیونکہ یہ انگریزوں کا دشمن، حضرت شیخ الہند کا صحیح تابعدار اور پیروکار تھا، انکے خیال میں مولانا شیخ الہند کو اس نے بگاڑ دیا تھا"

مولانا سندھی کو دار العلوم کی چار دیواری سے نکالنے کے لئے مولانا عزیز الرحمٰن کے الفاظ میں یہ چال چلی گئی چنانچہ ارباب اہتمام نے چند مسائل کھڑے کئے، مولانا کشمیری اور علامہ عثمانی کی ٹکر علامہ سندھی سے کرادی۔ دیوبند میں ان حضرات کے درمیان مناظرہ ہوا جو حقیقت میں مولانا سندھی کے نکالنے کے لئے ایک بہانہ تھا چنانچہ علامہ سندھی کے خلاف ایک ہلڑ بازی کھڑی کردی گئی اور ان کی پوزیشن ملک میں مجروح کرنے کی کوشش کی گئی۔" [2]

ان قطعی دلائل اور گھر کی شہادتوں کے بعد یہ بات مشتبہ نہیں رہی کہ دار العلوم دیوبند کو تحریکِ آزادیٔ وطن یا انگریز دشمنی کے سلسلے میں جو عزت اور شہرت نصیب ہوتی ہے وہ زیادہ تر حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کی نگاہِ کرم کا نتیجہ ہے۔

ممکن ہے کہ یہاں بعض حضرات روایتی عقیدت مندی یا شخصیتوں کے بارے میں خود ساختہ تصورات اپنا لینے کی بنا پر یہ بات ماننے کے لئے آمادہ نہ ہوں

---

[1] ماہنامہ "دار العلوم" جمادی الثانیہ ۱۳۷۶ھ " احاطۂ دار العلوم میں بیتے ہوئے دن" مولانا مناظر احسن گیلانی مختصراً

[2] ایضاً

marfat.com
Marfat.com

کہ دیوبند میں انگریز دشمنی کی یہ پرزور تحریک مولانا عبید اللہ سندھی نے چلائی تو انہیں رولٹ کمیٹی کی یہ رپورٹ بغور پڑھ لینی چاہیے:۔

"مدرسہ دارالعلوم دیوبند میں سرکشی کا آغاز عبید اللہ سے ہوتا ہے یہ شخص نو مسلم سکھ ہے، اِس نے ۸۹-۱۸۸۱ء کے درمیان مدرسہ میں تعلیم پائی، ۱۹۰۹ء میں استاذ بن کر مدرسہ میں غداری پیدا کرنے کے ارادہ سے شامل ہوا، ۱۹۱۳ء میں غیر ملکی مال کا بائیکاٹ کرنے کی تلقین پر اس کو برطرف کر دیا گیا لیکن اس دوران اس نے صدر مدرس محمود حسن کو اپنا ہم عقیدہ بنا لیا" [۱]

دارالعلوم دیوبند کے وابستگان میں انگریزی استعمار سے آزادی کی حد تک مولانا حسین احمد مدنی کی بھی قابلِ ذکر خدمات ہیں، گو یہ خدمات صرف یہیں تک محدود ہیں، برِصغیر میں ایک اسلامی ریاست کے قیام یا ایک ہزار سالہ مسلمانوں کی حکومت کے دوبارہ احیاء کا اس کے ساتھ ہرگز کوئی تعلق نہیں ہے مگر مولانا مدنی کی اس انگریز دشمنی کا منبع اور سرچشمہ بھی وہی ہے جو مولانا عبید اللہ سندھی، سیّد تاج محمود امروٹی اور خلیفہ غلام محمد دین پوری کی انگریز دشمنی کا ہے۔ مولانا مدنی کے بارے میں خلیفہ غلام محمد دین پوری رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات "بدرِ بیضا" میں تحریر ہے کہ:۔

"حضرت (خلیفہ صاحب) نے دونوں وقت اپنے ساتھ کھانا کھلایا اور اسی موقع پر آپ (مولانا مدنی) کو طریقہ قادری نقشبندی کی اجازت بھی مرحمت فرمائی"۔ [۲]

---

[۱] تحریک شیخ الہند انگریزی سرکار کی زبان میں: ۲۰۸ [۲] بدرِ بیضا: ۱۷۶

marfat.com

Marfat.com

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی اسی کی تائید کرتے ہوئے اپنی کتاب "پرانے چراغ" میں رقمطراز ہیں :-

"مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی نے خود مجھ سے فرمایا کہ ان کو بھی حضرت خلیفہ صاحب (دین پوری) سے اجازت حاصل ہے" [1]

اب یہ بات سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہا کہ مولانا مدنی میں انگریز دشمنی کے یہ شرارے کہاں سے آئے تھے۔

چونکہ یہاں تفصیل کا موقع نہیں ہے، اس مختصر توضیح سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حضرت حافظ الملت کا مسلک تھپک تھپک کر سلانا اور صرف ذکر و فکر پر قناعت کرنا نہیں تھا بلکہ آپ کا مسلک اتباع نبوی میں طاغوتی طاقتوں سے ٹکرا جانا تھا گویا آپ کے نزدیک ؎

بدریا غلط و با موجش در آویز
حیاتِ جاوداں اندر ستیز است

شکوہِ سنجر و فقرِ جنید و بسطامی

حضرت حافظ الملت معذرت خواہانہ انداز کے روایتی مبلغ نہ تھے بلکہ آپ کے مسلک و مشرب میں جہاد کو تمام عبادات پر فضیلت حاصل تھی، گویا آپ کے ہاں پہلا سبق ہی جہاد کا دیا جاتا تھا۔ آپ نے اپنے شیخ حضرت سید محمد حسن جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعتِ جہاد فرمائی تھی، پھر آپ اپنے تمام مریدین سے جہاد کی بیعت لیتے تھے۔ اس میں حالات، وسائل اور محلِ موقع کی خوبصورت اصطلاحوں کا قطعاً دخل نہیں تھا۔ اس جماعت میں جو شخص داخل ہوتا وہ ہر وقت جانی و مالی قربانی کے لئے تیار رہتا۔ اس جماعت کے بانی (حافظ الملت) نے اپنی جماعت کو منشور ہی یہ دیا تھا ؎

گریزد از صفِ ما ہر کہ مردِ غوغا نیست — کسے کہ کشتہ نہ شد از قبیلۂ ما نیست

[1] پرانے چراغ : ۱۴۸

marfat.com
Marfat.com

اور آپ علامہ اقبال کے اس شعر کی تصویر تھے ؎

شریک حلقۂ رندانِ بادہ پیما باش — حذر ز بیعتِ پیرے کہ مردِ غوغا نیست

چنانچہ ابھی آپ حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں منازلِ سلوک و عرفان طے کر رہے تھے کہ پاکستان کی قدیم الایام بستی "پتن منارہ" (واضح رہے کہ پتن منارہ پاکستان کے ان نادرِ روزگار آثارِ قدیمہ میں سے ہے جن کے تہذیبی و ثقافتی ڈانڈے موہنجوداڑو اور ہڑپہ سے ملتے ہیں) کے کچھ مظلوم مسلمانوں نے حضرتِ جیلانی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یہاں کے ایک مندر کے پروہت نے جو بدھ مذہب کا زبردست مبلغ بھی ہے، نہایت مکاری و عیاری سے بے خبر مسلمانوں، جاہل عوام اور گرفتارانِ اوہام کو اپنا شکار بنا رکھا ہے، لوگ آہستہ آہستہ غیر شعوری طور پر اسلام سے بیگانے ہوتے جا رہے ہیں اور رسوماتِ مشرکانہ کے اسیر بن رہے ہیں اور ایسے وقت میں ضرورت ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ نہ صرف یہ کہ زورِ بیاں سے بلکہ زورِ شمشیر سے بھی اس بدھ بھکشو کا زور توڑے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں یہ تحریک مسلمانوں کو شدھی کرنے کے لئے بڑی مہارت سے تیار کی گئی تھی۔ حضرتِ جیلانی نے محسوس کیا کہ اس موقع پر فلیغیرہ بلسانہ کے ساتھ ساتھ فلیغیرہ بیدہ کا سہارا بھی لینا پڑ گیا چنانچہ آپ نے مجاہدین کا ایک دستہ ترتیب دیا جس کا سپہ سالار حضرت حافظ الملت کو نامزد کیا گیا۔

آپ فقراء اور درویشوں کے اس لشکرِ بے تیغ کو لیکر انفروا خفافا و ثقالا کا نعرہ لگاتے ہوئے منزل بہ منزل پتن منارا جا پہنچے۔ جب اس مندر کے چالاک اور مکار بدھ راہب نے فقراء کے عزائم و تیور دیکھے تو بغیر کسی مقابلہ کے راتوں رات اپنے بھکشوؤں سمیت بھاگ گیا اور یہ قافلہ بغیر کسی مزاحمت کے مندر پر قابض ہو گیا اور اس طرح کفر و ضلالت کی سرزمین نعرہ ہائے تکبیر و رسالت سے گونج اٹھی۔

marfat.com
Marfat.com

اس واقعہ کو تاریخی زاویۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو سندھ کی جماعتِ احرار کے اس مجاہد نے برِصغیر پاک و ہند کے شمال مغرب میں تحریکِ آزادی و حریت کے نئے باب کا آغاز کیا تھا۔[1]

آپ کے جہاد کی یہ داستان صرف اسی واقعے تک محدود نہیں ہے بلکہ عزم و استقلال کا یہ کوہِ گراں اور شریعت و سنت کا یہ پیکر ہر محاذ پر اسی ولولے کے ساتھ تازہ دم نظر آتا ہے، شرکیہ رسوم اور بدعات کے خلاف اس مردِ مجاہد کے عملی کارنامے ایک کتاب کا موضوع ہیں ہم آپ کے ملفوظات سے ایک واقعہ پیش کر رہے ہیں :۔

"حضرت حافظ الملت بلوچستان کے سفر پر تشریف لے گئے تو راستے میں پیر سُہری کی قبر سے گزر ہوا پیر سُہری کی قبر بعض بلوچ قبائل کا مرجع عقیدت ہے۔ ان قبائل کی عورتیں پیر سہری کی قبر پر جا کر سوال کرتی اور منت مانتی ہیں، اگر قدرتِ الٰہی سے انہیں فرزند پیدا ہو جائے یا ان کا مطلوبہ کام ہو جائے تو یہ عورتیں اپنے بال لٹ کی صورت گوندھ کر پیر سُہری کی قبر پر جاتی ہیں، قبر کے مجاوروں سے لٹ کے یہ بال کٹوا کر پیر کی قبر کے نزدیک لگا دیتی ہیں۔ آپ اس قبر پر تشریف لے گئے اور ختم کے لیے ہاتھ اٹھائے ہی تھے کہ آپ کے ابذریعہ کشف) معلوم ہوا کہ یہ قبر فرضی ہے اور اس میں کوئی میت دفن ہی نہیں ہے چنانچہ آپ نے ہاتھ نیچے گرا لئے اور لاحول ولا قوۃ پڑھتے ہوئے باہر نکل آئے۔

---

[1] روزنامہ نوائے وقت ۳۰ جون ۱۹۶۷ء "وادی مہران کے صوفی بزرگ" (قادری)

marfat.com
Marfat.com

فقیر عبدالرحیم جو حضرت کے ساتھ موجود تھا نے باقی جماعت کو صورتِ حال سے آگاہ کیا تو فقراء نے لاٹھیاں مار مار کر قبر کو زمین کے برابر کر دیا۔ حضرتِ والا یہاں سے کچھ آگے سواریوں سے اتر پڑے اور آپ نے حکم دیا کہ کوہرا اُبلے ہوئے نمکین چنے پکاؤ، ہم رات یہاں بسر کریں گے۔

ادھر پیر سہری کے مجاوروں نے ان کے معتقدین کو سارے واقعے کی اطلاع دی، تھوڑی دیر میں سَو سے زیادہ بلوچ گھوڑوں پر سوار ہو کر پہنچ گئے۔ جماعت کے ظاہر بین حضرات نے یہ حالت دیکھی تو کہنے لگے کہ حضرت نے ہمیں مروایا تو سہی مگر بے گور و کفن بھی کیا۔ حضرتِ والا نے یہ بات سنی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے قرآن نہیں پڑھا؟ بلوچوں نے حضرت سے پوچھا کہ پیر سہری کی قبر آپ نے توڑی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سہری، گاجی اور پنجو مجھے جہاں بھی ملے میں انہیں ہرگز نہ چھوڑوں گا اسلئے کہ انہوں نے تم بلوچوں کی بے عزتی کی ہے۔ انہوں نے کہا تو آپ ہمارا بدلہ لینے آئے ہیں۔ حضرتِ والا نے فرمایا انشاء اللہ میں ان سے بدلہ لیکر رہوں گا۔ تھوڑی گفتگو کے بعد آپ نے ان سے پوچھا کہ تمہارے پاس مال مویشی کون سے ہیں؟ انہوں نے کہا بھیڑ بکریاں اور اونٹ۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اپنے جانور گلے میں سے کس طرح شناخت کر لیتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم نشانی کے طور پر اپنے جانوروں کے جسم کے کسی حصے کو کاٹ (داغ) دیتے ہیں۔

حضرتِ والا نے ان کی بڑھی ہوئی مونچھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے روز ہمارے آقا و مولیٰ حضرتِ محمد

marfat.com
Marfat.com

مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اسی علامت (مونچھوں کی سنت) سے شناخت فرما کر دوسری امتوں سے الگ کرینگے۔ بلوچوں نے کہا کہ ہم حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے حُر ہیں۔ بالآخر معمولی بحث و تمحیص کے بعد یہ لوگ راضی ہو گئے اور انہوں نے عرض کیا حضور ہماری مونچھیں سنتِ نبوی کے مطابق بنا دیجیے مگر ہمیں وہی راستہ دکھلایئے جو آپ نے کھوسہ (بلوچ قبائل کی ایک اور شاخ) کو دکھلایا ہے۔ حضرت والا نے سب کو بیعت فرمایا، بعد میں ان بلوچوں نے عرض کیا کہ حضور ہماری دعوت قبول فرمائیں چنانچہ ان کے ہاں تشریف لے گئے اور وہاں ان لوگوں کے تمام اہل و عیال بیعت سے سرفراز ہوئے۔" لہ

اسی طرح جیکب آباد (سندھ) کے علاقے میں لوڑی کنڈہ کے نام سے ایک درخت تھا جہاں جاہل عوام منتیں مانتے، مرادیں طلب کرتے اور کئی شرکیہ امور کا ارتکاب کرتے، آپ نے اِس فتنے کا استیصال کرنے کی خاطر جماعت سمیت اس علاقے کا سفر اختیار فرمایا۔ آپ پختہ ارادہ کر کے چلے تھے کہ اگر افہام و تفہیم سے بات نہ بنی تو بزور اِس درخت کو کاٹ دیا جائیگا چنانچہ وہاں پہنچکر آپ نے مقامی سرداروں سے ملنے کی خواہش ظاہر کی تاکہ نبوی طریق کے مطابق پہلے بذریعہ تبلیغ انہیں سمجھایا جائے۔ یہ لوگ آتے، آپ کی باتیں سنیں مگر عرصہ دراز کی جاہلانہ رسوم کو چھوڑنے پر آمادہ نہ ہوئے مگر فقراء کے مجاہدانہ عزم کو دیکھ کر انہوں نے قرعہ اندازی کی تجویز پیش کی جو آپ نے قبول فرمالی چنانچہ بلوچوں کے مطابق تین قرعے بنائے گئے، ایک اللہ تعالےٰ کا (جو بلوچوں کا حلیف ہوگا) دوسرا بلوچوں کا اور تیسرا حضرت کا۔ تین بار قرعہ اندازی ہوئی اور ہر بار حضرت کا قرعہ غالب رہا۔ تمام بلوچوں میں افواہ پھیل گئی کہ فقیر صاحب (العوذ باللہ منہا) خدا سے بھی جیت گیا ہے

marfat.com

Marfat.com

اس لئے بلوچوں کی تمام سرکش جمعیت حضرت کے ہاتھ پر بیعت ہوئی اور شرک و بدعت سے تائب ہو کر درخت کاٹ ڈالا[1]

آپ کا علمی مقام اور ایک غلط فہمی کا ازالہ

علم کی فضیلت، علم کا مقام اور علم کی اہمیت اپنی جگہ مسلّم ہے، مذاہبِ عالم میں اسلام نے علم کی جو حوصلہ افزائی کی ہے اور جس طرح مختلف علوم و فنون کی اس نے آبیاری کی ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اسلام میں علم کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگانا چاہیے کہ پہلی وحی اقرء (پڑھو) کے لفظ سے نازل ہوئی بایں ہمہ علم چراغِ راہ ہے منزل نہیں ہے۔ علم دماغ و نظر کو تو لطافت، باریک بینی اور نکتہ شناسی عطا کر سکتا ہے مگر بےچین روحوں، پریشان دلوں اور گمراہ ذہنوں کو اطمینان، یقین اور ہدایت کی روشنی عطا کرنا اس کے بس کی بات نہیں۔ دنیا کے ہزاروں سکالر اور علماء اہلِ دنیا کیلئے وبال اور عذاب ثابت ہوئے ہیں اور دنیا کے لاکھوں امّی (آج کی خود ساختہ اصطلاح میں ناخواندہ) دنیا کے لئے باعثِ رحمت، وجہِ عزت اور سرمایۂ افتخار ثابت ہوئے ہیں، کیا خوب فرمایا ہے حضرتِ اقبال نے ؎

علم کا مقصود ہے پاکیٔ عقل و خرد — فقر کا مقصود ہے عفّتِ قلب و نگاہ
علم فقیہ و حکیم فقر مسیح و کلیم — علم ہے جویائے راہ فقر ہے دانائے راہ
فقر مقامِ نظر علم مقامِ خبر — فقر میں مستی ثواب علم میں مستی گناہ
علم کا موجود اور فقر کا موجود اور — اشہد ان لا الٰہ اشہد ان لا الٰہ

ایک اور جگہ فرماتے ہیں ؎

شیخِ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں — کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ

---

[1] ید بیضا از حامی عبیدی دین پوری ص ۴۹

marfat.com
Marfat.com

علم سے انسان بوعلی سینا، فارابی اور ابنِ رشد تو بن سکتا ہے مگر ضروری نہیں کہ وہ جنید و بایزید بھی بنے' بایں ہمہ ہمارے تمام اکابر صوفیا، کتاب و سنت کے علم، مختلف فنون کے ماہر اور نامور کتابوں کے مصنف ہو گذرے ہیں۔

حافظ الملت جنیدِ وقت حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ایک بڑی غلط فہمی یہ پیدا کر دی گئی ہے کہ آپ نے ظاہری علوم حاصل نہیں کیے تھے صرف قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کی تھی۔ بھرچونڈی شریف کے کتب خانے میں مختلف درسی کتابوں پر آپ کے دستخط اور نشانِ مطالعہ آج بھی دیکھے جا سکتے ہیں۔ کنز (فارسی ترجمہ)، شرح وقایہ اور ہدایہ پر آپ کی مہریں ثبت ہیں، آپ کی مہر کا نقش یہ ہے "خاکِ راہِ دردمندانِ طریق فقیر محمد صدیق"

ایک ایسی شخصیت جو اپنے دور کے بیشتر جیّد اور نامور علماءِ کرام کی مرجع و ماویٰ کی حیثیت رکھتی ہو علومِ ظاہری سے بے بہرہ کیسے ہو سکتی ہے، جس شخص نے شریعت و سنت کو اس کے روح و جسم سمیت ایک تازہ زندگی عطا کی' جو پنجاب سے لیکر ایران کی سرحدوں اور افغانستان سے لیکر یوپی تک کے جیّد فضلاء اور انتہائی کڑے معیار پر پرکھنے والے علماء کا پیر بنا وہ خود عالم نہیں تھا عقل یہ بات پہلے ہی تسلیم نہیں کرتی تھی، بحمد اللہ کہ ملفوظات نے یہ مسئلہ حل کر دیا۔ ملفوظات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت حافظ الملت جیّد عالمِ دین، صاحبِ نظر و مطالعہ فاضل اور کتاب و سنت اور تاریخ اسلام پر انتہائی گہری نظر رکھنے والے بزرگ تھے۔ ذیل کے واقعات پر غور کیجیے، کیا یہ ظاہری علم سے بے بہرہ شخص کی باتیں ہیں :-

خلیفہ سیّد تاج محمود امروٹی کا بیان ہے کہ ایک دن حضرتِ والا نے عشاء کی نماز میں سورۂ بنی اسرائیل پڑھی، نماز کے بعد میں (خلیفہ

marfat.com
Marfat.com

صاحب) نے عرض کیا اس آیت کا مفہوم کیا ہے یوم ندعوا کل اناس بامامھم[1] (جس دن ہم بلائیں گے ہر فرقہ کو ان کے امام کے ساتھ) اور یہاں امام سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا امام سے مراد نفس ہے یعنی اگر اس کا نفس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے تو وہ شخص آپ کے پیچھے ہوگا یعنی آپ کی جماعت میں شامل ہوگا۔ اگر اس کا نفس شیطان کے تابع ہے تو اس کا امام شیطان ہوگا اور وہ شخص شیطان کی جماعت میں شامل ہوگا"[1]

بستی مولویاں کے علماء کی جماعت کے ساتھ حضرت کی یہ گفتگو آپ کے علمی مرتبے کو سمجھنے کے لئے بڑی اہمیت رکھتی ہے۔

"پہلی بار حضرتِ والا بستی مولویاں تشریف لائے (مفہوماً) تو اس وقت وہاں مولوی جان محمد اور مولوی سید محمد ایسے صاحب علم و فضل بزرگ موجود تھے ان حضرات نے مولوی میاں نور محمد کے ہمراہ حاضر ہو کر دعوت پیش کی، مولوی نور محمد اس سے پہلے بیعت اور توجہ کا شرف حاصل کر چکے تھے۔ آپ جب یہاں پہنچے تو حسبِ رواج آپ کو مہمان خانے میں بٹھایا گیا، اس وقت تک یہ مولوی صاحبان فقراء کے طور طریقوں سے کسی قدر بے خبر اور متوحش تھے، آپ کی آمد پر حاضر ہوئے اور محفلِ مبارک میں بیٹھ گئے، اتفاق سے نمازِ جمعہ کی بات چل پڑی کہ نمازِ جمعہ بستیوں میں جائز ہے یا نہ، مولوی صاحبان کے نزدیک جمعہ کے وجوب کی شرائط یہاں نہیں پائی جاتی تھیں اس لئے یہ حضرات جمعہ کی بجائے ظہر پڑھا کرتے تھے۔ ان مولوی صاحبان نے دیکھا کہ حضرت نمازِ جمعہ کے حق میں ہیں تو انہوں نے علماء کی عام روش کے

marfat.com
Marfat.com

مطابق (لمہ و لانسلم، کیوں اور کیسے) کے انداز میں گفتگو شروع کردی اور اس بارے میں مختلف تاویلات کتابوں اور فقہاء کے اختلافی حوالوں کی بھرمار شروع کردی۔ جب ان کی یہ بے فائدہ گفتگو ختم ہوئی تو حضرت نے نمازِ جمعہ کی مطلق فرضیت پر بات شروع کی اگرچہ اس کے شرائط موجود ہوں یا نہ، آپ کے پُرتاثیر اندازِ بیان، واضح اور شافی دلائل و دراہِ راست قرآن وسنت کو معیار و مدار بنانے پر تھوڑی دیر میں یہ حضرات مطمئن ہوگئے اور انہوں نے آپ کے موقف کو درست تسلیم کرلیا۔ اپنے بحث مباحثے اور طویل گفتگو پر پشیمان ہو کر تائب ہوئے اور سب نے آپ کی اقتداء میں نمازِ جمعہ ادا کی۔ کچھ دیر بعد حضرتِ والا کو اپنی حویلیوں میں لے گئے جہاں ان کی تمام مستورات اور بچوں نے شرفِ بیعت حاصل کیا اور اس طرح یہ حضرات طالبانِ مولیٰ اور ذاکرانِ حق کے پاک گروہ میں شامل ہوگئے۔" [1]

اِس واقعے کے ساتھ ذیل کا علمی مکالمہ بھی ملا لیجئے اور پھر فیصلہ کیجئے:۔

" ایک دفعہ مولوی میاں محمد اسحٰق و ملا علیٰی ساکن تعلقہ میر علی مراد دو تین آزاد خیال ہمراہیوں کے ساتھ حضرتِ والا کی خدمت میں زیارت کی خاطر حاضر ہوئے، ثم استویٰ علی العرش ( ) پر بات چل پڑی۔ مولوی صاحب نے حضرتِ والا سے اس بارے میں کچھ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ فقیر تو ناخواندہ ہے، آپ ہی کچھ فرمائیے۔ مولوی صاحب نے کہا کہ اِس بارے میں بڑی طویل بحث ہے جس کا بیان کرنا اس وقت ممکن نہیں البتہ ہمارے نزدیک

---

[1] ملفوظات

marfat.com
Marfat.com

مکان ثابت ہے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ ذاتِ خداوندی قدیم ہے یا حادث، مولوی صاحب نے فرمایا کہ قدیم، آپ نے فرمایا عرش قدیم ہے یا حادث، مولوی صاحب نے کہا عرش حادث ہے۔ اس کے بعد حضرت نے فرمایا کہ پھر مسئلہ تو حل ہو گیا۔ مولوی صاحب کے ذہن میں جونہی یہ باریک نکتہ آیا بیعت کے لئے دو زانو ہو گئے۔" [۱]

سندھ کے نامور عالمِ دین اور معروف علمی خانوادے کے ایک فرد مخدوم دین محمد کی یہ آپ بیتی اس مسئلے میں فیصلہ کن حیثیت رکھتی ہے:۔

"مخدوم دین محمد کا بیان ہے کہ پہلی بار میں آیا تو جوانی کا نشہ اور علم کا غرور مجھ پر سوار تھا، میں نے آتے ہی حضرتِ والا کے ساتھ جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر کی بحث شروع کر دی، میرا موقف یہ تھا کہ جمعہ اور آخر ظہر دونوں پڑھی جائیں تاکہ یقین کی کیفیت حاصل ہو، وجہ یہ ہے کہ تمام علماء و فضلاء اور فقہ کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ جب شرط (شرائطِ جمعہ) ختم ہو جائے تو مشروط خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔

کافی بحث مباحثے کے بعد آپ نے فرمایا کہ مخدوم صاحب آپ اپنی ضد چھوڑیں گے یا نہیں؟ میں نے کہا نہیں، میں نے فوراً مخدوم محمد ہاشم، مخدوم عبدالواحد سیوستانی اور مخدوم عبدالخالق رحمہم اللہ کی اس بارے میں تمام تحریریں کھول کر حضرت کے سامنے پیش کیں، یہ تحریریں میرے پاس موجود تھیں اور عرض کیا قبلہ دیکھیے یہ تمام علماء اب ہی بات (آخرِ ظہر) پر متفق ہیں۔ آپ نے دوسری دفعہ ارشاد فرمایا کہ مخدوم صاحب

---

[۱] ملفوظات

marfat.com
Marfat.com

آپ اپنی یہ بات چھوڑیں گے بھی یا نہ؟ میں نے کہا نہیں، اس لئے کہ میرے آباء و اجداد کا اس پر اتفاق رہا ہے اور وہ جمعہ اور آخر ظہر دونوں پڑھتے رہے ہیں، ہماری چودہ پشتیں گزر گئی ہیں اور میں پندرھویں پشت میں ہوں، اپنے اجداد کا طریقہ کیسے چھوڑ دوں؟ آپ نے تیسری بار فرمایا مخدوم صاحب آپ اپنی ضد سے باز آئیں گے یا نہیں؟ میں نے کہا حضور ہرگز نہیں۔ آپ نے اسی وقت شفیع محمد کو فرمایا کہ کتابوں کے قفسے (کتب خانے) سے فلاں بستہ اٹھا لاؤ، شفیع محمد لے آیا تو آپ نے اس بستے سے تین کتابیں نکالیں، یہ تینوں کتابیں چھوٹی اور عربی رسم الخط میں تھیں۔ یہ کتابیں مکہ معظمہ سے کسی نے حضرت کی خدمت میں بطور ہدیہ بھجوائی تھیں، تینوں کتابوں کے متعلقہ مقامات نکال کر آپ نے میرے ہاتھ میں دے دئے اور فرمایا مخدوم صاحب دیکھئے دو صحیح حدیثیں اور ایک مشائخ کرام کی نقل میری نظر سے گزری، میں نے غور سے انہیں دیکھا اور سر اٹھا کر عرض کیا حضور! میں توبہ کرتا ہوں، میں پھر آخر ظہر نہیں پڑھوں گا۔"[1]

مخیر جونپوری شریف کے کتب خانے میں کئی ایسی نادر قلمی کتابیں موجود ہیں جو آپ نے اہتمام کے ساتھ دوسرے کتب خانوں سے نقل کرائیں، ایسی کتابوں پر اس قسم کے اندراج موجود ہیں۔ اس سے بھی آپ کے علمی ذوق اور شغف مطالعے کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

آپ کے مسلک کی امتیازی خصوصیات اور معمولات

حضرت حافظ الملت کی اتباع سنت، دینی ذوق و

---

[1] ملفوظات

marfat.com
Marfat.com

شوق، محبتِ الٰہی اور دین سے عشق کی حد تک لگاؤ کو دیکھ کر یہ کہنا کچھ مبالغہ معلوم نہیں ہوتا کہ آپ قافلۂ صحابہ کے بچھڑے ہوئے فرد تھے جو پیچھے رہ گئے تھے اور اس دور کو یہ سعادت نصیب ہوئی کہ اس نے آپ کے قدموں کی چاپ سنی اور قرنِ صحابہ کا ذوق و شوق، دینی ولولہ اور سنت میں ڈھلا ہوا جسم وجود پھر اس دھرتی پر دیکھا، آپ کا انداز نہ تو ایک کٹھ مُلا کا انداز تھا کہ ذرا ذرا سی بات پر کفر و بدعت کے فتوے جاری کر دیتے اور نہ ہی رِند مشرب صوفی کا جہاں عموماً شریعت و سنت کی تعبیریں ہی اپنی ہوتی ہیں۔ آپ کے پیغام اور انداز تربیت میں ایسی ہمہ گیری اور آفاقیت تھی جس نے بلا امتیاز لاکھوں کو اپنی طرف کھینچا۔

آپ کے مسلک کی امتیازی خصوصیت کسی بیرونی چیز کی آمیزش کے بغیر تلاوتِ قرآن، ذکر، مراقبے اور نماز پنجوقتہ کے ذریعے طالبِ راہ کے اندر ایسا ذوق و شوق اور جذب و درد پیدا کر دینا ہے جہاں شریعت و سنت طالبِ راہ کی طبیعتِ ثانیہ، خدمت و ایثار اس کا خمیر، جہاد و قربانی اس کا سرمایہ اور عشقِ نبوی اس کی متاعِ حیات اور ہر وقت یادِ الٰہی اس کا اوڑھنا بچھونا بن جاتا ہے۔

آپ کے ہاں ڈھول باجے، مروجہ سماع (قوالی) کی سختی سے ممانعت تھی، جس شادی میں ڈھول، باجے یا تماشے ہوتے اس میں شرکت تو کجا ایسی جگہ کھانا بھی نہ کھاتے، ایسی شادی میں جماعت کو بھی شریک ہونے سے منع فرماتے، کئی لوگوں نے اپنی رشتہ داریاں شیخ کے اس حکم پر قربان کر دیں۔ تمباکو نوشی اور نسوار وغیرہ سے جماعت کو سختی سے روک دیا گیا تھا، جس کنوئیں پر تمباکو کی کاشت ہوتی اس پر وضو بھی نہ فرماتے، "عباد الرحمٰن" کے مصنف لکھتے ہیں:-

"آپ کو اسمِ ذات سے عشق تھا من احب شیئا اکثر ذکرہ (جس کو کسی شے سے محبت ہوتی ہے وہ ہر وقت اسی کا ذکر کرتا ہے کے

marfat.com
Marfat.com

مطابق تیل و منارِ ذکرِ الٰہی میں بسر ہونے لگے، ندی کے کنارے واقع جنگل بقعۂ نور بن گیا، دور دور سے سالک آ آ کر اپنی جھولیاں ذکرِ الٰہی سے بھرنے لگے، ذکرِ الٰہی طلباء و سالکین کا طرۂ امتیاز بن گیا، جانے والے کو بلانا یا ٹھہرانا ہوتا تو ذکرِ الٰہی لا الٰہ الا اللہ کی ندا سے اسے ٹھہرایا جاتا، کسی کو اندر سے بلانا مقصود ہوتا تو بھی یہ آواز سامعہ نواز ہوتی ہے

جز نغمۂ محبت سازم نوا نہ دارد

عورت آٹا گوندھ رہی ہے، دودھ بلو رہی ہے یا گھر کا کوئی اور کام کر رہی ہے لیکن زبان ذکرِ الٰہی سے نغمہ سنج ہے، مرد کسی کام میں مصروف ہے مگر زبان اسی کے نام کے چٹخارے لے رہی ہے ؎

ذکرِ او سرمایۂ ایماں بود　　　ہر گدا از یادِ او سلطاں بود

کسی کو بلانے اور ٹھہرانے کے لیے بھی جب ذکر اللہ کے نعرے گونج اٹھے تو علماءِ ظاہر میں کو بحث و نزاع کا موقع مل گیا، موضوعِ بحث کا یہ قرار پایا کہ مقصود اس ذکر سے ندائے غیر اللہ ہے اور ندائے غیر اللہ حرام ہے۔ اس زمانے کے چند علماء مولوی عبدالرحمٰن سکھر والا، مخدوم محمد سیوہن والا اور مولوی صاحب پنواری والا آپکی خدمت میں حاضر ہوئے صورتِ مسئلہ پیش کی اور عرض کیا کہ یہ ندائے غیر اللہ کی صورت ہے جو حرام ہے، اتنے میں ایک فقیر کا نعرۂ مستانہ فضا میں گونجا، آپ نے علماء سے فرمایا کہ اس فقیر کو بلا کر شرعی مسئلہ سمجھائیں، فقیر کو بلایا گیا، وفد کے ایک عالم نے اس سے پوچھا کہ تم نے کسی کو بلانے کی خاطر یہ نعرہ (لا الٰہ الا اللہ) کیوں لگایا؟ فقیر نے جواب دیا اگر میں اپنی زوجہ کا نام (اس کا نام صحت تھا) پکارتا تو کراماً کاتبین صحت صحت لکھتے رہتے، میں نے ذکرِ الٰہی کیا کہ نامۂ اعمال میں بھی درج ہو، مولوی صاحب نے آپ سے عرض کیا کہ آپ اس کو روک دیں، آپ نے فرمایا ؎　　　کاٹوں زبان اس کی جو کہے سجن تو جا

marfat.com

Marfat.com

مخدوم محمد سیوہن والے نے کہا آپ لوگ حج کر آئے ہیں، وہاں سائلوں کو دروازوں پر یا اللہ یا کریم کہتے نہیں سنا حالانکہ وہ بھی ندائے غیر اللہ کی صورت ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ اس فقیر کو روک دیں کہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہے، مخدوم محمد سیوہن والے نے کہا کہ ہم لا الٰہ الا اللہ سے روکنے والے نہیں، آپ ہم کو کافر بنانا چاہتے ہیں؟" [1]

طریقِ بیعت و ارشاد

نیست بر لوحِ دلم جُز الف قامت یار
چہ کنم حرفِ دِگر یاد نداد استادم

آپ کا طریقِ بیعت اپنی صورت کی طرف طالب کو متوجہ کرنا کہ ہماری صورت کو دیکھ کر آنکھیں بند کرو، قدرے توقف کے بعد آنکھیں کھولو، "لا الٰہ الا اللہ" ایک ہزار بار، "الا اللہ" ہزار بار، "اللہ" ہزار بار، "ھو" ہزار بار۔ بعد اختتامِ ذکر قدرے مراقبہ جس میں قلب میں اسمِ ذات کا تصور قائم رکھے، ذکرِ الٰہی کے یہ چاروں ہزار مغرب یا عشاء بالجہر یعنی بلند آواز سے پڑھے اگر موقع نہ مل سکے تو سحر کے وقت پڑھے، دونوں وقت پڑھنا زیادہ مفید ہے۔ پھر قیام و قعود ہر حرکت و سکون میں قلب کا دھیان اسمِ ذات کی طرف رکھے، کسی وقت بھی اپنے آپ کو اس خیال سے فارغ نہ رکھے۔ طالب کو یہ باتیں ذہن نشین کرانے کے بعد دل میں صورتِ شیخ کا خیال قائم رکھنے کی تلقین کہ اگر تو نے تصورِ صورتِ شیخ دل میں قائم کر لیا تو یادِ خدا میں تمہاری معاونت کرے گا۔ اختتامی مراقبہ کے بعد میں دعا جس میں رضائے خداوندی طلب کی جائے۔

الغرض آپ نے اپنے سلسلے کی بنیاد تلاوتِ قرآن، نماز اور ذکرِ خدا، ان تین باتوں پر رکھی۔

آپ کے لیل و نہار قرآنِ مجید کی تلاوت ناغہ نہ فرماتے، دلائل الخیرات کی تلاوت بھی اکثر معمول رہا ہے۔ رات کو عشاء سے پہلے حلقۂ ذکرِ الٰہی میں خود

[1] عباد الرحمٰن، ص ۳۵-۳۶-۳۷۔

marfat.com
Marfat.com

شامل ہوتے، ذکر کا اختتام اذانِ عشا پر فرماتے، اگر کوئی باطنی شغل پوچھنے آجاتا تو دورانِ ذکر قبلہ رو ہو کر اسے سمجھاتے، پھر ذکر میں شامل ہو جاتے، تہجد فرائض کی طرح باقاعدگی سے پڑھتے، بعد تہجد ذکر بالجہر فرماتے، طلبا و سالکین کو وقتِ سحر ذکر کرنے کی تاکید فرماتے۔ کبھی کبھی ذکرِ نیم شبی میں ان شاعروں کا کلام بھی سنتے جنہوں نے وارداتِ قلبی کو نظم میں ادا کیا ہے، اس بارے میں احتیاط فرماتے کہ کلام شاعر عارف باللہ کا ہو چنانچہ حضرت سچل سرمست فاروقی، بُلّہ شاہ، شاہ عبداللطیف بھٹائی اور فقیر عبداللہ کا کلام زیادہ پڑھا جاتا، معرفت سے گرا ہوا کلام کبھی نہ سنتے۔

جمعہ سے پہلے سورۂ کہف ضرور پڑھتے، نمازِ جمعہ کے بعد غلافِ کعبہ اور غلافِ روضۂ انور کی زیارت ضرور فرماتے، غلافوں کو آنکھوں سے لگا کر چومتے، اس دوران نعت خوانی بھی جاری رہتی، اس کے بعد ہاتھوں پر کپڑا لپیٹ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جبہ مبارک کتب خانہ سے خود اٹھا کر لے آتے اور تر آنکھوں کے ساتھ جماعت کو اسکی زیارت کراتے، اس وقت کی کیفیت اور ذوق و شوق اور محبتِ الٰہی کا منظر الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا، یہ طریقہ من و عن آج تک چلا آرہا ہے، اس کے بعد بیعت ہونے والوں کو سلسلۂ عالیہ قادریہ نقشبندیہ میں بیعت فرماتے البتہ نسبتِ قادریہ غالب تھی۔

کسی مسلمان کا جنازہ آجاتا تو نہایت اہتمام سے جنازہ پڑھتے، عمومی طور پر تمام ہمسائیگان کے ہاں مرگ کی صورت میں کفن دفن وغیرہ کے اخراجات لنگر برداشت کرتا میت کے منہ کے قریب سمتِ کعبہ قرآنِ مجید رکھواتے، بعد نمازِ جنازہ دعا مانگنے کو مستحسن سمجھتے اور اس پر عمل فرماتے، چہل قدمی مسنون طریقہ پر فرماتے، قرآنِ کریم بخشنے کا وہ طریقہ جو فقہاءِ متاخرین کا معمول رہا ہے اس پر عمل کرتے، نہایت احتیاط سے عمر کا حساب لگا کر خود بخشواتے اس بارے میں مخدوم محمد ہاشم ٹھٹھوی کی تحقیق کو کافی سمجھتے، بعد عشاء سورۂ ملک خود پڑھتے اور ساری جماعت سے پڑھواتے، میت کے کفن پر حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی

marfat.com

Marfat.com

یہ رباعی لکھواتے ؎

وفدت الی الکریم بغیر زاد　　من الحسنات و القلب السلیم
فحمل الزاد اقبح کل شیئ　　اذا کان الوفود الی الکریم

علم اور علماء کا بے حد احترام فرماتے۔ کسی کتاب کو نیچے زمین پر رکھنا گوارا نہ فرماتے، علماء کرام کی جوتی کی بھی تحقیر نہ فرماتے، عماء کے وجود کو مغتنمات میں سے تصور فرماتے، خاندانِ نبوت کے افراد کے سامنے جھک جاتے اور اپنے آپ کو ہمیشہ ان کے در کا معمولی گدا اور غلام قرار دیتے۔ کوئی عالم یا سیّد خانقاہ میں آتا تو خود چل کر اس کی قیام گاہ پر ملتے۔

میت کی قل خوانی اور سات جمعہ تک خیرات و صدقات کو باعثِ اجرِ عظیم سمجھتے اور اس پر عمل فرماتے، تعیینِ یوم کو خیرات کرنے والے کی آسانی اور سہولت پر محمول فرماتے، دس ہزار سنگریزوں کی بالٹیاں مسجد کے گوشے میں موجود رہتیں مصیبت اور تکلیف کے وقت فقراء اور عاکفین ان پر درودِ قدسی پڑھتے،[1] آپ کا پسندیدہ طریقہ آج تک بھر چونڈی شریف کی خانقاہ میں جاری و ساری ہے۔

آپ کے مسلک میں یہ بات نمایاں حیثیت رکھتی ہے کہ زندگی بھر آپ نے اپنے لئے کوئی نمایاں حیثیت پسند نہ فرمائی، اپنے آپ کو راہِ طریقت کا ایک فقیر اور جماعت کے ہر درویش کو اپنا بھائی اور عزیز سمجھتے رہے، جماعتِ فقراء کے ساتھ باہر رہتے، ہمیشہ سادہ غذا کھاتے، جھوٹا موٹا جو مل جاتا پہن لیتے، لنگر کے تمام کام فقراء کے ساتھ مل کر خود بھی کرتے، کھجوروں کے پودے جو اپنے ہاتھ سے لگائے تھے، روزانہ ان میں تھوڑا بہت کام ضرور کرتے۔ زندگی بھر درسِ قرآن مجید خود دیتے رہے، مدرسہ حفظ القرآن میں ایک سے ایک جید حافظ القرآن استاد موجود تھا مگر بیشتر طلباء کے اسباق سننا، انہیں سبق

---

[1] عباد الرحمٰن: ص ۶۷، ۶۸، ۶۹۔

marfat.com
Marfat.com

پڑھانا، آپ کا برابر معمول رہا، اکثر ایسا ہوتا کہ ہاتھ سے کوئی کام کر رہے ہیں، ادھر طلباء سے منزلیں سن رہے ہیں، دست بہ کار دل بہ یار کا نقشہ قائم ہوتا، قرآن مجید کی قرات میں خاص مقام کے مالک تھے، الفاظ کو اپنے مخارج میں صحیح اور صاف پڑھنا آپ کا امتیازی وصف تھا اسی وجہ سے پورے سندھ میں آپ کی قرات مشہور ہوگئی بلکہ قرات کا انداز آپ کی جماعت کے لئے ایک علامت اور شناخت بن گیا، بحمداللہ کہ یہ نعمت اب بھی آپ کے اخلاف میں موجود ہے۔

صوفیاء کے اجتماعی معاشرے کی جھلک

آج دنیا کے کئی جدید نظام معاشی اقتصادی مساوات یا اجتماعی معاشرے کا تصور پیش کر رہے ہیں اور لوگ اسے ایک نئے نظام کی حیثیت سے خوش آمدید کہنے کے لئے لپک رہے ہیں مگر اے کاش پیچھے مڑ کر نہ دیکھنے والی اور سراب کے پیچھے بھاگنے والی یہ قوم اپنی تاریخ میں صوفیاء کے عظیم الشان ادارے کو بغور ایک نظر دیکھ لے تو اسے پتہ چلے کہ اپنے مقتدا اور ہادی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں اشتراک محنت اور اجتماعی معاشرے کی جو بنیاد صوفیائے کرام نے رکھی ہے وہ اپنی مثال آپ ہے روزانہ لاکھوں کی آمدنی کے باوجود ایک ایک کوڑی کے لئے محتاجی کی تاریخ اسی پاک گروہ نے قائم کی ہے۔ اگر زندگی میں یہ لوگ لاکھوں بندگانِ خدا کی دینی و دنیوی کفالت کی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوتے رہے ہیں تو آج بھی ان کے مزار صدیاں گزرنے کے باوجود غریب مفلوک الحال اور نانِ شبینہ کے محتاج لوگوں کے لئے طعام کے وہ ہمہ وقتی ڈپو ہیں جہاں ماؤ شما کی تمیز کے بغیر لوگ سیراب ہو رہے ہیں۔ مجھے یہ کہنے میں کچھ بھی تامل نہیں کہ مسائل کے شکار اور پریشانِ خاطر لوگوں اور بھوک و افلاس کے ستائے ہوئے نادار افراد کی جائے پناہ اس وقت بھی نہ علماء کے مدارس ہیں اور نہ حکومتوں کے رفاہی ادارے بلکہ ان کے لئے سکون و طمانیت کی جگہ انہی باخدا حضرات کے آستانے ہیں

marfat.com

Marfat.com

جنھوں نے انسانیت کی تعمیر ترقی، خوشحالی اور اسے سکون واطمینان کی دولت دینے کی خاطر اپنی زندگیاں وقف کردیں، لوگوں سے دکھ درد بانٹے اور اس دھرتی پر ایک عام آدمی کی زندگی بسر کی۔

حضرت حافظ ملت نے اپنی خانقاہ میں جو معاشرہ تیار کیا اس میں پیر و مرید، آقا و بندہ اور خادم و مخدوم کی قطعاً کوئی تفریق نہ تھی، سارے لوگ ایک ہی خاندان کے فرد اور ایک ہی راستے کے راہی تھے، سب لوگ مل کر کام کرتے، جو آمدنی ہوتی وہ پیر کی جیب میں نہیں بلکہ بیت المال میں جمع ہوتی جہاں انتہائی دیانتدار اور متقی افراد اس کی نگرانی کرتے، یہ بیت المال صرف اپنی جماعت کے لوگوں کی ضروریات کی کفالت تک محدود نہ تھا بلکہ اسلام اور مسلمانوں کے وسیع تر مفاد کے لئے ہر وقت وقف اور مستعد رہتا تھا جس طرح ایک عام آدمی یا جماعت کا فقیر اپنی کسی جائز ضرورت کے لئے لنگر (بیت المال) سے رجوع کرتا، حضرت حافظ الملت بھی اسی طرح سے لنگر کے سامنے اپنی ضرورت رکھتے، آپ کے لئے کوئی دوسرا ضابطہ نہ تھا، ملفوظات میں ہے:۔

"ایک دفعہ آپ نے (حافظ الملت) طالب نامی فقیر سے فرمایا کہ اے درویش! بعض اوقات مجھے بھوک ستاتی ہے، سب کچھ آپ لوگوں (فقرا یا لنگر) کی ملکیت ہے۔ میری ذاتی ملکیت تو کوئی چیز ہے نہیں، اگر میرے پاس کچھ ہو تو کچھ چنے لے کر کسی برتن میں رکھ دوں تاکہ بھوک کے وقت خود بھی اس میں سے کھالوں اور فقر بجانے والے کو بھی اس میں سے کچھ دیدیا کروں تاکہ راستے میں اس کے کام آئے۔ اتفاق سے فقیر موصوف کی جیب میں اس وقت پانچ آنے قم موجود تھی جو اس نے کہیں سے مزدوری کرکے کمائی تھی، اس نے یہ پانچ آنے نکال کر پیش کئے اور آپ نے قبول فرمائے[1]

---

[1] ملفوظات

marfat.com
Marfat.com

حضرت حافظ الملۃ اپنے ہاتھ سے رزقِ حلال کی کمائی پر بہت زور دیتے تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کی جماعت بے عمل اور مفت خوروں کا گروہ نہیں بلکہ محنت و مشقت اور ہاتھ سے کمانے والے مجاہدین کی جماعت تھی۔ آپ نے بیت المال (لنگر) مطبخ کا سارا انتظام فقراء کے ہاتھ میں دے دیا تھا، لنگر میں صبح و شام سینکڑوں لوگوں کے لیے کھانا پکتا، کھانے میں تکلف نام کو نہ ہوتا، جو میسر آتا وہ پکتا، مٹی کے صاف برتنوں میں مہمانوں، زائرین اور فقراء کو پیش کیا جاتا، لنگر میں نقد اور اجناس کے علاوہ ضروریاتِ زندگی کی تقریباً اکثر چیزیں موجود رہتیں۔ مسافروں، ناداروں، بیواؤں اور یتیموں کا بطورِ خاص خیال رکھا جاتا۔ کسی دینی خدمت پر معاوضہ لینے سے سختی کے ساتھ ممانعت تھی، یہی وجہ ہے کہ بھرچونڈی شریف میں آج تک امام مسجد، حافظ، مدرس یا مفتی وغیرہ کو تنخواہ دار غلام کی حیثیت حاصل نہیں ہو سکی۔ رمضان المبارک میں بھی حافظ القرآن کو معاوضہ نہ لینے کی تاکید فرماتے۔ حفظ القرآن کا شاندار مدرسہ قائم تھا جس میں تقریباً دو سو کے قریب مسافر طالب علم قرآنِ مجید کی تعلیم حاصل کرتے، دو نامور اور جید حافظ ان کی تعلیم پر مامور تھے جبکہ خود بھی تعلیم دیتے۔ بھرچونڈی شریف کے در و دیوار رات دن قرآنِ کریم کی روح پرور آواز سے گونجتے رہتے۔

حضرت حافظ الملۃ علومِ دینیہ کی اہمیت اور ضرورت سے بخوبی آگاہ تھے چنانچہ مختلف علوم و فنون پر مشتمل ہزاروں نایاب اور قیمتی کتابیں جمع کر کے آپ نے کتب خانے کی بنیاد رکھی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ دو خوشنویس ہر وقت کتابیں نقل کرتے رہتے تھے، یہ کتابیں سندھ کے معروف کتب خانوں سے عاریتہً منگوائی جاتی تھیں، اسی طرح ایک جلد ساز ہمیشہ جلد سازی کے کام میں مصروف رہتا۔ سندھ و بلوچستان کے کونے کونے سے رات دن علماء حاضر ہوتے اور مختلف مسائل کی تحقیق و تدقیق جاری رہتی، الغرض خانقاہ میں ہر وقت علمی چرچا رہتا، ہر بات اور ہر مسئلے کو شریعت و سنت کے کڑے معیار پر پرکھا جاتا، یہی وجہ

marfat.com

Marfat.com

ہے کہ آپ کی جماعت کے فقراء معمولی مسائل سے لیکر باریک مسائل تک کے بارے میں بیشتر علماء سے زیادہ علم رکھتے تھے اور اس بارے میں جماعت کے فقراء کی دور دور تک شہرت تھی۔

مردِ غوغا اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو جو مقبولیت اور شہرت عطا فرمائی تھی، اس کا نتیجہ تھا کہ آپ سفر کے لئے نکلتے تو آپ کے ساتھ چلنے والے فقراء کی تعداد سینکڑوں سے متجاوز ہوتی۔ صاحبِ دعوت پر کوئی بوجھ نہ ڈالا جاتا، جماعت کو ہدایت تھی کہ جو ملے اس پر گذارہ کیا جائے۔ بعض ایسے مقامات پر جہاں تبلیغی نقطۂ نگاہ سے جانا ضروری ہوتا سفر کے تمام اخراجات لنگر خود برداشت کرتا، یونہی مالی اعتبار سے کمزور یا نادار لوگوں کی دعوت پر بھی سارے مصارف لنگر اٹھاتا، دورانِ سفر لوگوں کو تنگ کرنے، ان سے ضرورت کی چیزیں مانگنے اور گھروں میں گھسنے کی سختی سے ممانعت تھی۔ جماعتِ فقراء میں ہر فرد کے لئے مسواک، لوٹا اور لاٹھی ساتھ رکھنا ضروری ہوتا۔ آپ کا سفر خالص تبلیغی انداز کا ہوتا، لوگ جونہی ہزاروں پر مشتمل متشرع فقراء کی اس بے طمع جماعت کو دیکھتے، اس کے داخلی نظام نماز و ذکر کی پابندی، سادگی، درویشی اور شریعت و سنت کی حد درجہ پاسداری کے مناظر ان کی آنکھوں کے سامنے آتے تو انہیں عہدِ صحابہ کی تصویر نظر آجاتی۔

جونہی کسی گاؤں، قصبے یا شہر کے نزدیک فقراء کی یہ جماعت پہنچتی تو قادری راشدی فقراء کے طریقے کے مطابق لا الٰہ الا اللہ کا فلک شگاف نعرہ لگاتی، یہ نعرہ فضا میں ارتعاش پیدا کرتا، دلوں کو جھنجھوڑتا اور غافل روحوں کے لئے تازیانہ ثابت ہوتا، ایسے معلوم ہوتا کہ آسمان سے فرشتے اتر آئے ہیں۔ ہر سفر میں سینکڑوں غیر مسلم دائرۂ اسلام میں داخل ہوتے، بے شمار لوگ فسق و فجور سے تائب ہوتے اور کئی دنیا پرست محبتِ خداوندی کی نعمت سے شادکام ہوتے۔

marfat.com
Marfat.com

آپ نے اپنے حسنِ عمل اور اعلیٰ اخلاق کی بدولت اپنے اردگرد جانثاروں اور پروانوں کی ایسی جماعت جمع کرلی جو آپ کے اشارۂ ابرو کی منتظر رہتی، پاسِ ادب کا یہ عالم کہ فقراء آپ کے حضور بولنا تو درکنار بلند آواز سے کھنکارنا بھی سوءِ ادب سمجھتے۔ آپ کی رضا اور خواہش پر اپنی ہر چیز یہاں تک کہ جان تک قربان کر دینے کا جو جذبہ آپ کی جماعت میں دیکھا گیا وہ اپنی مثال آپ ہے۔ آپ کی محفل ادب اور وقار کا ایسا مرقع ہوتی جہاں ہر بات ظاہری زبان سے نہیں، دل کی زبان سے کی جاتی، گویا؎

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

حضرت حافظ الملّت کے خلفاء مجاز

اللہ تعالیٰ نے آپ کی نگاہ میں ایسی تاثیر پیدا کی تھی کہ جو نتائج بیشتر مشائخ نے سخت ریاضتوں، پابندیوں اور طالبوں کو عرصۂ دراز تک مسلسل محنت کرانے کے بعد حاصل کئے آپ نے وہ ثمرات اپنی معمولی صحبت و نگاہ سے پیدا کر لئے۔ آپ کی جماعت کے معمولی فقیر فقہ کے باریک سے باریک مسائل کے بارے میں بعض اوقات کئی علماء سے بھی زیادہ علم رکھتے تھے، بظاہر ناخواندہ درویش آپ کی صحبتِ کیمیا اثر کی بدولت وراثت جیسے اہم مسائل انگلیوں پر گن کر حل کر دیتے۔ متشرع نورانی چہرے، سیدھے گریبان کے لمبے کرتے، پر چوگوشہ قادری ٹوپی، اُجلا لباس، ظاہر و باطن سنورا ہوا، خدمت و محبت کے جذبات سے معمور، سفر ہو یا حضر صبح و شام ذکر بالجہر کی چار تسبیحیں، شب بیداری، نماز تہجد کا اہتمام، یہ تھیں آپ کے عام مریدین کی وہ علامات جن سے لوگ دور ہی سے اندازہ کر لیتے کہ یہ حضرت حافظ الملت کے حلقہ بگوش ہیں۔ آپ کی تربیت اور نگاہِ کیمیا اثر کا نتیجہ

marfat.com

Marfat.com

تھا کہ آپ کی جماعت کا ادنیٰ فقیر لوگوں کو خود اپنے وقت کا کوئی شیخ یا مرشد معلوم ہوتا
ہزاروں لوگ آپ کے فقرا کو دیکھ کر آپ سے منسلک ہوئے کہ جس بزرگ کے عام
درویش اس جلالتِ شان کے حامل ہیں ان کا شیخ کیسا ہوگا۔

حافظ کاکا، فقیر عبدالرحمن بھکھڑ، فقیر پیر محمد لانگری، فقیر ولی محمد دامیاں علی محمد
مٹھن کوٹی رحمہم اللہ ایسے سینکڑوں درویش خیر القرون کے مبارک قافلے کے بچھڑے ہوئے
فرد تھے کہ جنہیں دوبارہ دیکھنے کے لئے شاید زمانہ ہمیشہ ترستا رہے گا ؎

بر آں گروہ کہ از ساغر وفا مستند

سلامِ ما برسانید ہر کجا ہستند

حضرت حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ کے خلفائے صحبت کی تعداد کا کچھ
اندازہ نہیں البتہ آپ کے باقاعدہ خلفائے مجاز کی تعداد جو ہمیں معلوم ہو سکی ہے،
بارہ سے زیادہ ہے۔ یہ خلفاء روایتی انداز کے ایسے خانقاہی لوگ نہ تھے جو صرف
ذکر و فکر پر قانع رہنے کو سب کچھ سمجھتے ہیں بلکہ یہ وہ جماعت ہے جس نے اس آخری
دور میں ایک دفعہ پھر پورے طنطنے کے ساتھ اسلام کے غلبے اور شوکت کا جھنڈا
اٹھایا، انگریزی استعمار کے خلاف مجاہدانہ جدوجہد کی، لاکھوں کی زندگیاں سنواریں،
دنیا کو محبت، امن، آشتی اور بھائی چارے کا درس دیا، غریبوں اور مظلوموں کے
دکھ درد بانٹے، تکلیفیں اٹھائیں، قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں مگر کنارِ دریا
پر بیٹھ کر عافیت پسندی کے غیر اسلامی نظریے پر آمادہ نہ ہوئے۔

حضرت حافظ الملت کے مبارک مشن کے یہ سپہ سالار کسی امتیازی مقام
کے طلبگار نہیں بلکہ موٹا جھوٹا پہن اور روکھی سوکھی کھا کر عملاً اسلامی مساوات اور
اخوت کا درس دیتے رہے۔ ان حضرات کی للّٰہیت، اخلاص اور دردمندی نے تاریخ
کے صفحات کے ساتھ ساتھ لوگوں کے دلوں میں انہیں عقیدت و محبت کا لافانی

marfat.com
Marfat.com

مقام عطا کیا ہے ؎

کیمیائیست عجب بندگی پیر مغاں
خاک رو گشتم و چندیں درجاتم دادند

اب ہم آپ کے خلفاء کا مختصر تعارف پیش کرتے ہیں :-

ہادئ گمراہاں حضرت حافظ محمد عبداللہ شیخ ثانی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت حافظ الملۃ کے حقیقی بھائی قاضی اللہ بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند ارجمند تھے۔ چونکہ حضرت حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ زندگی بھر متاہلانہ زندگی کے بکھیڑوں سے آزاد رہے اس لئے آپ نے اپنے جانشین کے طور پر شروع سے اپنے ہونہار بھتیجے کی تعلیم و تربیت پر خاص توجہ دی، ابتداءً قرآن مجید حفظ کرایا، علوم ظاہری کی تکمیل کرائی اور پھر علوم باطن کی خاطر ہر وقت اپنی حاضری میں باریابی بخشی، جس نگاہِ کیمیا اثر نے ذروں کو آفتاب بنایا اور شرق و مغرب کے گمنام افراد کو آسمانِ روحانیت کے ماہ و مہر کا درجہ عطا کیا اس نے اپنے جانشین اور شرعی وارث پر عنایات و اکرام کی خصوصی مہربانی کی ہوگی اس کا صحیح اندازہ کون کر سکتا ہے۔

حضرت حافظ الملت نے اپنے وصال سے ایک سال قبل معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک تقریب میں اپنے اس جانشین کو بلوا کر پہلے خاص خاص وصیتیں کیں۔ اپنی جماعت کے بارے میں خاص طور پر شفقت اور محبت کا برتاؤ کرنے کی تاکید فرمائی، چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے چشم پوشی اور درگزر کا حکم فرمایا، جماعت کے سرکردہ افراد خاص طور پر سادات اور علماء کے اعزاز و احترام کا بطورِ خاص خیال رکھنے کا حکم دیا اور پھر اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

حضرت شیخ ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھرچونڈی شریف کی خانقاہ کو جیسے

marfat.com
Marfat.com

ایک تحریک میں تبدیل کیا۔ اپنے مشن کو آپ نے جس خوبصورتی سے پھیلایا، جس سلامت روی اور اعتدال کے ساتھ آپ نے چالیس برس کے قریب حضرت حافظ الملّت کی جانشینی اور خلافت کے فرائض انجام دیئے اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ مسجد کی تزئین و آرائش روضۂ عالیہ کی تعمیر، مہمانوں اور زائرین کے لئے مکانات کی تعمیر، تعلیم القرآن اور دیگر اسلامی علوم کی ترویج کے لئے مدرسہ کا قیام، ہر وقت لنگر کا معقول انتظام، نماز پنجوقتہ اور حلقۂ ذکر کا باقاعدہ اہتمام، ساتھ ساتھ پوری جماعت میں اسلامی احکام کی پابندی کیلئے بھرپور مساعی، خلافِ شرع امر پر برملا زجر و توبیخ، کئی کئی ماہ تک تبلیغی دورے ادب و احترام کا خصوصی ماحول، علماء و سادات کی شایانِ شان تکریم، انگریز حکومت سے قطع تعلق، خطابات اور جاگیروں کی پیشکش ٹھکرا دینا، درگاہ میں ہر وقت علمی چرچے کا احیاء، معمولی سے معمولی مسئلے کو شریعت و سنت کی کسوٹی پر پرکھنا اور اپنے آپ کو شریعت و سنت کے قالب میں ڈھال لینا، آپ کے وہ بے مثال کارنامے ہیں جنکی بدولت آپ کا نامِ نامی بھرچونڈی شریف کی تاریخ میں ہمیشہ آبِ زر سے لکھا جائیگا۔

۲۵ رجب ۱۳۴۶ھ میں واصل بحق ہوئے، مزار شریف حضرت حافظ الملّۃ کے پہلو میں روضۂ عالیہ کے اندر ہے۔ مولوی احمد صاحب سجادہ نشین خانگڑھ شریف نے اس مصرعے سے تاریخ وصال نکالی ہے:

در بغل معراج آمد شد وصال

۱۳ھ ۴۶

سراج السالکین خلیفہ غلام محمدؐ دین پوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرت حافظ الملّۃ رحمۃ اللہ علیہ کے جلیل القدر خلفاء میں سے تھے۔ آپ نے اٹھائیس سال اپنے شیخ کی خدمت میں گزارے۔ آپ نہایت کم گو، متقی، متورع اور صاحبِ جلال بزرگ تھے، آپ خلیفہ شیخ کے حکم سے سلسلۂ عالیہ چشتیہ

marfat.com
Marfat.com

کے نہایت اہم مراکز کے درمیان بیٹھ کر جس طرح شریعت وسنّت کا غلغلہ بلند کیا اور جس انداز میں اسے پذیرائی ملی وہ حضرت خلیفہ صاحب کے روحانی مقام و مرتبے کی واضح دلیل ہے۔

آپ کو اپنے شیخ اور چوتھی جگہ پر اس خاندان کے بچوں یا متعلقین سے جو عقیدت و محبت تھی اس کا نظارہ دیدنی ہوتا۔ آپ نے زندگی بھر بھرچونڈی شریف کی حاضری میں ناغہ نہ کیا، وہاں حاضر ہوتے تو کسی امتیازی حیثیت کی بجائے جماعت کے ادنیٰ فقیر کی حیثیت سے رہنا زیادہ پسند کرتے۔

شیخ کے ادب واحترام کا عالم یہ تھا کہ خلیفہ صاحب نے اس نالی سے استنجا کرنا مناسب نہ سمجھا جس کا پانی مرشد کے باغ میں جارہا تھا۔

تحریکِ آزادیٔ وطن میں آپ کا کام مثالی نوعیت کا ہے۔ اسلامی اقدار کے فروغ اور اصلاحِ اعمال کے ضمن میں آپ کے کارہائے نمایاں تاریخ کا حصہ ہیں حضرت حافظ الملۃ کا یہ شیدائی اور آپ کی تحریک کا سرگرم رکن ۱۳۵۴ھ میں واصل بحق ہوا۔ آپ کا مزار دین پور شریف (ضلع رحیم یار خاں) میں ہے۔

تاج الاولیاء خلیفہ ابوالحسن مولانا تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ

آپ حضرۃ حافظ الملت کے تیسرے نامور خلیفہ تھے، سندھ کی تاریخ جس عنوان سے مرتب ہو، اسلام کے اس بطلِ جلیل کے ذکر کے بغیر نامکمل رہے گی تحریکِ آزادیٔ وطن کے سلسلے میں آپ کا مجاہدانہ کردار آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے انگریز دشمنی کا جو سبق آپ کو اپنے مرشد کی خانقاہ سے ملا، آپ نے اس کا حق ادا کیا۔ آپ انتہائی صاحبِ جلال بزرگ تھے۔ اپنے دور میں سندھ کے بیشتر علماء نے آپ سے شرفِ بیعت

marfat.com

Marfat.com

حاصل کیا۔ اپنے مرشد، ان کے خانوادے اور بھرچونڈی شریف کے درو دیوار سے آپکی عقیدت و محبت کی داستانیں، اہلِ دل اور اربابِ نسبت کو آج بھی تڑپا دیتی ہیں۔

آپ نے قرآنِ مجید کا سندھی زبان میں ترجمہ کیا جو کافی مقبول ہے۔ مولانا ابوالحسن علی ندوی آپ کے بارے میں لکھتے ہیں :-

" مولانا سید تاج محمود امروٹی پر جلال اور جذبۂ جہاد غالب تھا، کراماتِ جلیلہ کا ان سے ظہور ہوا، کئی بار انگریزوں کو چیلنج کیا اور ان کے مقابلے میں آگئے۔" [1]

ایک دفعہ جوش میں آکر فرمایا کہ کئی بار ایسا ارادہ کیا کہ قصرِ بکنگھم میں جاکر جارج پنجم کی گردن مروڑ دوں مگر مشیت ایزدی نہ تھی، حجاب مانع آجاتا رہا۔ آپ ۱۹۲۹ء میں واصل بحق ہوئے۔ مزار مبارک امروٹ شریف ضلع شکار پور (سندھ) میں ہے۔

خلیفہ مولانا عبدالغفار خان گڑھی آپ اپنے دور کے متبحر عالم تھے۔ بیعت کے تھوڑے سے عرصے کے بعد اجازت و خلافت سے نوازے گئے۔ کچھ عرصہ تک آپکو تصورِ شیخ پر اعتراض رہا لیکن جونہی صحبتِ شیخ نے تاثیر دکھائی آپ قائل ہوگئے۔ حضرت حافظ الملت نے پیغام بھجوایا کہ ملّا سے کہو اب تو تم نے مان لیا؟ پیغام رساں نے لفظ "ملّا" چھوڑ کر باقی الفاظ دہرائے۔ مولانا نے فرمایا وہی الفاظ دہراؤ جو شیخ کی زبان سے نکلے ہیں، اس نے پورا پیغام سنایا تو مولانا پر محویت کا عالم طاری ہوگیا اس لفظِ ملّا کو بار بار دہراتے اور سر دُھنتے رہے۔

آپ کا حلقۂ ارادت بہت وسیع ہے۔ آپ کے صاحبزادے مولوی احمد صاحب انتہائی مستجاب الدعوات بزرگ ہوئے ہیں۔ آپ نے مشکوٰۃ شریف کا سندھی ترجمہ کیا،

---

[1] پرانے چراغ : ص ۱۴۸

marfat.com
Marfat.com

آپ سندھی زبان کے صاحب دیوان شاعر ہیں ۔

مولانا عبدالغفار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مزار خان گڑھ ضلع سکھر سندھ میں ہے مزار مبارک پر عالی شان روضہ ہے ۔

خلیفہ دلمراد خان صاحب

آپ ضلع جیکب آباد کے باشندے تھے ۔ بلوچ قوم سے تعلق رکھتے تھے نہایت منکسر المزاج، متواضع اور متقی شخص تھے ۔ انتہائی سادہ زندگی گذاری موٹا کھانا موٹا پہننا آپ کا معمول رہا آپ ذکر پاس انفاس میں خاص مقام کے مالک تھے ۔ فرماتے کہ سانس اپنے اختیار میں ہے نکالیں چاہے نہ نکالیں ۔ حضرت سراج الفقہا مفتی سراج احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضرت خلیفہ صاحب کی خدمت میں عرض کیا کہ میں پاس انفاس اور سلطان الاذکار کا عامل ہوں ۔ مگر میرے لطائف نہیں کھلتے آپ نے فرمایا میرے کہنے کے مطابق عمل کرو ۔ میں نے اسی طرح عمل کیا تو جلد ہی مجھے معلوم ہو گیا کہ میری رگ رگ ذاکر ہے ۔

آپ کا مزار سگوانی ضلع جیکب آباد میں لوگوں کا مرجع عقیدت ہے ۔ مزار پر بہترین روضہ ہے ۔

خلیفہ مولانا شمس الدین احمد پوری

آپ احمد پور لمہ کے باشندے تھے بہت بڑے عالم اور حضرت حافظ الملت کے اعاظم خلفاء میں سے تھے ۔ ہادی گمراہاں حضرت حافظ محمد عبداللہ صاحب شیخ ثانی بھرچونڈی شریف فرمایا کرتے تھے کہ اگر مولانا شمس الدین کچھ وقت اور زندہ رہتے تو احمد پور کے خذف ریزے بھی اللہ اللہ کرتے آپ سے ایک دنیا نے فیض حاصل کیا ۔ اولاد نرینہ نہ تھی صرف ایک دختر تھی جو شیخ ثالث مجاہد اسلام حضرت پیر عبدالرحمٰن قدس اللہ سرہ العزیز کے عقد میں آئیں ۔

آپ کا مزار جامع مسجد احمد پور لمہ کے قریب ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

خلیفہ رب ڈنہ ہکڑہ آپ رتہ ڈیرہ (ضلع لاڑکانہ) کے مضافات کے رہنے والے تھے نہایت متقی، کم گو، عزلت پسند اور جامع کمالات شخصیت کے مالک تھے بیان کیا جاتا ہے کہ ذکر نفی اثبات میں آپ لا الہ کہتے تو ہر عضو جسم سے علیحدہ ہوجاتا اور الا اللہ پر پہنچتے تو جسم صحیح سالم ہوجاتا آپ کا مزار رتہ ڈیرہ ضلع لاڑکانہ کے مضافات میں ہے۔

خلیفہ ابوالخیر کوئٹہ والے نام نامی محمد زمان تھا، آپ بہت بڑے عالم تھے۔ روحانیت کی طلب ہوئی مگر نگاہ کسی پر نہ ٹھہرتی تھی خواب میں حضرت حافظ الملت کی شبیہ مبارک دکھائی گئی جو ینده یابنده بھرچونڈی شریف پہنچے تو شیخ نے "آمدآں یارے کہ ما می خواستیم" کہہ کر استقبال کیا۔ تیسرے دن خلافت سے نوازے گئے۔ آپ کا خاندان بھرچونڈی شریف سے بدستور رشتۂ عقیدت استوار کیے ہوئے ہے مزار کوئٹہ کے قریب ہے۔

مولانا عمر جان نقشبندی چشمہ والے آپ سلسلہ نقشبندیہ کے بزرگ تھے۔ حضرت حافظ الملت کی نگاہ کے اسیر ہوئے تو سلسلہ عالیہ قادریہ میں داخل ہوئے اور اجازت سے سرفراز کیے گئے۔ سندھ اور بلوچستان کے سینکڑوں علماء نے آپ سے شرف بیعت حاصل کیا۔ ایک دن اپنے نومولود پوتے کو حضرت حافظ الملت کی خدمت میں لائے اور عرض کیا اس کے حق میں دعا کیجیے۔ آپ نے فرمایا ایں پیر ملایاں است، یہ بچہ بڑا ہو کر اس علاقے کے اکثر علماء کا پیر بنا۔ آپ کے اخلاف آج بھی ایک عام آدمی کی طرح (گمنامی میں) بھرچونڈی شریف کی حاضری باعث سعادت سمجھتے ہیں۔

خلیفہ محمد عمر شاہ عراق آپ کا نسبی تعلق خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے تھا آپ بہت بڑے فاضل، کئی زبانوں کے ماہر،

marfat.com
Marfat.com

درتقویٰ کے بلند مقام پرفائز تھے۔ مدینہ منورہ میں قیام کے دوران آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں حافظ الملت کی شکل دکھائی اور آپ سے تعلق قائم کرنے کا حکم فرمایا۔ آپ اس صورت کی تلاش میں تین سال برصغیر میں گھومتے رہے جونیدہ یابندہ بھرچونڈی شریف پہنچا اور تیسرے ماہ خلافت سے نوازے گئے آپ نے ۱۲ ماہ حضور مرشد میں گذارے اور بالآخر رخصت لے کر اپنے آبائی ملک عراق میں معرفت کی جوت جگائی۔ ۱۳۲۳ھ میں واصل بحق ہوئے مزار ایران کی سرحد کے قریب عراق میں واقع ہے۔ مزار پر عالی شان مقبرہ تعمیر کیا گیا ہے۔

خلیفہ عبدالعزیز کالا باغ

آپ کے متعلق تفصیلی حالات کا علم نہیں ہوسکا۔

خلیفہ عبدالرحمٰن کابلی

آپ نہایت مستجاب الدعوات، صائم الدہر، قائم اللیل بزرگ تھے۔ درویش منش، کم گو اور عزلت پسند تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بے حد مقبولیت عطا فرمائی۔ آپ نے تین سال حضرت حافظ الملت کی کفش برداری کی سعادت حاصل کی اور اجازت سے سرفراز ہوئے آپ ۱۳۴۱ھ میں ایک سو دس سال کی عمر میں واصل بحق ہوئے۔ رضی اللہ عنہ وارضاہ۔ مزار کابل میں ہے۔

وصال پُر ملال

حضرت حافظ الملت ایک کامیاب اور بھرپور زندگی گذارنے کے بعد ۱۰ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ کو واصل بحق ہوئے آپ کے بیشتر خلفاء اور مریدین اس موقع پر جمع تھے، اپنی تعمیر کردہ مسجد سے متصل جنوبی طرف آسمان علم و عرفان کا یہ آفتاب آسودۂ لحد ہوا، دو سال بعد مزار پر عالی شان ہشت پہلو گنبد تعمیر ہوا۔ ۱۰ جمادی الثانی کو بھرچونڈی شریف میں آپ کا سالانہ عرس منعقد ہوتا ہے جس میں سندھ، پنجاب اور بلوچستان کے لاکھوں عقیدت مند شریک ہوتے ہیں۔ یہ اجتماع شریعت و سنت کی پابندی، احتساب نفس، ادب و وقار اور نسبت شیخ کے

marfat.com

Marfat.com

اعتبار سے آج بھی مثالی اجتماع ہوتا ہے حضرت حافظ الملت کی عمر مبارک مستند روایات کے مطابق ۴۰ برس کی ہوئی۔ گویا آپ کا سن ولادت ۱۲۳۴ھ ہے۔

تاریخی تسامحات

خلیفہ غلام محمد صاحب دین پوری کی سوانح حیات "ید بیضا" جہاں بے شمار تاریخی غلطیوں کا مجموعہ ہے وہاں تضادات پر بھی مشتمل ہے۔ ید بیضا کے صفحہ ۵۲ پر حافظ الملت کی تاریخ وصال ۸ جمادی الثانی قرار دی گئی ہے جبکہ اسی کتاب کے صفحہ ۸۰ پر ۱۱ جمادی الثانی بتایا گیا ہے۔ اب ؎

کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

اسی طرح سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ کے مشائخ کی جو فہرست اس کتاب میں دی گئی ہے اس میں دو نام سرے سے موجود نہیں اور ایک نام زائد اور غلط آ گیا ہے۔ اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو محققین اپنے سلسلے کے شیخ اعظم کی تاریخ وصال سے بے خبر ہیں جن میں اپنے روحانی سلسلے کی پوری کڑیوں کا علم نہیں ہے۔ ان کی باقی تحقیقات کس پائے کی ہوں گی۔ ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا

اسی طرح غلط فہمی سے اس کتاب کے مؤلف نے حضرت سید عبدالقادر آخرین کیمیا نظر گیلانی پیر کوٹ سدھانا ضلع جھنگ کو سید عبدالقادر خامس سمجھ لیا ہے۔ حالانکہ سید عبدالقادر خامسؒ اوچ شریف کے بارہویں سجادہ نشین المعروف سوہنا شاہ کا اسم گرامی ہے جو ۱۱۶۳ھ میں شہید ہوئے اور آپ کا مزار مقبرہ قادریہ اوچ میں ہے۔

اسی طرح اس کتاب میں حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کا مرشد ظاہر کیا گیا ہے۔ حالانکہ تصوف کے بالکل مبتدی طالب علموں کو بھی اس بات کا علم ہے

marfat.com
Marfat.com

کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت حبیب عجمی اور ان کے خلیفہ داؤد طائی ہیں گویا حبیب عجمی مرشد اور داؤد طائی مرید ہیں جبکہ یہاں معاملہ برعکس ہے پتہ نہیں ایسی فاش غلطیوں پر "ید بیضا" کے مؤلف کی توجہ کسی نے مبذول کرائی ہے یا نہیں [1]

ہم ذیل میں سید العارفین جنید وقت حضرت حافظ محمد صدیق قادری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ طریقت بالترتیب پیش کرتے ہیں جو اس طرح ہے۔

مرشد کل محبوب ازل حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ وصال ۱۱ھ۔ مزار مدینہ طیبہ

امام الاولیاء، قبلہ اصفیا حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ	۴۰ھ	نجف اشرف
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	وصال ۶۱ھ	مزار کربلا
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۹۴ھ	مدینہ منورہ
امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	۱۱۴ھ	مدینہ منورہ
امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۱۴۸ھ	مدینہ منورہ
امام موسیٰ کاظم رحمۃ اللہ علیہ	۱۸۳ھ	بغداد
امام علی رضا رضی اللہ عنہ	۲۰۳ھ	ایران
حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۰ھ	بصرہ

---

[1] شریف التواریخ ص ۴۵۷ جلد ۱، مطبوعہ لاہور

کشف المحجوب ۱۶۴، ۱۸۶

تذکرہ مشائخ قادریہ مؤلفہ میاں محمد دین کلیم ؛ ،، ۸، مکتبہ نبویہ لاہور

مقدمہ فتوح الغیب ۸ مطبوعہ المعارف لاہور

سلسلہ عالیہ قادریہ صدیقیہ ۱۱ مطبوعہ خانقاہ عالیہ بھرچونڈی شریف

مقدمہ ملفوظات شریف حضرت پیر سائیں روضہ دھنی پیر گارا رحمۃ اللہ علیہ ۲۴، ۲۵ مطبوعہ درگاہ عالیہ پیر گوٹھ

marfat.com
Marfat.com

حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ	وصال سنہ ۱۵۶ھ	مزار بغداد
حضرت داؤد طائی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۱۶۵ھ	بغداد
حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۲۰۰ھ	بغداد
حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۲۵۳ھ	بغداد
حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۲۹۸ھ	بغداد
حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۳۳۴ھ	بغداد
حضرت عبدالواحد تمیمی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۴۲۵ھ	بغداد
حضرت ابوالفرح طرطوسی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۴۴۷ھ	طرطوس
حضرت ابوالحسن ہکاری رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۴۸۶ھ	بغداد
حضرت ابوسعید مبارک مخرمی[1] رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۵۱۳ھ	بغداد
حضرت غوث اعظم سید محی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۵۶۱ھ	بغداد
حضرت سیف الدین عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۵۹۳ھ	بغداد
حضرت سید صفی الدین صوفی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۱۱ھ	بغداد
حضرت سید ابوالعباس احمد رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۶۳۰ھ	حلب
حضرت سید محی الدین مسعود گیلانی	سنہ ۶۶۰ھ	حلب
حضرت ابوالحسن ضیاءالدین علی گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۷۱۵ھ	حلب
ابومحمد سراج الدین شاہ میر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۷۶۶ھ	حلب
حضرت شمس الدین محمد اعظم گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	سنہ ۸۳۴ھ	حلب

---

[1] یہ بغداد کے محلہ مخرم کی طرف اشارہ ہے جہاں یزید بن مخرم کی اولاد میں سے کچھ لوگ آباد ہو گئے تھے اسے مخزومی پڑھنا غلط ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

حضرت ابوعبداللہ محمد غوث گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	وصال ۹۲۳ھ	مزار اوچ
حضرت سید عبدالقادر ثانی رحمۃ اللہ علیہ	۹۴۰ھ	اوچ
حضرت سید عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ	۹۴۲ھ	اوچ
حضرت سید حامد محمد گنج بخش کلاں رحمۃ اللہ علیہ	۹۷۸ھ	اوچ
حضرت سید عبدالقادر ثالث رحمۃ اللہ علیہ		اوچ
حضرت حامد محمد شمس الدین ثانی رحمۃ اللہ علیہ		اوچ
حضرت سید عبدالقادر رابع رحمۃ اللہ علیہ		اوچ
حضرت سید حامد محمد شمس الدین ثالث رحمۃ اللہ علیہ		اوچ
حضرت سید حامد محمد گنج بخش ثانی رحمۃ اللہ علیہ		اوچ
حضرت سید حامد محمد شمس الدین رابع عرف صالح رحمۃ اللہ علیہ		اوچ
حضرت سید عبدالقادر آخریں کیمیا نظر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۱۹۱ھ	پیرکوٹ سدھانہ جھنگ
حضرت سید محمد بقا رحمۃ اللہ علیہ		درگاہ پیر پاگارا
حضرت قبلہ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ		درگاہ پیر پاگارا
حضرت سید محمد حسن شاہ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ	۱۲۵۴ھ	سوئی شریف

شجرہ جاری ہے اگلے صفحہ پر دیکھیں

marfat.com
Marfat.com

جنید وقت سید العارفین حضرت حافظ **محمد صدیق** رحمۃ اللہ علیہ بھرچونڈی شریف (تاریخ وصال ۱۳۰۸ھ)

- ہادی گمراہاں حضرت حافظ محمد عبداللہ — شیخ ثانی بھرچونڈی شریف
- خلیفہ غلام محمد صاحب — دین پور
- خلیفہ تاج محمود صاحب — امروٹی
- خلیفہ مولانا عبدالغفار صاحب — خان گڑھ
- خلیفہ دل مراد صاحب — جیکب آباد
- خلیفہ مولانا شمس الدین صاحب — احمد پور

- خلیفہ رب ڈنہ بکھرہ رح — لاڑکانہ
- خلیفہ ابوالخیر رح — کوئٹہ
- خلیفہ عمر جان چشمے والا رح — بلوچستان
- خلیفہ محمد عمر شاہ رح — عراق
- خلیفہ عبدالعزیز رح — کالا باغ
- خلیفہ عبدالرحمٰن رح — کابل

marfat.com
Marfat.com

حضرت حافظ الملت کے مسلک کے متعلق شکوک کی ناکام مہم

تاریخ اور عقیدے میں جو فرق ہے اسے وہ نیم خواندہ لوگ کیسے سمجھ سکتے ہیں جو ہر تاریخی واقعے کو اپنے مخصوص عقیدے کے کڑے معیار پر پرکھنے کی جاہلانہ روش کا شکار ہوں ہمارے ہاں گذشتہ ایک سو برس سے خاص طور پر مذہبی حلقوں سے جو تاریخی لٹریچر سامنے آرہا ہے وہ کچھ اسی نوعیت کا ہے ہمیں علم ہے کہ فن تاریخ کو زندہ کرنے اور اسے بام عروج تک پہنچانے کا تمام سہرا مسلمان علماء کے سر ہے مگر آج کے علماء کی تاریخی کتابیں دیکھ کر بے ساختہ مولانا جامی کا یہ مصرعہ زبان پر آجاتا ہے کہ ؎

تاریخ را بہ مدرسہ کہ برد (معمولی تصرف کے ساتھ)

راقم السطور "ید بیضا" "مرد مومن" اور مولانا عبید اللہ سندھی پر لکھی جانے والی بیشتر کتابوں کے بعض مندرجات پر حیرت و استعجاب کی کیفیت میں مبتلا تھا کہ ایک سندھی ماہنامے "شریعت" کا سوانحی نمبر نظر سے گذرا۔ اسے بغور پڑھا تو بے ساختہ زبان پر یہ عربی مثل آگئی "رحم اللہ النباش الاول" "ید بیضا" اور "مرد مومن" وغیرہ اس رسالے کے مقابلے میں بسا غنیمت معلوم ہونے لگیں کہ انھوں نے جو کچھ کہا وہ مہذب انداز میں، تو کہا اور اس کے لیے کچھ نہ کچھ تاریخی پلان بھی تیار کیا مگر داد دینی پڑتی ہے ایک دینی مدرسے کے استاد کی جس نے ایک سندھی ماہنامے "شریعت" کے سوانحی نمبر میں حضرت حافظ الملت اور ان کے اخلاف کا ذکر کرتے ہوئے جس دیدہ دلیری کے ساتھ تاریخ کا مسلہ کیا ہے حقائق کا منہ چڑایا ہے اور تاریخ کو اپنے تعصب آمیز عقائد کی کسوٹی پر کس کر برعکس نام زنگی

marfat.com
Marfat.com

نہند کافور کا مظاہرہ کیا ہے وہ اس جدید مؤرخ ہی کا کام ہے۔ ماہنامہ "شریعت" کے اس خاص نمبر میں تاریخی فروگذاشتیں نہیں بلکہ یہ نمبر تاریخی غلطیوں اور خلاف حقائق واقعات کا ایک ایسا پلندہ ہے جس میں سچ اور حق ڈھونڈھنا پڑتا ہے۔ حضرت حافظ الملت ایسی عہد آفریں اور قد آور شخصیت کا سوانحی صفحات میں انتہائی سطحی انداز میں تعارف کرایا گیا ہے آپ کے جانشین ہادیٔ گمراہاں حضرت حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور سندھ کی اسلامی تاریخ کے آخری ہیرو مجاہد اسلام ناصر تحریک پاکستان حضرت پیر عبدالرحمٰن قدس اللہ سرہ العزیز کا ذکر ضمنی طور پر اور قدح کے انداز میں کیا گیا ہے جبکہ حضرت حافظ الملت کے دروازے سے خیرات حاصل کرنے والے بعض حضرات پر دس دس صفحے لکھے گئے ہیں اور بوجوہ بعض ایسے دیہاتی قسم کے نیم خواندہ واعظین اور مولویوں کو مجاہد بنا کر پیش کیا گیا ہے۔ جن کی نہ کوئی سیاسی اور سماجی حیثیت تھی اور نہ قابلِ ذکر مذہبی خدمات۔ حیرت ہے کہ کانگریس اور مسلم لیگ کشمکش، ہندو مسلم ٹکراؤ، تحریکِ پاکستان، مسجد منزل گاہ سکھر ایسے اہم تاریخی معاملات میں جو لوگ صفر کی حیثیت بھی نہیں رکھتے، جن کا ایسے مواقع پر وجود بھی نہیں پایا جاتا۔ وہ آج سندھ کے بطلِ جلیل، اسلام کے پاسباں، پاکستان کے سرکردہ لیڈر بن کر تاریخ کے صفحات پر جگہ حاصل کرنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں ہمیں یقین ہے کہ ایسی کوششیں کبھی بار آور نہیں ہوسکتیں۔ ابھی سندھ میں ایسے لوگ موجود ہیں جنھوں نے باب الاسلام سندھ کا یہ آخری اور طوفانی دور اپنی آنکھوں سے دیکھا اور بحیثیت کردار اس میں اپنا رول ادا کیا ہے جناب سید احمد بریلوی اور شاہ محمد اسماعیل کی تحریک کن مقاصد کے لیے اُٹھی اس دور میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کا اصل حریف انگریز تھا یا سکھ؟ انگریزوں سے عدم ٹکراؤ بلکہ مفاہمت اور سکھوں سے تصادم کی وجوہات کیا تھیں؟ سید صاحب کا قافلہ حضرت پیر سید صبغۃ اللہ شاہ اوّل رحمۃ اللہ علیہ پیر پگارا سے امداد حاصل کرنے اور انھیں اپنے مؤقف کا قائل کرنے میں کامیاب ہوا یا نہیں؟ حضرت پیر صاحب نے سید صاحب کو

marfat.com
Marfat.com

کوئی عسکری نوعیت کی مدد فراہم کی تھی یا نہیں ؟ یہ وہ تاریخی سوالات ہیں جن پر تحقیق جاری ہے ۔ جناب وحید احمد مسعود کی کتاب نے کئی نئے انکشافات کیے ہیں وہ دن دور نہیں جب اس بارے میں اصل حقائق دنیا کے سامنے آجائیں گے ۔ ایک بات مسلّم ہے کہ شاہ محمد اسماعیل نے " تقویۃ الایمان " لکھ کر برصغیر کے تمام مشائخ . بزرگانِ دین ، روحانی خانوادوں بلکہ خود ولی اللہی معمولات و معتقدات کی دھجیاں اڑادی تھیں ، امام الہند شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی انفاس العارفین ، فیوض الحرمین ، القول الجمیل اور سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات دیکھنے اور پڑھنے کے بعد وہ کون سا عقل سے عاری شخص ہے جو شاہ محمد اسماعیل کو ولی اللہی فکر کا ترجمان کہہ سکے ۔ چنانچہ اس بات کا خود شاہ محمد اسماعیل کو بھی احساس تھا ، فرماتے ہیں

" میں نے کتاب (تقویۃ الایمان) لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ ذرا تیز الفاظ بھی آگئے ہیں اور بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہو گی ـــــــ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے " [۱]

مولانا ابوالکلام آزاد تقویۃ الایمان کے بارے میں لکھتے ہیں ۔

" شاہ عبدالعزیز کے انتقال کے بعد جب انھوں (شاہ محمد اسماعیل) نے تقویۃ الایمان اور جلاء العینین لکھیں اور ان کے اس مسلک کا ملک میں چرچا ہوا تو تمام علماء میں ہلچل پڑ گئی ان کے رد میں سب سے زیادہ سرگرمی بلکہ سربراہی مولانا منور الدین نے دکھائی متعدد کتابیں لکھیں اور ۱۲۴۶ھ والا

---

[۱] حکایات اولیاء : ۹۱ ، ۲۲ ۔ مطبوعہ ایم ثناء اللہ خاں ریلوے روڈ لاہور

marfat.com
Marfat.com

مشہور مباحثہ جامع مسجد کیا تمام علمائے ہند سے فتویٰ مرتب کرایا۔ پھر حرمین سے فتویٰ منگوایا ــــــــ جامع مسجد کا شہرۂ آفاق مناظرہ ترتیب دیا۔ جس میں ایک طرف مولانا اسمٰعیل اور مولانا عبدالحی تھے اور دوسری طرف مولانا منورالدین اور تمام علمائے دہلی"[1]

اب ہمارے علماء اور ان سے ذہنی طور پر وابستہ جدید مؤرخین کو اس بات پر اصرار ہے کہ مرشد سندھ قبلہ عالم سید السادات حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ صاحب الروضہ پیر پگارا کی تحریک، بالخصوص آپ کے نامور خلیفہ حضرت سید محمد حسن شاہ صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ بانی سوئی شریف اور ان کے فیض یافتہ حافظ الملت حضرت حافظ محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ بانی بھرچونڈی شریف تمام برصغیر کے روحانی خانوادوں کے برعکس تقویۃ الایمان کی گستاخ رسالت تحریک کے نمائندے اور اس کی فکر کے ترجمان تھے۔ حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات آپکے خلفاء کا عمومی مسلک آپ کے سجادہ نشینوں کا طرز عمل اس کے ساتھ ساتھ حضرت حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ کے بیشتر خلفاء کا خانقاہی نظام، بھرچونڈی شریف میں آپ کے قائم کردہ نظام کا متواتر عمل اور آپ کے جانشینوں کے رجحانات تو پہلے ہی اس بے بنیاد دعوے کو جھٹلا رہے تھے۔ خیال رہے کہ ہمارے روحانی خانوادوں میں اپنے اسلاف کی اتباع پہلا سبق ہے۔ اس روشنی میں درگاہِ عالیہ پیر پگارا سوئی شریف اور بھرچونڈی شریف کے موجودہ بزرگوں کے مسلک کو کسی طرح بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا کہ "صاحب البیت ادریٰ مافیہا" گھر کا مکین ہی گھر کے بارے میں بہتر جانتا ہے۔ درگاہ عالیہ پیر پگارا جو دراصل سوئی شریف اور بھرچونڈی شریف کا اصل مرکز اور ان کے لیے مرجع و ماویٰ کی حیثیت رکھتی ہے نے اپنے فکر کی ترجمانی اور اپنے پیغام کی

---

[1] مولانا کی کہانی ان کی زبانی: ۹، مطبوعہ چٹان پریس لاہور

marfat.com
Marfat.com

نشر و اشاعت کے لیے عرصہ دراز سے جامعہ راشدیہ کے نام سے مضبوط علمی بنیادوں پر ایک ادارہ قائم کر رکھا ہے یہ ادارہ جن خطوط پر کام کر رہا ہے، جو ذہن تیار کر رہا ہے۔ جس مسلک کو فروغ دے رہا ہے۔ آج یہ معلوم کرنا ذرا بھی مشکل نہیں کہ جامع راشدیہ کا رُخ مغرب کی طرف ہے تو تقویۃ الایمان کا مشرق کی طرف۔ مگر حیرت ہے ہمارے بعض دینی مدارس کے علماء پر کہ وہ برصغیر کے ہر روحانی سلسلے کو شاہ محمد اسماعیل سے تعلق کی کسوٹی پر پرکھ رہے ہیں برملا کہتے ہیں ہاں ہاں فلاں شخص کی ولایت میں کسے کلام ہے کہ اس کا تعلق حضرت شاہ اسماعیل سے جو بنتا دیکھا۔ آپ نے ولایت بزرگی اور کمال کا معیاً گویا ان کے نزدیک شاہ محمد اسماعیل برصغیر کے ایک ایسے متفق علیا اور مسلم بزرگ ہیں جن سے کسی قسم کی نسبت ہی کافی ہے اس نظریئے میں جو واقعیت اور صداقت ہے آپ اسے لفظی بحثوں کی بجائے عملی زندگی میں دیکھ لیجیے اور پھر ایسے محققین کی سادگی کی داد دیجیے۔

اب حضرت حافظ الملت کے مستند ملفوظات نے مسئلہ کافی حد تک حل کر دیا ہے بحمد اللہ یہ امر خوش آیند ہے کہ ملفوظات کا یہ مجموعہ حضرت حافظ الملت کے نامور خلیفہ ابو الحسن مولانا سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھوں سے ہم تک پہنچا ہے۔ چنانچہ حضرت حافظ الملت کے ملفوظات کا یہ مجموعہ حضرت سے وابستہ اس حلقے کے لیے بھی مستند اور ناقابلِ انکار ہے۔ جو حافظ الملت کو برصغیر کی انحرافی اور اعتزالی تحریک کا نمائندہ ثابت کرنے کے لیے سرگرم عمل ہے۔

راقم السطور پورے شرح صدر سے یہ بات عرض کرتا ہے کہ شاہ محمد اسماعیل لاکھ عالم و فاضل ہوں انھیں کئی اور خصوصیات حاصل ہوں تو قطع نظر اس بات کے کہ انھوں نے امت مسلمہ کو سوائے تشتت۔ انتشار، فرقہ بندی اور غیر ضروری کشمکش کے اور کیا دیا ہے؟ یوں بھی حضرت حافظ الملت کا دینی اور روحانی مرتبہ شاہ محمد اسماعیل سے کہیں بلند و بالا ہے حضرت حافظ الملت کی بدولت شمالی مغربی ہندوستان میں جو زبردست دینی انقلاب آیا ہے

marfat.com

Marfat.com

اس کی روشنی میں آپ خواجہ خواجگان حضرت معین الدین اجمیری، شیخ الشیوخ فریدالدین گنج شکر، شیخ الاسلام بہاءالدین زکریا ملتانی، امام الہند شاہ ولی اللہ اور سراج الہند شاہ عبدالعزیز رحمہم اللہ کے سلسلے کی ایک مبارک کڑی قرار پاتے ہیں۔ جبکہ شاہ محمد اسماعیل کی تحریک ایک علیحدگی پسند فرقہ پرستانہ تحریک کی شکل میں سامنے آئی ہے۔

مولانا عبیداللہ سندھی کا یہ تجزیہ بغور ملاحظہ فرمائیے۔

"مولانا سندھی کہا کرتے تھے کہ گذشتہ صدیوں میں عوامی اور قومی تحریکیں اکثر و بیشتر مذہبی اٹھان اور بیداری کا نتیجہ تھیں لیکن جیسے جیسے وہ آگے بڑھیں ان کا دائرہ وسیع ہوتا گیا اور وہ عملاً عوامی اور قومی بن گئیں لیکن اس تحریک ولی اللہی میں اس تاریخی انحراف کے بعد جو موڑ آیا تو وہ جیسے جیسے آگے بڑھتی گئی بجائے اس کے کہ وہ مسلمان عوام کی ایک قومی تحریک بنتی، وہ ایک علیحدگی پسند اور فرقہ پرستانہ تحریک بنتی گئی۔ سید احمد شہید سے منسوب اس تحریک کا یہ حشر تو ہوا ہی، اس کا ردعمل اس تحریک کے دوسرے حصے تحریک دیوبند پر بھی ہوا اسی کا نتیجہ ہے کہ آج بھی اس برعظیم کے مسلمان عوام کی غالب اکثریت بریلوی ہے۔ جو اوپر کی دونوں تحریکوں کو کفر سے کم نہیں سمجھتی۔ اس نوع کی احیاء پسندانہ مذہبی تحریکیں اگر قومی اور عوامی خطوط پر نہ چلیں تو لازماً وہ علیحدگی پسندانہ اور فرقہ پرستانہ تحریکیں بن کر رہ جاتی ہیں"[1]

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ملفوظات سے چند اقتباسات پیش کیے جائیں تاکہ حضرت حافظ الملت ایسے بزرگ کے نظریات سے ہم سب روشنی حاصل کر سکیں۔

---

[1] افادات و ملفوظات مولانا عبیداللہ سندھی ص ۴۹ مطبوعہ سندھ ساگر اکیڈمی

marfat.com
Marfat.com

تصورِ شیخ

حضرت والا (حافظ الملت) حمایوں سے بیاں گوتھ تشریف لائے تو اتفاق سے یہاں بھی تصور (شیخ) پر بات چل نکلی اس موقع پر عوام کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ علماء و سادات کی بھی خاصی بڑی جماعت موجود تھی۔ آپ نے فرمایا بھائی ہم نے اپنے رب کو اسی راہ (تصورِ شیخ) سے پایا ہے۔ باقی ہر شخص کی مرضی وہ جو چاہے کرے[1]

دنیا کا سارا انتظام و انصرام اولیاء اللہ کے حوالے ہے

فرمایا ساری دنیا میں غوث ایک، قطب چار، اوتاد چھ اور ابدال چالیس ہوتے ہیں جبکہ اولیاء اللہ کی تعداد تین سو رہتی ہے یہ تعداد خلفائے راشدین سے لے کر ہر زمانے میں موجود رہتی ہے اور رہے گی۔ دنیا کا سارا انتظام و انصرام انہی کے حوالے ہے[2]

شیخ کی مرید کے حالات سے آگاہی اور اس کی اعانت

مولوی شمس الدین احمد پوری[3] کا بیان ہے کہ ایک دفعہ خلوت کے وقت میں اکیلا آپ کی خدمت میں موجود تھا میں نے پوچھا حضرت شیخ اپنے مرید کے حالات سے کتنے عرصے میں آگاہی حاصل کرتا ہے آپ نے فرمایا ایک آن اور لحظے میں۔ آنکھ جھپکنے کی دیر میں شیخ مشرق سے مغرب تک ہر طالب (مرید) کے حالات جان لیتا ہے اور اس کی امداد و اعانت کرتا ہے"[4]

---

[1] ملفوظات

[2] ملفوظات

[3] حضرت کے معروف خلیفہ مجاز

[4] ملفوظات

marfat.com
Marfat.com

مرشد کے آستان کا ادب

شیخ فتح الدین کا بیان ہے کہ حضرت والا اپنے مرشد (کے مزار) کی زیارت کی خاطر (سوئی شریف) تشریف لے جاتے تو راستے سے کڑیوں کا گٹھا سر پہ اٹھاتے پاؤں سے جوتے اتارتے اور نہایت تعظیم و تکریم سے پیدل چل کر پہلے لکڑیاں لنگر میں ڈالتے پھر فقراء کی قدم بوسی کرتے بعد میں مرشد کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر ختم پڑھتے ایک دفعہ روضہ اقدس کا دروازہ بند تھا چابی فوری طور پر نہ مل سکی تو آپ نے دیوار (روضہ) کے ساتھ کھڑے ہو کر ختم پڑھا اور ہنستے ہوئے واپس پھرے۔ تھوڑی دیر بعد رونے لگے پھر سر گریبان میں ڈال لیا اس کے بعد ہنسنے لگے[1]

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں

شیخ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ایک دفعہ عصر کی نماز کے وقت نیت باندھنے کے بعد اچانک حضرت والا نے جماعت کی طرف رُخ مبارک پھیرا اور فرمایا کہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اس میں قطعاً کوئی شک و شبہ نہیں ہے[2]

وصال کے بعد شیخ کا فیض پہلے سے دو چند ہو جاتا ہے

حافظ میاں عبداللہ[3] کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ نے فرمایا کہ دنیا میں عارف کی توجہ تین طرف ہوتی ہے۔ شریعت کی طرف، وحدت کی طرف اور مرید کی حالت کی طرف۔ مگر جب شیخ اس دنیا سے نقل مکانی کر جاتا ہے۔ تو شریعت کی پابندی ختم ہو جاتی ہے اور صرف دو باتوں کی طرف اس کی توجہ رہ جاتی ہے اس سے

---

[1] ملفوظات

[2] ملفوظات

[3] ملفوظات

marfat.com
Marfat.com

معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کا فیض اس دنیا میں وصال کے بعد مرید کے حق میں پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ طالب کی نسبت اپنے شیخ سے پختہ ہونی چاہیے[1]

مرشد کی زیارت کی خاطر سفر میں قصر نہ کرنا

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع ملفوظات) حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا کہ میرے مرشد سید السادات حضرت سوئی شریف فرمایا کرتے تھے کہ درگاہ عرش اشتباہ (پیر سائیں پاگارا) میں رمضان کے دوران ہمیشہ قاضی حافظ محفوظ اور قاضی حافظ عبدالرحمٰن قرآن کا ختم سنایا کرتے تھے۔ رمضان المبارک کے پہلے پندرواڑے میں ایک حافظ ختم کرتے جبکہ دوسرے پندرواڑے میں دوسرے حافظ، یوں درگاہ عالیہ میں مہینہ میں دو ختم ہوتے۔

ہر دو حافظ صاحبان کا طریقہ تھا کہ جب کبھی حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کے ارادے سے درگاہ شریف آتے تو راستے میں نماز قصر نہ کرتے حالانکہ ان کے گھر اور درگاہ شریف کا درمیانی فاصلہ شرعی سفر کی تعریف میں آتا تھا۔ البتہ زیارت کے بعد گھر واپس ہوتے تو قصر کرتے اس کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (سوئی شریف) کی عادت کریمہ بھی یہی تھی کہ جب کبھی اپنے مرشد کی زیارت کی خاطر درگاہ شریف جاتے تو نماز میں قصر نہ فرماتے پھر آپ نے فرمایا کہ سفر میں نماز میں قصر کا حکم اس سفر پر لاگو ہوتا ہے جو دنیا کی خاطر اختیار کیا جائے جو سفر راہ حق میں اختیار کیا جائے اس کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔"[2]

خدا ہر جگہ موجود ہے پھر پیر کی کیا ضرورت ہے

فقیر محمد قاسم کھوسہ سکنہ قریہ پیارہ خاں کھوسہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت والا کی زیارت کے ارادے سے جا رہا تھا کہ راستے میں مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو

---

[1] ملفوظات

[2] ملفوظات

marfat.com
Marfat.com

میں نے جواب دیا مرشد کی زیارت کے لیے۔ اس نے کہا کیوں؟ میں نے کہا اللہ اللہ سیکھنے کے لیے۔ وہ کہنے لگا خدا یہاں بھی موجود ہے اسے یہاں یاد کیوں نہیں کرتے ہو میں خاموش ہو گیا۔ حضرت والا کی خدمت میں پہنچ کر سارا حال عرض کیا تو آپ نے فرمایا میرے بھائی پانی تو زمین میں ہر جگہ موجود ہے مگر اسے حاصل کرنے کے لیے ہر شخص کو جانا آخر کنوئیں ہی پر پڑتا ہے۔[1]

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تین صورتیں

آپ نے فرمایا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ تین قسم کی ہے۔ ایک بشری صورت۔ پس جس شخص نے آپ کو صرف محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب سمجھ کر محض اپنے جیسا ایک انسان سمجھا وہ کافر و مشرک قرار پایا جیسے کفار و مشرکین مکہ۔ دوسری صورت ملکی یعنی آپ کو بشر نہیں بلکہ خدا کا فرستادہ اور نمائندہ سمجھے ایسا شخص درجہ ولایت پر فائز ہوا، تیسری صورت حقی اور وہ یہ ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر یا فرشتہ نہیں بلکہ نورِ حق سمجھے اگر اسے یہ مقام حاصل ہو جائے تو وہ سمجھ لے کہ اسے مقامِ محمدی کا بلند ادراک حاصل ہو گیا ہے۔[2]

اللہ والوں کی دکانیں

دین محمد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ حضور! اگر عارف کامل اس جہانِ فانی سے دارالبقا کی طرف رحلت اختیار کر جائے تو اس کے مریدین اور سالکین کیا کریں اور کہاں جائیں؟ آپ نے فرمایا اپنے مرشد کے خلفائے مجاز میں سے کسی کی صحبت اختیار کریں۔ اگر مرشد کا خلیفہ مجاز کوئی نہ ہو تو پھر اپنے سلسلے کا کوئی اور بزرگ تلاش کریں اور اس سے اکتسابِ فیض کریں۔ اگر

---

[1] ملفوظات

[2] ملفوظات

marfat.com
Marfat.com

اپنے سلسلے میں بھی کوئی بزرگ نہ ملے تو انھیں اجازت ہے جہاں انھیں کوئی اللہ والا ملے اس کی صحبت اختیار کریں، ایک جگہ بند ہو کر نہ بیٹھیں۔ میں (دین محمد) نے عرض کیا حضور! اگر کوئی اللہ والا کسی جگہ نہ ملے تو پھر؟ آپ نے فرمایا دین محمد، "تاجروں، کفش دوزوں، لوہاروں، ترکھانوں اور کمہاروں کی دکانیں تو آدم علیہ السلام کے دور سے ابتک جاری و ساری ہیں مگر عارفوں کی دکانیں بند ہو جائیں گی؟ دین محمد! اللہ والوں کی دکانیں قیامت تک بند نہیں ہوں گی[1]

یہ چند حوالے ہم نے صرف قارئین کی توجہ مبذول کرانے کی خاطر درج کیے ہیں، ورنہ ملفوظات کا مکمل مجموعہ اسی فکر کا آئینہ دار ہے جو امام الاولیاء حضرت حسن بصریؒ اور سید الشہداء امام حسینؓ سے لے کر مرشد کل قبلہ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ تک ہر جگہ ظاہر و باہر نظر آتا ہے۔ حضرت حافظ الملت کو جو کچھ ملا انھی بزرگوں کی نگاہ و فیض سے ملا۔ اب یہ کیونکر ممکن ہے کہ حضرت حافظ الملت اپنے بزرگوں کے طریقہ کو چھوڑ کر ایک ایسے اوپرے اور اجنبی طریقے کے پیچھے لگ گئے ہوں جس کے آثار دنیائے روحانیت میں ڈھونڈھے سے بھی نہیں ملتے۔ اور جو سراسر تند مزاجی، درشت کلامی، تعصب اور نفرت کے خمیر سے اٹھایا گیا ہے۔

حضرت حافظ الملت کی ذات سے نسبت رکھنے والے تمام حضرات سے میری دردمندانہ اپیل ہے کہ وہ اس کے پیچھے نہ بھاگیں کہ کون کیا تھا یا کیا ہے؟ ان کا مطمع نظر صرف یہ ہونا چاہیے کہ ؎

ندارد ہیچ کس یارے چنیں یارے کہ من دارم

بعض حضرات تاریخ یا فضائل اعمال کے سلسلے میں بیان کی جانے والی روایات کو نقد و جرح اور اسماء الرجال کی کسوٹی پر پرکھنا شروع کر دیتے ہیں۔ خیال رہے کہ یہ شرف

---

[1] ملفوظات

marfat.com
Marfat.com

صرف احادیث ہی کو حاصل ہے کہ انھیں کڑے سے کڑے معیار پر جانچنے کی کھلی دعوت دیدی گئی ہے احادیث کے علاوہ یہی نسخہ دینک کے جس دوسرے موضوع پر استعمال کیا جائیگا تو اسے سوائے دریا برد کرنے کے اور کوئی چارہ نظر نہیں آئیگا یہی وجہ ہے کہ ہمارے جید اور محقق علماء تاریخ وسیر اور فضائل اعمال وغیرہ میں احادیث والا معیار نہیں رکھتے۔

قارئین سے یہ بات مخفی نہیں کہ ملفوظات سے مراد اصلاح اخلاق واعمال کے سلسلے میں شیخ کے وہ کلمات ہیں جو مریدین کی تربیت کے لیے وقتاً فوقتاً اس کی زبان سے بیان ہوتے رہتے ہیں۔ ضروری نہیں کہ ان مجالس میں بیان ہونے والا ہر واقعہ اور ہر حکایت نفس الامر میں صحیح بھی ہو کیونکہ ان واقعات سے صرف مثال کا کام لیا جاتا ہے مقصود وہ نتائج ہوتے ہیں جو برآمد کیے جاتے ہیں۔ اس سلسلے میں مثنوی مولانا روم اور گلستانِ سعدی کی مثال بآسانی دی جا سکتی ہے۔ مثنوی نے عقائد واعمال پر جو بہترین اثرات ڈالے ہیں اس سے کوئی ناواقف ہی انکار کر سکتا ہے لیکن مثنوی کی حکایات کی فی الواقع صحت کی ضمانت آج بھی نہیں دی جا سکتی۔ اردو لٹریچر میں تذکرہ غوثیہ کی مثال ہمارے سامنے موجود ہے، بات دراصل کچھ یوں ہے کہ ؎

ہر چند ہو مشاہدہ حق کی گفتگو　　بنتی نہیں ہے بادہ و ساغر کہے بغیر

یا ؎

خوشتر آں باشد کہ سرِّ دلبراں　　گفتہ آید در حدیثِ دیگراں

زیر نظر ملفوظات میں بعض واقعات یا حکایات صحت کے اعتبار سے محل نظر ہیں اسی طرح بعض روایات استناد کے اعتبار سے خاصی کمزور ہیں۔ ہمارا کام ان روایات، واقعات اور حکایات کی چھان پھٹک اور تحقیق نہیں ہے ان کو اس تناظر میں دیکھا جائے کہ ایک بلند مرتبہ شیخ مختلف مزاج اور ذہن رکھنے والے افراد کی تربیت کا عظیم الشان ادارہ کھول کر بیٹھا ہے اور وہ قرآن مجید، احادیث، روایات، واقعات اور حکایات کے ساتھ ساتھ تمثیلی انداز میں

marfat.com
Marfat.com

سے اپنے کام کو آگے بڑھا رہا ہے۔ اور اپنے اس انداز سے وہ انتہائی مفید اور بامقصد نتیجہ حاصل کر رہا ہے جس شخص کو اس طریق کار سے اختلاف ہو اسے چاہیے کہ وہ بوعلی سینا، رازی، ابن رشد وغیرہ کی مدلل تصانیف اور مولانا روم، فریدالدین عطار اور جامی کی تصانیف کا انصاف پسندی کے ساتھ موازنہ کرے اسے معمولی غور و فکر سے پتہ چل جائیگا کہ انسانی کردار کے بناؤ میں کون کس پانی میں ہے؟

فَاعْتَبِرُوْا یَا اُولِی الْاَبْصَارِ

ملفوظات کا اصل نسخہ، اس کا ترجمہ اور چند مغالطے

حضرت حافظ الملت کے وابستگان میں ہند و سندھ کے اہل علم لوگوں کی ایک بڑی تعداد شامل ہونے کے باوجود آپ کی زندگی اور ارشادات و معمولات پر کوئی جامع کتاب شائع نہیں ہوئی۔ لے دے کے ہمارے پاس اس وقت کوئی مستند ماخذ ہے تو وہ "عباد الرحمٰن" ہے مگر عباد الرحمٰن کو کتاب کہنے کی بجائے آپ کی زندگی کا مختصر خاکہ کہنا زیادہ مناسب ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے بعض خلفاء اور پیران کے فیض یافتگان پر جو کتابیں شائع ہوئی ہیں ان میں بیشتر مقامات پر آپ کا ذکر موجود ہے مگر انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ان کتابوں میں بیشتر واقعات غلط، کچھ خلاف واقعہ اور کچھ تحریف شدہ ہیں آپ کی جامع کمالات اور عظیم شخصیت سے متشدد اور نرم مزاج ہر قسم کے لوگ وابستہ تھے چنانچہ سب نے آپ کو اپنے اپنے مخصوص دائرے کا نمایندہ ظاہر کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔ اس سلسلے میں خود مرکز کا بھی پورے طور لحاظ نہیں رکھا گیا۔ جس کا پورا ڈھانچہ بالکل اسی طرح قائم ہے جس طرح سے ابتداء میں حضرت حافظ الملت نے قائم کیا تھا۔

یہ تاریخی غلط بیانیاں واقعات کو توڑنے موڑنے کی کوششیں شعوری طور پر ہوئی ہیں ہم ذیل میں اس کی دو تین مثالیں پیش کرتے ہیں۔ دس جمادی الثانی ۱۳۰۵ھ متفقہ طور پر آپ کا سن وصال ہے۔ بھرچونڈی شریف کے تمام بڑے بڑے فقراء (حضرت حافظ الملت کی

marfat.com
Marfat.com

زیارت کا شرف حاصل کرنے والے چند بزرگ آج سے تقریباً پندرہ بیس سال پہلے تک موجود رہے ہیں) اور تیسرے سجادہ نشین مجاہد اسلام ناصر تحریک پاکستان حضرت پیر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ کی مستند روایت کے مطابق حضرت حافظ الملت کی عمر چھہتر برس ہوئی ۔ مگر بعض حضرات کو اصرار ہے کہ نہیں آپ کی عمر سو سال سے زیادہ ہوئی ۔ گھر کے افراد اور خانقاہ کے معمر فقراء کے برعکس یہ اصرار کیوں کیا جا رہا ہے کہ اس کے پیچھے ایک پوری مزعومہ کہانی ہے ۔ جس کا تانا بانا اس تحریف کے بغیر تیار نہیں ہو سکتا ۔ لہذا ضروری ہے کہ تاریخ کی مرمت کر دی جائے ۔

اسی طرح ایک اور بزرگ تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت حافظ الملت عمر بھر قرآن مجید (رمضان المبارک میں) سوئی شریف جا کر سناتے رہے ۔ ابتدائے عمر بالخصوص حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں یقیناً آپ قرآن مجید سوئی شریف ہی میں سناتے رہے مگر بعد میں یہ سلسلہ ختم ہو گیا جب حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ اور ان کے کمالات کے امین نے اپنی خانقاہ کی بنیاد رکھی تو ساری دنیا ادھر ہی ٹوٹ پڑی ۔ ملاحظہ ہو ملفوظات ؛

ایک اور مؤرخ رقمطراز ہیں کہ حضرت حافظ الملت نے وصال کے وقت اپنی جماعت سے فرمایا کہ میرے بعد بھرچونڈی شریف کے در و دیوار کو نہ دیکھتے رہنا بلکہ میرے فلاں خلیفہ کے پاس چلے جانا ۔ دیکھا آپ نے تاریخ کی درگت بنتی ، حضرت حافظ الملت نے اپنی زندگی میں اپنے بعد ہونے والے جانشین کو بطور خاص تعلیم دلائی ، ان کی تربیت کی اور انھیں اجازت دخلافت سے نوازا ۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حافظ الملت کا پورا حلقہ ب سے بلوچستان اور افغانستان سے لے کر مارواڑ تک آج بھی پوری طرح بھرچونڈی شریف کا حلقہ بگوش اور حضرت حافظ الملت کے سجادہ نشینوں کا دل سے عقیدت مند اور غلام ہے ۔ حضرت حافظ الملت کے سجادہ نشین (آپ کے حقیقی بھتیجے) ہادی گمراہاں حضرت حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے نامور فرزند مجاہد اسلام حضرت پیر عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ نے جس طرح اسلام اور

marfat.com
Marfat.com

مسلمانوں کی خدمت کی۔ پاک اور بے نفس زندگی گذاری۔ حضرت حافظ الملّت کے مشن کو بڑھایا اور اس کی آبیاری کی۔ پاکستان اور مسلم لیگ کے لیے قربانیاں دیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت حافظ الملت کی روحانی توجہ ان حضرات کے شاملِ حال تھی اور یہی حضرات ظاہری وراثت کی طرح ان کی علمی و روحانی میراث کے بھی سچے وارث تھے۔

بقول ان جدید مؤرخین کے اگر یہ روایت درست مان لی جائے تو بھی بارہ نامور اور جیّد خلفاء میں سے آخر ایک خلیفے کو کیا ترجیح حاصل تھی جبکہ خلفاء میں ایک سے ایک بڑھکر تھا پھر یوں کہنا چاہیے تھا کہ میرے خلفاء کے پاس چلے جانا۔ واقعات کا یہ اختراع صاف بتا رہا ہے کہ یہ روایت باقی تمام خلفاء اور حضرت کے شرعی ورثاء کو ثانوی حیثیت دینے اور اپنے آپ کو نمایاں کرنے کے لیے گھڑی گئی ہے۔ تاریخ کے ساتھ یہ مذاق توبہ استغفراللہ

اسی طرح ایک اور مقام پر حضرت حافظ الملت کے بارے میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ انھوں نے اپنے مزار پر کسی عمارت کی تعمیر سے سختی کے ساتھ منع فرمایا۔ یہ روایت بھی حضرت حافظ الملّت کے بارہ خلفاء میں سے صرف ایک خلیفے کا حلقہ بیان کر رہا ہے۔ جبکہ آپکے باقی بیشتر خلفاء کے عظیم الشان روضے تعمیر کیے گئے ہیں۔ یہ بات کیونکر تسلیم کی جا سکتی ہے کہ حافظ الملّت ؒ کے سجادہ نشین اور باقی خلفاء نے آپ کی بات نہ مانی، آپ کے حکم کی خلاف ورزی کی اور یہ سعادت صرف ایک خلیفے کی جماعت کے حصّہ میں آئی۔

حضرت حافظ الملّت کے مرشد حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا روضہ حضرت حافظ الملت کی زندگی میں تعمیر ہو گیا تھا۔ ملاحظہ ہو ملفوظات صفحہ ۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ حافظ الملت ایسا بلند قامت صاحب شریعت خلافِ شرع امر کا ارتکاب ہوتے اور وہ بھی اپنے مرشد کی خانقاہ میں دیکھتا رہا اور خاموش رہا۔ جبکہ وہ اپنے مرشد کے مسند نشین کے صاحبزادے میاں عبدالمجید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ خلافِ شرع امر پہ یہ کچھ کر سکتا ہے۔

تو اپنے مرشد کے مسند نشین میاں عبدالمجید کی شادی پر سے اس لیے ناراض ہو کر

marfat.com
Marfat.com

اٹھ کر (حافظ الملّت) چلے آئے کہ اندرون حویلی میں سے آپ کے کانوں
تک عورتوں کے سہرے گانے کی آواز پڑ گئی تھی۔ سانول سائیں اور قدیم
فقراء کی منت وسماجت پر راستے میں سے واپس گئے۔ سہرے گانے بند
کروا دیئے میاں عبدالمجید کا زری سے کڑھا ہوا کرتہ پھاڑ کر اپنا درویشانہ
جُبّہ پہنایا۔ شادی کے اونٹ کو چھیروں اور گھنگھروؤں سے سنوارا گیا تھا
اس کے گھنگھرو توڑ دیئے[۱]

مزارات پر مقبرہ یا کوئی عمارت تعمیر کرنا جائز ہے یا نہیں اس بحث کا یہ موقع نہیں ہے
البتہ ہم نہیں سمجھ سکتے کہ حضرت حافظ الملّت ایسے بزرگوں کے عاشق، ادب و نیاز کے پیکر اور
عاجزی و نیازمندی کے مرقع ولی اللہ نے کئی پشتوں بالخصوص غوث الاعظم سیّدنا عبدالقادر
جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک اولیاء اللہ کے مزارات اور مقابر پر مسلسل اور متواتر عمل (تعمیر روضہ جات)
پر یوں نکیر کی ہو یا انگلی اٹھائی ہو۔ حضرت حافظ الملّت نے بارہا فرمایا کہ ہم نے دین کتابوں
سے نہیں بزرگوں سے حاصل کیا ہے۔ آپ کے مشائخ کے مزارات سوئی شریف، پیر گوٹھ
(پیر پاگارا)، پیر کوٹ سدھانا (سید عبدالقادر آخریں کیمیا نظر) اوچ شریف، بغداد
شریف کہاں روضے اور مقبرے نہیں ہیں۔ کہا جاسکتا ہے کہ ان بزرگوں نے خود نہیں ان کے
اخلاف نے بنوائے۔ مگر اخلاف بھی تو بزرگ تھے۔ ہمارے سلاسل طریقت کے پیر تھے
حضرت حافظ الملّت کے بزرگانِ طریقت میں سے دس بزرگ یکے بعد دیگرے
(نسلاً بعد نسلٍ) اوچ میں مدفون ہیں۔

مقتدائے دو جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا حجرہ مقدسہ یا روضہ عالیہ اگر آپ کی
خصوصیات میں سے مان لیا جائے تو بھی تاریخ بتاتی ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمر فاروق

---

[۱] ید بیضا، ۴۶

marfat.com
Marfat.com

رضی اللہ عنہ کے عہد میں عراق شام وغیرہ کے علاقے فتح ہوئے تو ان علاقوں میں کچھ انبیائے کرام اور بعض بزرگوں کے مزارات پر مقبرے بنے ہوئے تھے جو جوں کے توں باقی رکھے گئے۔ حجرہ مقدسہ کی سالہا سال مرمت (حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں) ایک معروف واقعہ ہے۔ اس معاملے میں حرفِ آخر کے طور پر میں عرض کرتا ہوں کہ اگر یہ بدعت ہے تو پھر دنیائے اسلام میں اس کے آثار تیسری چوتھی صدی ہجری سے بالعموم کثرت سے مل جاتے ہیں تیسری چوتھی صدی ہجری سے دنیائے اسلام کے اکثر مسلمان بدعتی ہیں یہ فیصلہ عقل سے عاری شخص تو کر سکتا ہے کوئی ہوش مند آدمی قطعاً یہ فتویٰ لگانے پر تیار نہ ہوگا۔

الغرض حضرت حافظ الملت کی زندگی مبارک میں اس قسم کی غلط فہمیاں دانستہ یا نادانستہ پیدا کر دی گئی تھیں۔ غالباً کوئی ۱۹۵۸ء کی بات ہے کہ بھرچونڈی شریف کے سجادہ نشین فخر المشائخ حضرت پیر عبدالخالق صاحب مدظلہم العالی کے کانوں میں اڑتی سی اک خبر پہنچی کہ خلیفہ سید تاج محمود صاحب امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس حضرت حافظ الملت رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کا ایک مجموعہ تھا جسے وہ ہر وقت اپنے مطالعے میں رکھتے تھے۔ امین الملت سردار محمد امین خاں کھوسہ نے برسوں پہلے راقم السطور سے یہ واقعہ بیان کیا تھا کہ ایک دفعہ ملفوظاتِ مبارکہ کا یہ نسخہ حضرت امروٹی کی اجازت کے بغیر ان کے سرہانے کے قریب سے ایک مولوی صاحب نے اٹھا لیا اور وہ اسے دیکھنے لگے۔ حضرت امروٹی کی نگاہ پڑی تو آپ اپنی جلالی طبیعت کے مطابق غصہ سے بے قابو ہو گئے۔ مولوی صاحب سے ملفوظات کا نسخہ چھین لیا اسے سخت دست کہنے لگے اور فرمایا تم نے بے وضو اسے ہاتھ کیوں لگایا ہے؟ تم اسے کیا سمجھو؟ خبردار جو آئندہ اسے ہاتھ لگایا۔

حضرت پیر صاحب سجادہ نشین بھرچونڈی شریف کو اپنے بزرگوں کے آثار اور تبرکات سے جو نسبت اور محبت ہے اس نے انھیں بے چین کر دیا۔ آپ نے راقم السطور کو بلوایا اور ہم کمر ہمت باندھ کر ملفوظات کے اس نسخے کی جستجو میں لگ گئے۔ امروٹ شریف سے رابطہ

marfat.com
Marfat.com

قائم کرنے پر پتہ چلا کہ ملفوظات کا یہ نسخہ امروٹ شریف کی فیض یافتہ خانقاہ بانجی شریف (نپو عاقل سندھ) منتقل ہو گیا ہے۔ بانجی شریف کے سجادہ نشین مولانا عبدالستار صاحب جو ایک انتہائی خدا ترس، نیک دل اور اپنے بزرگوں کے عاشق ہیں سے رابطہ قائم کیا تو پتہ چلا کہ واقعی یہ گوہر نایاب ان کے پاس ہے۔

پہلی دفعہ حضرت پیر صاحب سجادہ نشین بھرچونڈی شریف اور یہ راقم بانجی شریف پہنچے تو انتہائی نیاز مندی کا مظاہرہ کرنے کے باوجود ہمیں وعدہ فردا پر واپس کر دیا گیا دوسرے چکر میں اس کی فوٹو کاپی کا وعدہ کیا گیا۔ تیسری دفعہ نقل کرا لینے کا مشورہ دیا گیا ہم لوگ مایوس نہ ہوئے سکھر آتے جاتے ہمارے پھیرے بھی جاری رہے۔ ہمارا اصل مقصد یہ تھا کہ اصل نسخے تک ہماری رسائی ہو۔

بالآخر مولانا عبدالستار صاحب بانجی شریف کو اپنے مرشد زادے کا اس کام کی خاطر بار بار آنا گوارا نہ ہوا۔ اور ایک دن ملفوظات کا اصل نسخہ اٹھا کر حضرت سجادہ نشین صاحب کے سامنے لا رکھا (اس وقت تک مولانا موصوف اپنے لیے ملفوظات نقل کروا چکے تھے) زیر نظر ترجمے میں میرے سامنے اصل نسخہ رہا ہے۔ یہ نسخہ بلوچستان کے ایک معروف عالم دین مولانا عبیداللہ نے مرتب کیا ہے۔ مولانا عبیداللہ اور ان کے والد مولانا محمد شریف دونوں حضرت حافظ الملت کے حلقہ بگوش اور آپ کی نورانی محفلوں میں حاضر باش رہے ہیں۔ مولانا عبیداللہ نے کوئی واقعہ بلا سند نہیں لکھا۔ ملفوظات کو بغور دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ بیشتر واقعات اور ارشادات حضرت کی زندگی ہی میں لکھ لیے گئے تھے جنھیں بعد میں ترتیب دے دیا گیا ہے۔

ملفوظات کی ایک اور خصوصیت یہ ہے کہ اس کا کچھ حصہ حضرت حافظ الملت کے نامور خلیفہ اور سندھ میں تحریک آزادی کے قائد مولانا ابوالحسن سید تاج محمود امروٹی نے اپنی قلم سے لکھا ہے گویا ان کی کہانی ان کی زبانی والا قصہ ہے۔ مولانا عبیداللہ کے جمع کردہ ملفوظات

marfat.com

Marfat.com

پھر بھی جا بجا حضرت امروٹیؒ نے مطالعے کے نشان آپ کے دستخط اور کہیں کہیں آپ کے مختصر حواشی موجود ہیں ۔ گویا اس حصے کو حضرت کے جلیل القدر خلیفہ سید تاج محمود امروٹیؒ کی تائید، تحسین اور تصویب بھی شامل ہے ۔ کتاب کے کاغذ اس قدر بوسیدہ ہو گئے ہیں کہ ہاتھ لگانے سے ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں ۔ ساری کتاب ۱۴۵ صفحات پر مشتمل ہے جس میں مولانا عبید اللہ اور مولانا امروٹی دونوں کے جمع کردہ ملفوظات ان کے اپنے قلم سے لکھے گئے ہیں ۔ مولانا عبید اللہ کی مہر ایک دو جگہ ثبت ہے جس کا نشان یہ ہے

حق بر عبید اللہ ۱۳ رحمت

اس کے علاوہ کتاب پر کہیں کوئی تاریخ درج نہیں ہے ۔ گویا یہ ملفوظات حضرت کے معزز خلفاء کے جمع کردہ اور ان کے تائید و تحسین شدہ ہیں ۔

جہاں تک ملفوظات کی قدر و قیمت اور اہمیت کا تعلق ہے اس کے بارے میں کچھ کہنا بے سود ہے البتہ حضرت حافظ الملت کی ذات سے تعلق رکھنے والے تمام فقراء، خلفاء اہل دل اور عوام سے میں یہ اپیل ضرور کروں گا کہ ملفوظات نے جس انداز میں حضرت کا تعارف کرایا ہے اور ان کی جو شخصیت ہمارے سامنے پیش کی ہے مخصوص گروہ بندیوں کی عینک اتار کر تمام لوگ اسے اچھی طرح دیکھیں حضرت حافظ الملت کی عظیم اور جامع شخصیت کو گروہ بندیوں کے محدود دائرے میں کھینچنے کی بجائے ان کو مرجعیت کے اس بلند مقام پر رہنے دیں جہاں سب لوگ ان سے فیض حاصل کرتے رہیں ۔ ملفوظات کے مندرجات نے شکوک و شبہات کی گرد بالکل صاف کر دی ہے اور آپ کا علمی و روحانی مقام نکھار کر ہمارے سامنے پیش کر دیا ہے ۔

ترجمے کے دوران میں نے کوشش کی ہے کہ متن کا لفظی ترجمہ ہو اس کے لیے بعض اوقات مجھے اردو زبان کے روزمرے یا محاورے بھی ترک کر دینا پڑے ہیں ۔ اصطلاحی الفاظ جوں کے توں رہنے دیئے ہیں اس کے باوجود ترجمہ کو سلیس اور رواں بنانے میں اپنی سی

marfat.com
Marfat.com

میں نے پوری کوشش کی ہے بایں ہمہ اگر ترجمے میں کہیں کوئی غلطی رہ گئی ہے یا میں صحیح ترجمانی نہیں کرسکا تو یہ میری اپنی کم علمی اور نافہمی ہے۔ حضرت حافظ الملت کی ذاتِ گرامی کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

ناشکر گذاری ہوگی اگر میں یہاں بھرچونڈی شریف کے نوجوان سجادہ نشین فخر المشائخ حضرت پیر عبد الخالق صاحب مدظلہ کا ذکر نہ کروں اگر آپ کا شوق اور ملفوظات کے بارے میں عشق کی حد تک لگاؤ کام نہ کرتا تو یہ ملفوظات اتنی جلدی کبھی سامنے نہ آسکتے آپ نے اس کے حصول کے لیے سخت کوشش کی مجھ جیسے طبعًا سست شخص کو ابھار ابھار کر یہ کام کرایا اور اسے شائع کرنے میں مکمل دلچسپی لی۔ دعا ہے کہ حضرت حافظ الملت کی خانقاہ کا یہ سجادہ نشین ان کے پروگرام اور مشن کے لیے احیائے ثانی کا موجب ثابت ہو۔

خاک نشیں

سید محمد فاروق القادری ایم۔ اے

آستانہ عالیہ شاہ آباد شریف

گڑھی اختیار خاں۔ بہاول پور

marfat.com
Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی نوّر قلوب العارفین بنور الایمان وشرح صدور الصادقین بالتوحید والایقان والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد ن الذی ارسلہ بالھدیٰ ودین الحق وعلیٰ آلہ واصحابہ نجوم الھدیٰ اما بعد

بندہ عبید اللہ قارئین کی خدمت میں عرض پرداز ہے کہ ہمارے پیرو مرشد روشن ضمیر مفتاح انوار الحقائق، مصباح رموز الدقائق، قدوۃ المحققین، عمدۃ المدققین، امام السالکین، شیخ المشائخ (حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ) کی ذات والاصفات کی صحبت کیمیا اثر مریدین ومعتقدین کے قلوب کے لیے جمعیت خاطر اور اطمینان کا باعث تھی۔ آپ کی بلند و بالا شخصیت طالبانِ راہ کے لیے ایک ایسا ابر بہار تھی جس سے ہر وقت دریائے معرفت کے موتی قطرے بن کر ٹپک رہے تھے۔ چنانچہ فقراء میں سے ہر ایک نے بقدر استعداد فیض پایا۔ کچھ لوگ بحر معرفت کی غواصی کر کے اطمینان وسکون کی دولت سے شادکام ہوئے۔ کچھ راہِ حق کے اشغال اور اوراد میں مصروف ہو گئے اور ان میں سے ایک گروہ آپ کی صحبت میں گذرے ہوئے اوقات کے شب و روز اور لطف ولذت کے فراق میں اپنے آپ کو روگ لگا بیٹھا۔

قضا و قدر کے ازلی فیصلے کے مطابق جب آپ نے وعدۂ الٰہی پر لبیک کہہ کر اس فانی جہان سے پردہ فرمایا تو ضرورت محسوس ہوئی کہ وقتاً فوقتاً آپ کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے وہ قیمتی موتی باہر لائے جائیں جن سے تعلق باللہ، خوفِ خدا، توکل، صبر اور رضا ایسے مدارج کے سمجھنے اور ان تک رسائی حاصل کرنے میں مدد مل سکتی ہے۔ مجھے آپ کی

marfat.com
Marfat.com

صحبت مبارک میں حاضری کے جو لمحات میسر آئے میں نے انھیں متاعِ قیمتی سمجھ کر ان کی ایک ایک بات اپنے دل میں محفوظ کر رکھی تھی۔ بالآخر اسی ضرورت کے تحت میں نے ان حذا یاد محفلوں کے شب و روز کو قرطاس و قلم کے حوالے کرنے کا بیڑا اٹھایا تاکہ راہِ طریقت کے متلاشی اور منزلِ حقیقت کے طلبگار حضرت والا کے ملفوظات اور سیرت و کردار کی روشنی میں سلوک و معرفت کی منزلیں طے کریں اور انھیں کسی مقام پر گھٹن یا قبض کا احساس نہ ہو۔

نیز خلیفہ محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ کے ملفوظات میں ان کا یہ مقولہ درج کیا ہے کہ اپنے مرشد کی زبان وحی ترجمان سے مرید جو نکتہ بھی سنے اسے وحی سمجھ کر فوراً تحریر میں لے آئے۔ کہ ان الفاظ مبارکہ کی برکت سے مرید کو بہت بڑی نعمت حاصل ہوگی۔ آخر میں برادرانِ طریقت سے التماس ہے کہ حضرت والا کے ملفوظات میں اگر کہیں کوئی سہو یا غلطی نظر آئے تو اسے میری طرف منسوب کریں۔

marfat.com
Marfat.com

تصورِ شیخ

ایک دفعہ بندہ (جامع ملفوظات مولوی عبید اللہ) حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے اپنی زبانِ درفشاں سے ارشاد فرمایا کہ مولوی! جس وقت ہم بلوچستان پہنچے تو شہر کے تمام علماء جمع ہو کر ہمارے پاس آئے اس وقت تمہارے والد مولوی محمد شریف بھی ہمارے پاس بیٹھے تھے۔ ان مولویوں نے تمہارے والد سے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی مگر وہ اشارے کنایے میں جواب دیتے رہے اور تسلی بخش انداز میں ان کے سوالات کے جواب انھوں نے دیئے۔ پھر ہم نے مولوی صاحب سے پوچھا تو ہمیں بھی انھوں نے صاف جواب دیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مولوی! صورت پرستی[1] دو قسم ہے ایک حلال اور ایک عارف کامل کی صورت پرستی ہے جو مطلوب (حقیقی) تک پہنچنے کا ذریعہ ہے۔ دوسری حرام اور وہ غیر اللہ کی صورت پرستی ہے اس کے بعد آپ نے یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ صحابہ کرام میں سے ایک صحابی نماز باجماعت کے بعد سب سے پہلے مسجد سے باہر نکلے۔ اتفاق سے ایک حسین وجمیل عورت سامنے آ گئی۔ صحابی کی نظر اچانک اس پر جا پڑی تو دل سے بے ساختہ سبحان اللہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ نے منی کے غلیظ قطرے سے اپنی قدرت کاملہ کے ذریعہ کیسی خوب صورت شکل بنائی ہے۔ اور اپنی صناعی و کاریگری کا کیا خوب کمال دکھایا ہے۔ صحابی اللہ تعالیٰ کی اس تخلیق پر حیرت اور تعجب کی کیفیت میں آ گئے۔ ان کے دل میں شہوت یا نفسانیت کا کوئی خیال تک نہ تھا۔ یہ صورت صحابی کے خیال میں اس قدر رچ بس گئی کہ ان کی آنکھیں بھی اس کے خیالی پیکر میں کھو گئیں اور ان کا سر زور سے ایک مکان کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ صحابی درد اور تکلیف کی شدت سے بیہوش

---

[1] جامع ملفوظات نے ہر جگہ صورت پرستی کا لفظ استعمال کیا ہے اس سے انکی مراد تصور ہے صورت پرستی کے عام معنی مراد نہیں ہیں

marfat.com
Marfat.com

ہو گئے ۔ راستے میں ایک اور صحابی وہاں آ گئے انھوں نے اپنے رفیق کا یہ حال دیکھا تو دوسرے صحابہ کرام کو اطلاع دی تمام صحابہ کرام بھاگ کر وہاں پہنچے اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھی اطلاع دی کہ حضور! فلاں شخص کے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ اس پر پانی بہاؤ تاکہ ہوش میں آئے کچھ دیر بعد وہ صحابی ہوش میں آ گئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تمہارے ساتھ کیا ہوا ؟ انھوں نے سارا واقعہ من وعن عرض خدمت کیا آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ میرے دوست اس تصور کا دنیوی فائدہ تو یہی ہے جو تم نے اٹھایا اور حاصل کیا ۔ رہا اخروی فائدہ اس کا فی الحال علم نہیں کہ وہ کیا ہوگا ؟

خلاصہ کلام یہ کہ غیر اللہ کا تصور حرام ہے جیسے کہ اس روایت سے معلوم ہوا البتہ عارف کامل کا تصور بالکل جائز ہے ۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اس تصور کے منکرین سے پوچھا جائے کہ اصحاب صفہ کی اصل عبادت کیا تھی ؟ اگر صحیح جواب دیں تو بہتر ورنہ انھیں کہا جائے کہ خدا کے بندو! اصحاب صفہ کی اصل عبادت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے مبارک کا دیدار ہی تو تھی ۔ یعنی ہر وقت نظارہ جمال ! دوسری عبادات مثلاً اوراد و وظائف اور تلاوت قرآن کا درجہ بعد میں تھا ۔ اصحاب صفہ مہاجرین میں سے تقریباً چار سو صحابہ پر مشتمل ایسی جماعت تھی کہ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں آ گئی نہ ان کا کوئی گھر گھاٹ تھا اور نہ خویش واقربا یہ آیت انہیں کے حق میں نازل ہوئی لا یستطیعون ضربا فی الارض یحسبھم الجاھل اغنیآء من التعفف تعرفھم بسیماھم لا یسئلون الناس الحافا (اپنے ذاتی کسب معاش کے لیے زمین میں کوئی دوڑ دھوپ نہیں کر سکتے ۔ ان کی خودداری دیکھ کر ناواقف آدمی گمان کرتا ہے کہ یہ خوش حال ہیں تم ان کے چہروں سے ان کی اندرونی حالت پہچان سکتے ہو مگر وہ ایسے لوگ نہیں ہیں کہ لوگوں کے پیچھے پڑ کر کچھ مانگیں) (البقرہ ـ ۲۷۳)

marfat.com
Marfat.com

یعنی وہ زمین میں کھیتی باڑی کا کام بھی صحیح طور پر نہیں کر سکتے کیونکہ انھیں دیدار یار کے بغیر ایک لمحہ صبر و قرار نہیں رہتا (کذا فی التفسیر الجامع)

اگر منکرین تصور شیخ اس پر بھی قائل نہ ہوں تو پھر ان سے ذرا سخت لہجے میں بات کی جائے کہ تم لوگ وظیفہ زوجیت ادا کرتے وقت کیا کیا کچھ کرتے ہو تا کہ اس نظر بندی سے تمہارا شوق بڑھے اس کے بعد لطف و لذت کی وادیوں میں کھو جاتے ہو یہاں تک کہ مادہ منویہ کے غلیظ اور بدبودار قطرات نکلتے ہیں جن سے تم دونوں نفرت کرتے ہو اور اس سے جان کو پاک کرنے کی ضرورت لاحق ہو جاتی ہے یہ بھی ایک طرح کا تصور ہی تو ہے لہذا اسے بھی حرام ہونا چاہیے۔ حالانکہ یہ تصور کسی روایت کی رو سے بھی حرام نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ کہ تصور کی حلال شکل شیخ کامل کی صورت کا تصور ہے جبکہ حرام صورت اس کے غیر کا تصور۔ اور یہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک سے خلفاء راشدین کے ذریعے اب تک جاری و ساری ہے نیز اس صورت کے تصور کا نتیجہ طالب کو صورت سے بے صورتی کی طرف لے جاتا ہے اس لیے کہ ذات پاک بے عکس اور بے مثال ہے اور یہ بات سالک راہ قال کے ذریعے نہیں حال کے ذریعے سمجھتے ہیں یعنی جس طرح مرشد کی صورت غیر اللہ کی آلائش سے پاک اور منزہ ہے اسی طرح وہ طالب کو بھی نفسیاتی خیالات اور شیطانی خطرات سے پاک کر دیتی ہے اور طالب کو ایسی صفائی اور پاکیزگی عطا کرتی ہے جس میں ذوق و شوق اور محبت الٰہی کے سوا اور کچھ باقی نہیں رہتا۔

صورت پرستی حرام ہے

حافظ عبدالرحیم بیان کرتے ہیں کہ حضرت وسیلہ دارین حضرت حافظ محمد صدیق صاحب رحمۃ اللہ علیہ شہر "ہمایوں" میں مولانا عبدالغفور صاحب ہمایونی کی دعوت کے سلسلے میں تشریف فرما تھے محفل مبارک میں مولانا عبدالغفور صاحب کی موجودگی میں مولوی رضا محمد نے حضرت والا کی

marfat.com
Marfat.com

خدمت میں عرض کیا کہ حضور! خوبصورت عورتوں کی شکل میں عشق مجازی یا صورت پرستی جائز ہے یا نہ! آپ نے زبان درفشاں سے ارشاد فرمایا کہ مولوی صاحب! اس قسم کی صورت پرستی حرام ہے۔ میاں صاحب مولانا عبدالغفور نے عرض کیا قبلہ جائز ہے منع نہیں ہے۔ یہاں پر جواز سے مولانا صاحب کی مراد المجاز قنطرۃ الحقیقۃ والا معروف نظریہ تھا اس پر حضرت نے ارشاد فرمایا کہ میاں صاحب! مجاز کی یہ شکل آپ کے لیے جائز ہے لیکن عوام کے لیے ہرگز جائز نہیں ہے۔

بے صورت صورت اولے

حافظ عبدالرحیم مذکور کا بیان ہے کہ جس وقت حضرت قبلہ عالم ہمایوں شہر سے میاں گوٹھ تشریف لائے۔ تو اتفاق سے اس شہر میں بھی تصوّر پر گفتگو چل نکلی۔ اس موقع پر عوام کی ایک بڑی تعداد کے علاوہ علماء و سادات کی بھی بڑی خاصی جماعت موجود تھی حضرت والا نے زبانِ درفشاں سے ارشاد فرمایا کہ بھائی! ہم نے تو اپنے رب کو اسی راہ (تصوّرِ شیخ) سے پایا ہے باقی ہر شخص کی اپنی مرضی وہ جو چاہے کرے۔

المجاز قنطرۃ الحقیقۃ کا مفہوم

بندہ جامع ملفوظ (مولوی عبیداللہ) حضرت والا کی نورانی محفل میں حاضر تھا کہ آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ مولوی! المجاز قنطرۃ الحقیقۃ میں مجاز سے مراد عارفِ کامل کی صورت کا تصوّر ہے نہ کہ اس کے علاوہ کوئی اور تصوّر۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مولوی! جس طرح صورتِ محمدی علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات مظہر ذاتی ہے اسی طرح شیخ کامل مکمل کی صورت بھی مظہر ذاتی ہے۔

منکرِ اولیاء

ایک دفعہ حضرتِ والا مغرب کی نماز پڑھ کر باغیچے میں تشریف لے گئے۔ فقیر جامع اوراق بھی نماز سے فارغ ہو کر حضرت والا کو ڈھونڈھتا ہوا باغیچے میں پہنچا تو دیکھا کہ آپ بینگن کی سبزی کے کھیت کے نزدیک چارپائی پر

marfat.com
Marfat.com

دراز ہیں ۔ یہ فقیر آہستہ آہستہ چل کر چارپائی کے قریب زمین پر بیٹھ گیا ۔ آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ مولوی تم ہو؟ میں نے عرض کیا حضور دروازہ عالی کا ادنیٰ غلام میں ہی ہوں ۔ فرمایا مولوی! جو شخص اولیاء اللہ کا منکر ہے وہ کافر ہے ۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے ۔

غیر اللہ سے تعلق حد میں رہنا چاہیے

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع) حضرت والا کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے انتہائی شفقت اور کرم سے فقیر کو مخاطب کرتے ہوئے علم و حکمت کے موتی لٹانے شروع کیے ۔ فرمایا مولوی! رفض کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ میں خاموش رہا ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کتاب خزانۃ الاعظم (سندھی) میں مرقوم ہے کہ خلفائے راشدین کے مبارک دور میں ایک ایسا شخص تھا جسے دوسرے خلفاء راشدین کے مقابلے میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کمال درجہ محبت تھی ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد جونہی خلافت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوئی ۔ یہ شخص حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ حضور! آپ سے زیادہ خلافت کا مستحق اور کون تھا؟ یہ کیا ہو گیا؟ آپ نے فرمایا پلید! صبر کرو! چنانچہ جب خلافت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو منتقل ہوئی تو یہ شخص پھر حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا حضرت! خلافت تو آپ کا حق تھا آپ نے اپنا حق کیوں نہیں لیا ۔ آپ سخت ناراض ہوئے اور فرمایا ۔ زبان بند کرو! اگر تم نے دوبارہ یہ بات دہرائی تو میں تمہارا سر اتار دوں گا ۔

چنانچہ وہ شخص بھاگ کھڑا ہوا اور کہیں روپوش ہو گیا جب خلافت حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے پاس آئی تو وہ شخص اچانک نکل آیا اور رات دن آپ کی خدمت کرنے لگا ۔ چنانچہ خلافت حضرت امام حسن اور پھر حضرت امیر معاویہ کی طرف منتقل ہوئی تو بھی یہ شخص موجود رہا حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے زمانہ مبارک میں یہ شخص ظاہر شرع کا پابند اور حضرت علی المرتضیٰ!

marfat.com

Marfat.com

رضی اللہ عنہ کا انتہائی فرمانبردار بنا رہا۔ اس طرح اس نے لوگوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بااعتماد اور مقرب ہونے کی حیثیت اختیار کرلی۔ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یہ شخص ایک طرح سے آپ کا معتمد اور قائم مقام بن گیا چنانچہ اپنے نظریئے کے مطابق یہ شخص خلفائے ثلاثہ کے مقابلے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زیادہ فضائل و مکارم کی روایات گھڑ گھڑ کر حضرت امام جعفر رضی اللہ عنہ کی کتابوں میں داخل کرتا گیا جبکہ اس شخص کے اس کارنامے کا کسی کو پتہ نہ چل سکا۔ اس لیے کہ یہ شخص حضرت امام کا معتمد علیہ بنا ہوا تھا اس شخص کے مرنے کے بعد اس زمانہ کے لوگوں نے حضرت امام کی کتابیں دیکھیں تو ان کے مطابق عمل کرنے لگے البتہ کچھ حضرات ہر زمانے میں شریعت و سنت کو کسوٹی بنانے لگے یعنی ان کتابوں کے اقوال کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کی روشنی میں دیکھتے جو قول آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی فرمان کے مخالف ہوتا اسے ترک کر دیتے اور جو اس کے موافق ہوتا اسے قبول کر لیتے جو لوگ پہلے راستے پر چلے یعنی انھوں نے ان اقوال کو شریعت و سنت کے معیار پر نہ پرکھا وہ خلافِ سنت راہ پر چل پڑے یعنی حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کی دوستی و محبت کو خلفائے ثلثہ کی محبت و مودت پر فوقیت دینے لگے۔

اس کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ اگر طالب راہ کی دوستی اور تعلق خاطر شیخ کامل کے ساتھ حد سے بڑھ جائے تو یہ دوستی اور تعلق خاطر طالب راہ کو شریعت و طریقت سے نکال کر گمراہی میں لا کھڑا کرتی ہے۔

لباس آدمی نے پہنا جہاں آدمی سمجھا

ایک دفعہ یہ فقیر جامع اوراق خدمت بابرکت میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا کہ شریعت، طریقت اور حقیقت میں فرق یہ ہے کہ شریعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کا نام ہے طریقت آپ کے فرمودات کو کہتے ہیں اور حقیقت وہ ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چشم مبارک سے ملاحظہ فرمایا۔ معرفت اور حقیقت مترادف المعنیٰ ہیں۔ اس کے بعد آپ نے

marfat.com
Marfat.com

بیان فرمایا کہ :

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورتِ مبارکہ تین قسم کی ہے ایک بشری صورت ، پس جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر انھیں محض اپنے جیسا ایک آدمی سمجھا وہ کافر و مشرک قرار پایا جیسے کفار مکہ۔ دوسری ملکی صورت یعنی جس شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف بشر نہیں بلکہ فرشتوں سے بھی افضل سمجھا وہ درجہ ولایت پر فائز ہوا۔ تیسری حقی صورت اور وہ یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر یا فرشتہ نہیں بلکہ نور حق سمجھے اور اگر اسے یہ مقام حاصل ہو جائے تو وہ یہ سمجھ لے کہ اسے مقام محمدی کا بڑا اونچا اور بلند ادراک حاصل ہو گیا ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنسِ بشر کی صورت میں تشریف نہ لاتے بلکہ فرشتوں یا کسی اور صورت میں آتے تو کون آپ کی صحبت اختیار کرتا ، اور کس طرح اسرار و معارفِ خداوندی کے لاتعداد خزانے ہم تک پہنچتے۔ اور کیونکر دینِ اسلام اس قدر رونق حاصل کرتا اور اہلِ مکہ کس طرح اتنے معجزات کا مشاہدہ کرتے۔ ؎

بو د ہر جنس با ہر جنس پرواز
کبوتر با کبوتر باز با باز

اس صورت نوں میں جان آکھاں

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت مبارکہ وہ صورت ہے کہ اس کے آنے سے مکہ مکرمہ پاک ہوا اور ہمیشہ کے لیے وہ تین سو ساٹھ بت جن کی اہلِ مکہ عبادت کیا کرتے تھے اور انھیں پوجتے تھے ختم ہو گئے۔ بیت اللہ ان سے پاک ہو گیا اور عبادت الٰہی کا مرکز بن گیا یہی وہ صورت مبارکہ ہے جس کی زیارت کے لیے دور سے زمین کے چپے چپے سے لوگ کشاں کشاں آنے لگے۔ اور اس صورت کی برکت سے مشرف باسلام ہو کر کفار و مشرکین سے جہاد کے لیے تیار ہونے لگے۔ چنانچہ ان کے جہاد کی داستانیں تاریخ و سیر کے اوراق میں جگہ جگہ

marfat.com
Marfat.com

بکھری ہوئی ہیں۔

دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم

ایک دفعہ میں خدمتِ عالی میں حاضر تھا کہ آپ نے زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ

دریا کے ملاحوں کا قاعدہ ہے کہ دریائی مرغ کی کھال جسے سندھی میں موئڑہ کہتے ہیں اپنے اوپر اوڑھ کر اپنے آپ کو دریائی مرغ کی شکل بنا لیتے ہیں اور دریائی مرغوں کے شکار کی نیت سے دریا میں تیرنا شروع کر دیتے ہیں عجیب بات یہ ہے کہ یہ ملاح اپنی آواز ہو بہو دریائی مرغوں کے آواز کی مانند نکالتے ہیں۔ دریائی مرغ انھیں اپنی جنس سمجھتے ہوئے ایسا فریب کھاتے ہیں کہ بے دھڑک ان کے ارد گرد جمع ہونا شروع ہو جاتے ہیں جب کافی سارے مرغ آجاتے ہیں تو ملاح پانی کے اندر سے سب کے پاؤں آہستہ آہستہ رسی سے باندھ کر انھیں باہر کی طرف کھینچنا شروع کر دیتے ہیں دریائی مرغوں کو اب جا کر یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ مرغ ہماری جنس سے نہیں بلکہ کسی اور جنس سے ہے۔ جبھی تو یہ ہم سب کو کھینچ کر لیے جا رہا ہے

اسی طرح عارف کامل اپنے زمانہ کے لوگوں کے طور طریق اپناتا اور اپنے اوپر بشری لباس ڈال کر میدان میں آتا ہے چنانچہ ہر شخص سے محبت والفت کے ساتھ پیش آتا ہے اور اس طرح ان کی تکریم و تعظیم بجا لاتا ہے کہ وہ سب بے دھڑک اسے اپنے میں سے ایک فرد سمجھتے ہوئے اس کی محبت اور صحبت کی لذت کے اسیر ہوتے جاتے ہیں الغرض عارف کامل اس طرح سب کو اپنا شکار بنا کر اپنے اصلی وطن "ملک وحدت" میں لے جاتا ہے۔ پس جس وقت اس عارف کامل کی صحبت کیمیا اثر کا زمانہ ختم ہوتا ہے تو ان کے حلقہ بگوش خواب غفلت سے بیدار ہوتے ہیں اور انھیں اب جا کر یہ احساس ہوتا ہے کہ یہ عارف کامل عام بشر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا فرستادہ تھا جو دنیا میں ہماری تعلیم و تربیت کے لیے آیا تھا اس کے بعد آپ نے یہ سندھی شعر پڑھا۔

پکي سي پسجن جنهي ساه نه ماهه ۔۔۔ هيئون هڪ گل ڪانجا منتون پکن پاهه

marfat.com
Marfat.com

ویچارن ویساہ متی پکن آ میشو

سوداگری نہیں عبادت خدا کی ہے

ایک دفعہ یہ ادنیٰ غلام فقراء کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت سید الزماں قدس اللہ سرہ کی محفلِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے یہ نقل بیان فرمائی۔ گزشتہ زمانے میں ایک نہایت عادل بادشاہ تھا جو ہر رات اپنی رعایا کے غریبوں اور مسکینوں کی خبرگیری کی خاطر گشت پر نکلا کرتا تھا۔ اتفاق سے ایک رات ایک مسجد کے قریب سے اس کا گذر ہوا تو اس کے کانوں میں قرآن مجید کی نہایت رسیلی آواز آئی۔ اس آواز میں ایسی کشش اور سوز تھا کہ بادشاہ اپنے آپ سے بے خبر ہو کر انتہائی ذوق وشوق کے عالم میں یہ آواز سنتا رہا۔ صبح ہوتے ہی بادشاہ نے حکم دیا کہ اس شہر کے تمام حفاظ کو میرے سامنے حاضر کیا جائے جب تمام حفاظ جمع ہو گئے تو بادشاہ نے کہا کہ ان حفاظ میں سے ہر حافظ دس دینار کے بدلے ایک ایک رکوع سناتا جائے تمام حفاظ قرآن مجید کا ایک ایک رکوع سنا کر دس دس دینار وصول کرتے گئے البتہ ایک انتہائی کمزور بدن والا غریب و نحیف حافظ باقی رہ گیا۔ حالانکہ حافظ مذکور کی گزر گزران ہمیشہ فقر وفاقہ کی حالت میں رہتی تھی لیکن بادشاہ نے اسے حکم دیا کہ تم بھی رکوع پڑھو تو اس نے کہا بادشاہ! اگر خدا کے لیے کہو تو ابھی پڑھ دیتا ہوں اگر معاوضہ لیکر پڑھنے کی بات ہے تو میری معذوری ہے۔ بادشاہ نے کہا دوسروں کو رکوع کے دس دینار دیئے گئے ہیں تمہیں ایک ایک آیت کے دس دس دینار ملیں گے حافظ نے پھر وہی بات دہرائی جو وہ پہلے کر چکا تھا۔ بادشاہ نے کہا حافظ تم پڑھو تو سہی میں تمہیں ایک ایک آیت کے بدلے سو سو دینار عطا کروں گا۔ حافظ نے کہا بادشاہ سلامت! اگر خدا کے لیے بلا معاوضہ کہو تو پڑھنے کے لیے تیار ہوں مگر معاوضہ لے کر میں ہرگز نہیں پڑھوں گا۔ اس پر بادشاہ بہت غضبناک ہوا اور حافظ مذکور کو بُرا بھلا کہا اور مار پیٹ کر شہر بدر کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شاہی کارندوں نے اس نیک نفس بے ریا حافظ قرآن کو مار پیٹ کر شہر سے نکال دیا۔

marfat.com
Marfat.com

شہر بدر ہونے کے بعد حافظ نے سوچا کہ میں جنگل سے لکڑیاں لا کر شہر میں بیچوں اور اس طرح اپنے گزر اوقات کی سبیل نکالوں۔ اتفاق سے دریا قریب تھا۔ حافظ دریا کے کنارے جنگل میں پہنچا اور بازار میں بیچنے کی خاطر لکڑیاں اکٹھی کرنے لگا۔ اچانک دریا کے کنارے سے آواز آئی کہ اے مسکین حافظ ادھر آؤ۔ حافظ نے آواز سنی اَن سنی کر کے پھر اپنے کام میں مشغول ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد دوبارہ آواز آئی اب حافظ اس طرف چلا دیکھا کہ گھوڑے پر سوار ایک شخص کھڑا ہے حافظ نے اس سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اور مجھے کیوں بلا رہے ہو اس نے جواب دیا کہ میں قرآن بے ریا ہوں تم نے میری تعظیم و تکریم کی ہے میں تمھاری دلجوئی اور عزت افزائی کے لیے آیا ہوں میں ہیرے اور جواہرات سے بھری ہوئی یہ تھیلی تیرے لیے لایا ہوں۔ یہ لو اور اسے اپنی ضروریات پر خرچ کرو۔

اس نقل کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ قرآن بے ریا سے مراد یہ ہے کہ خالصتاً للہ پڑھا جائے اس میں یہ ارادہ بھی نہ ہو کہ لوگ میری تعریف کریں اور کہیں کہ اس حافظ میں طمع بالکل نہیں ہے (اس خیال میں بھی ریا آجاتا ہے) اگر اس طرح قرآن مجید پڑھا جائے تو اس کے فوائد و ثمرات بیان کردہ نقل سے مختلف نہ ہوں گے۔

ایک ہندو بارگاہِ فقر میں

ایک مرتبہ فقیر جامع اوراق، مسیح زماں حضرت مرشد کی خدمت بابرکت میں حاضر تھا کہ فقیر دریا خاں کے مریدوں میں سے ایک ہندو حاضر خدمت ہوا۔ آپ نے اس کی تعظیم و تکریم کی۔ گفتگو کے دوران خوش طبعی کے انداز میں آپ نے اس ہندو سے پوچھا کہ مکھی! گنگا جمنا میں جو رسومات ادا کی جاتی ہیں یہ کہاں سے شروع ہوئی ہیں۔ ہندو خاموش رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں مقامات پر جو رسوم ادا کی جاتی ہیں مثلاً وہاں ہندوں کے داڑھی اور سر کے بال مونڈتے ہیں پھر انھیں چوٹی سے پکڑ کر پانی میں غوطہ دیتے ہیں جب انھیں باہر نکالتے ہیں تو ہر ایک کے سر پر گن کر پانچ پانچ جوتے مارتے ہیں اور ہر جوتے کے بدلے

marfat.com
Marfat.com

دو دو پیسے اس شخص سے لیتے جاتے ہیں اور اسے کہتے ہیں کہ توبہ کرو کہ آئندہ کوئی پاپ (جرم) نہیں کروگے ۔ وہ کہتا ہے میں توبہ کرتا ہوں چنانچہ اسے پھر پانی میں غوطہ دیتے ہیں یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے یہاں تک کہ ان کی مقررہ تعداد پوری ہو جاتی ہے یہ رسم احمد شاہ دہلی والے نے ایجاد کی تاکہ اس طرح اہلِ اسلام اور کفار کے درمیان فرق قائم ہو جائے اور یوں کافر سرِ عام ذلیل وخوار ہوں ۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مکھی ! آخر گنگا میں غوطہ لگا لینے سے کیا ہو جاتا ہے جبکہ گنگا کا پانی بھی دریائے سندھ کے پانی کی طرح ہے ان میں کوئی فرق نہیں ہے مکھی ! اصل بات یہ ہے کہ انسان کو اپنے قلب کے گنگا میں غوطہ لگانا چاہیے تاکہ اس ذریعے سے وہ نفسانی خیالات اور شیطانی خطرات سے چھٹکارا حاصل کر کے تمام الائشوں سے پاک وصاف ہو جائے اور بالآخر اپنی موہومہ ہستی سے نکل کر مقصودِ اصلی اور محبوبِ حقیقی کے وصال سے شادکام ہو ۔

مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع) سیح زمان حضرت مرشد کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا آپ اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے ۔ خیر وبرکت کی خصوصی محفل قائم تھی اس موقع پر آپ نے یہ نقل بیان فرمائی " گزشتہ زمانے میں ایک چرواہے کو کہیں سے شیر کا بچہ ہاتھ آگیا وہ اسے لے آیا اور اپنی بھیڑ بکریوں کے دودھ سے اس کی پرورش کرنے لگا جب وہ کچھ بڑا ہوا تو بھیڑ بکریوں کے گلے کے ساتھ جنگل میں جانے لگا ۔ اس نے دیکھا کہ بھیڑ بکریاں گھاس پھوس کھا رہی ہیں ۔ دیکھا دیکھی اس نے بھی گھاس کھانا شروع کر دیا ۔ یہاں تک کہ گھاس ہی اس کی خوراک بن گیا ۔ ایک دن یہ جنگل میں بکریوں کے ساتھ گھاس چر رہا تھا کہ اتفاق سے شکار کی نیت سے کہیں سے شیر نکل آیا اس نے دیکھا کہ میری طرح کا شیر ہے مگر بکریوں کے ساتھ گھاس کھا رہا ہے وہ زور سے دھاڑا ۔ گھاس کھانے والے شیر نے غور سے دیکھا

marfat.com
Marfat.com

تو اسے اپنی شکل وصورت اور جنس نظر آئی وہ چلتا چلتا اس کے پاس جا پہنچا۔ جنگلی شیر نے ایک موٹی تازی بھیڑ گلے میں سے اٹھائی اسے چیرا پھاڑا اور اس گھاس خور شیر کے سامنے ڈال دیا اور اسے کہنے لگا تمہاری خوراک یہ ہے۔ تمہاری خوراک گھاس نہیں ہے گوشت کھانے سے اسے خصوصی لذت محسوس ہوئی اپنی اصلی خوراک اسے یاد آئی اور اسے احساس ہوا کہ میرا اصلی وطن جنگل ہے میں شیر ہوں اور شیروں کی جنس سے ہوں اور وہی میری سنگت کے لائق ہیں میں نے اتنی عمر بلا وجہ ضائع کی ؟"

یہ نقل بیان فرما کر حضرت والا نے فرمایا کہ شیر سے مراد طالبانِ حق اور بھیڑ بکریوں سے مراد عام لوگ ہیں جو اپنی دنیاوی پسندیدہ اشیاء، جسمانی ضروریات، شہوانی لذات اور خیالاتِ فاسدہ کا گھاس کھا کھا کر اسے اپنی خوراک اور روزی بنا چکے ہیں یہاں تک کہ وہ اپنے اصلی وطن اور حقیقی خوراک کو بھی بالکل فراموش کر بیٹھے ہیں (طالبِ حق بھی شروع شروع میں عوام کے ساتھ گھل مل کر رہنے کی وجہ سے وہی طور طریقے اختیار کر لیتا ہے) اتنے میں اچانک کہیں سے جنگلی شیر نمودار ہو جاتا ہے۔ جنگلی شیر سے مراد عارفِ کامل اور مرشدِ صادق ہے یہ عارف کامل آ کر ان سے رفاقت اختیار کرتا ہے اور بالآخر انھیں سمجھا دیتا ہے کہ تمہارا اصلی وطن ملکِ وحدت ہے یہ دارِ فانی نہیں۔ اور تمہاری غذا و خوراک تمہارے قلب میں پنہاں ہے پس جب عارف کامل کی صحبت کی برکت سے ان کے اندر اپنی اصلی خوراک کی لذت جاگ اٹھتی ہے تو انھیں احساس ہوتا ہے کہ ہم نے بے سود اپنی اتنی عمر ضائع کر دی اور بلا وجہ دوستِ حقیقی (اللہ تعالیٰ) سے اتنا وقت دور رہے۔

خطبہ سید العارفین

ایک دفعہ اس فقیر (جامع) نے رمضان المبارک کا مہینہ درگاہ عرش اشتباہ (مہر چونڈی شریف) میں حضرت والا کی خدمت اقدس میں گذارا۔ رمضان المبارک کے آخری جمعہ کے موقع پر

marfat.com
Marfat.com

مسنونہ خطبہ کے بعد آپ منبر پر بیٹھ گئے اور جماعت کو وعظ و نصیحت فرمانے لگے اس میں آپ نے فرمایا۔ مسلمانو! چونکہ خطبہ عربی زبان میں تھا اور عربی زبان ماسوائے اس شخص کے جو عربی جانتا ہو دوسرا نہیں سمجھ سکتا اس خطبے میں بیان کیا گیا ہے کہ:۔

"اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ صفات میں وہ سمیع و بصیر ہے اس کی سمع کی صفت کا عالم یہ ہے کہ ممکنات موجودات اور مخلوقات میں سے جو کہ اٹھارہ ہزار اقسام پر مشتمل ہیں لوگ اپنی اپنی زبان میں یعنی ہندی، فارسی، پشتو اور عربی وغیرہ میں سوال کریں گے یہ تمام ایک بڑے میدان میں جمع ہوں گے اور تمام کے تمام ایک ہی وقت اور لمحے میں رب تعالیٰ سے سوال کریں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کی بات اس کی اپنی زبان میں سماعت فرمائے گا۔ یہ اس کی صفت سمع کی ایک معمولی صورت۔ وہ بصیر ہے اس کی صفت بصارت کی کیفیت یہ ہے کہ ایک سیاہ رنگ کی چیونٹی، اندھیری رات میں کالے رنگ کے پتھر کے اندر معمولی حرکت کرتی ہے یا چلتی ہے تو کوئی شخص ہے جو اسے دیکھ سکے؟ مگر اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہوتا ہے اور اس کے پاؤں کی حرکت کی آواز سن رہا ہوتا ہے یہ اس کی صفت بصارت کی شان

اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا چاہیے کہ وہ لاشریک ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حشر کے روز اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو فرشتوں کے ذریعے ندا کرائے گا کہ میرے بندوں میں سے کوئی ایسا بندہ ہے جس کے گناہ زمین و آسمان جتنے ہوں ہر قسم کے گناہ، زنا، شراب خوری، چوری وغیرہ ان میں سے اس کا ہر ایک گناہ پہاڑ کے برابر ہو تو ایسا بندہ میرے قریب آجائے اور اپنے گناہوں کی فہرست دیکھے۔ اگر ان گناہوں میں شرک کا کوئی ذرہ شامل نہیں ہے تو

marfat.com
Marfat.com

بندہ میری رحمت سے ناامید نہ ہو میں اپنے فضل و کرم سے اس کے گناہ بخش دوں گا۔

لیکن اگر اس کے گناہوں میں شرک کا کوئی شائبہ شامل ہے تو اسے میری رحمت کا آسرا نہیں کرنا چاہیے کیونکہ میں لاشریک ہوں اور صاحبِ غیرت ہوں۔"

آدابِ زیارتِ قبور

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع) خدمتِ اقدس میں حاضر تھا آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے پوچھا کہ حضور! فلاں وصال کردہ بزرگ سے سوال کروں تو وہ سنیں گے یا نہ؟ حضرت امام اعظم نے فرمایا کہ (تسمع من فی القبور) (کیا تم قبر والوں کو سنا سکتے ہو؟) اسی طرح کسی نے امام ابویوسف رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ حضرت! مشائخ کی قبروں پر جانا جائز ہے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھ سے قبروں پر جانے کے جائز یا ناجائز کی بات نہ پوچھو مجھ سے پوچھو کہ ان لوگوں پر کس قدر لعنت ہوتی ہے جو شہ رگ سے قریب اپنے رب کو چھوڑ کر ایسی مخلوق کی طرف رجوع کرتے ہیں جو خود محتاج ہے۔[1]

جو لوگ اپنی عورتوں کو خوبصورت لباس، زیورات اور سرمہ و مساگ وغیرہ سے آراستہ پیراستہ کر کے اس حالت میں مقابر کی طرف لے جاتے ہیں کہ ساتھ ساتھ گھی، چینی اور روٹی کے ٹکڑوں کو ملا کر چوری کا تھال نے کر ایک آدمی آگے آگے چل رہا ہوتا ہے یا کوئی جانور کسی بزرگ کے نام منسوب کر کے ساتھ لے لیتے ہیں اور ڈھولک و مزامیر بجاتے ناچتے گاتے

---

[1] یہاں قبروں کو مستقل بالذات حاجت روا سمجھنے کے مشرکیہ عقیدے کی تردید ہے۔ جہاں تک ... برکات ... روحانی استفادہ کرنے کا تعلق ہے حضرت حافظ الملت ... مشائخ ... ہیں۔ زیر نظر ملفوظات خود ...

marfat.com
Marfat.com

کئی خلافِ شرع امور کا ارتکاب کرتے گھر سے روانہ ہوتے ہیں ایسے لوگوں پر جن میں تمام مرد و زن شامل ہوتے ہیں لعنت برستی رہتی ہے یہاں تک کہ جب وہ اس بزرگ کے مزار پر پہنچتے ہیں جس کے نام کی انھوں نے منت مان رکھی ہوتی ہے۔ ادھر اللہ تعالیٰ ان کے پہنچنے سے پہلے اپنے اس ولی کو سارے حالات سے آگاہ کر دیتا ہے کہ فلاں شخص اس اس شکل میں تمھارے پاس آرہا ہے پس وہ بزرگ اس پر لعنت بھیجنا شروع کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اے بدبخت! میں تو ساری زندگی ان بدعتوں اور فسق و فجور کی رسوم کے خلاف جہاد کرتا رہا ہوں اب مجھ پر یہ تہمت کیوں لگا رہے ہو؟ اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تم پر۔ جونہی یہ بزرگ اس پر لعنت کرتے ہیں تمام اہلِ قبور، بندگانِ زمین اور فرشتگانِ آسمان بھی اس شخص پر لعنت شروع کر دیتے ہیں الغرض وہ اسی طرح لعنتوں کے گٹھڑ سمیٹ کر گھر واپس آتا ہے۔

البتہ اگر کوئی شخص فسق و فجور کی ان رسوم کے بغیر کسی بزرگ کے مزار کی زیارت کی نیت کرے باوضو ہو کر مقبرے میں داخل ہو۔ سورۂ ملک، سورۂ اخلاص اور آیۃ الکرسی پڑھ کر اس کا ثواب اس بزرگ کی روحانیت کی نذر کرے تو وہ بزرگ اس سے راضی ہوتے ہیں اور اس کے حق میں دعا کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الٰہی! جس طرح اس شخص نے مجھے راضی کیا ہے تو بھی اسے راضی کر۔ اور جو نعمت تو نے مجھے عطا کی ہے وہ اسے بھی بخش اور وہ نعمت دیدارِ الٰہی ہے جس سے یہ بزرگ شادکام ہوئے ہیں۔

زیارت کرنے والے کو چاہیے کہ جس وقت مزار کے اندر داخل ہو تو دست بستہ ہو کر ادب سے اس طرح بیٹھ جائے جیسے اس بزرگ کی زندگی میں اس کے سامنے بیٹھا کرتا تھا اس کی وجہ یہ ہے کہ جس وقت زائر صدق و اخلاص اور نیازمندی کے ساتھ داخل ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس بزرگ کو آگاہ فرما دیتے ہیں کہ فلاں شخص تیری زیارت کو آرہا ہے چنانچہ وہ بزرگ اپنے زائر کے استقبال کی خاطر مزار سے باہر آجاتے ہیں اور زائر کا استقبال شروع کر دیتے ہیں اسی طرح دعا کے بعد زائر کو چاہیے باادب ہو کر واپس آئے۔ کیونکہ صاحبِ مزار

marfat.com
Marfat.com

اس کے ساتھ ساتھ آرہے ہوتے ہیں یہاں تک کہ زائر مزار کی حدود سے باہر نکلے اور دعا مانگ کر رخصت طلب کرے۔

مزارات و مقابر پر عبرت حاصل کرنے کی خاطر جانا چاہیے یہ کوئی عیش و عشرت اور غیر شرع امور کے ارتکاب کی جگہ نہیں ہے۔ اس کے بعد آپ نے انتہائی حسرت و افسوس کے لہجے میں فرمایا کہ رمضان المبارک کا مہینہ رخصت ہونے کو ہے پتہ نہیں آئندہ سال ہمیں یہ خیر و برکت والا مہینہ نصیب ہوگا یا نہیں؟ اب رمضان المبارک کے جتنے ایام باقی ہیں ان میں جس قدر ہو سکے ذکر و فکر اور خیرات وصدقات کا اہتمام کرنا چاہیے اور اس کام میں جلدی کرنا چاہیے۔ نیز رمضان المبارک توبہ و استغفار کا مہینہ ہے اس میں اہتمام کے ساتھ توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔

راہ صفا اس فقیر جامع اوراق نے اسی رمضان المبارک کے اختتام پر عید الفطر کی نماز درگاہ عرش اشتباہ (بھرچونڈی شریف) میں حضرت والا کی اقتداء میں ادا کی اس موقع پر میاں تاج محمود (فخر الاولیاء حضرت خلیفہ سید تاج محمود امروٹی رح) بھی موجود تھے۔ حضرت والا نے مسنون خطبہ کے بعد منبر پر کھڑے کھڑے جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے جماعت مومنین! خطبہ چونکہ عربی زبان میں تھا اور عربی زبان ہر شخص نہیں سمجھ سکتا۔ اس لیے میں خطبے کا مفہوم بیان کرتا ہوں اس خطبے میں بیان کیا گیا ہے کہ:

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے نہ اس کی ذات میں کوئی شریک ہے اور نہ صفات میں جو شخص باون روپے[1] (خالص چاندی والے) (مہر شدہ) یا اس کی مقدار جتنے

---

[1] گھر کے استعمال کے ضروری برتنوں وغیرہ کے علاوہ اگر کسی شخص کے پاس ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولے سونا یا ان کی قیمت کے برابر نقد رقم موجود ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔

marfat.com
Marfat.com

زیورات اپنے گھر میں رکھتا ہے اس پر اس مال کی ۵ پارلہ زکوٰۃ فرض ہے اسی طرح زیادہ میں اسی حساب سے فرض ہو گی۔ اگر چالیس بکریاں کسی کے پاس ہوں تو ایک بکری زکوٰۃ کی دینی ہو گی یہ زکوٰۃ اس وقت تک رہے گی جب تک بکریوں کی تعداد ایک سو بیس (١٢٠) تک نہ پہنچے جب تعداد اتنی ہو جائے تو پھر دو بکریاں دینی ہوں گی اور گائے بھینس جب تیس تک پہنچ جائیں ان کی زکوٰۃ کے طور پر ایک سالہ گو سالہ فرض ہے اور صدقہ فطر اور قربانی ہر اس شخص پر واجب ہے جو اپنے ہتھیاروں، کھانے پینے کے برتنوں وغیرہ کے علاوہ اوپر بیان کردہ نصاب جتنی یا اس سے زائد مالیت رکھتا ہو۔ دو سیر گندم یا اس کی قیمت صدقہ فطر کے طور پر ادا کرے، اور یہ صدقہ فطر اس لیے ضروری ہے کہ روزہ دار رمضان المبارک کے ایام میں بعض اوقات اپنی زبان کو گالی غیبت یا کسی فحش بات سے آلودہ کر لیتے ہیں اس سے روزہ پر اثر پڑتا ہے اور جب تک صدقہ فطر ادا نہ کیا جائے روزہ زمین و آسمان کے درمیان معلق رہتا ہے۔

اس کے علاوہ خطبہ میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ بچے کی پیدائش، کسی عزیز کی موت، شادی اور غمی ایسے تمام موقعوں پر وہی امور بجا لانے چاہئیں جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیے ہیں یا ان کا حکم دیا ہے۔ مختلف قسم کی بدعتوں اور فسق و فجور پر مبنی ایسی تمام رسموں سے پرہیز کیا جائے جو لوگوں نے جہالت کی وجہ سے اپنے طور پر گھڑ لی ہیں۔ یا کفار کی رسمیں ہیں اور مسلمانوں میں گھس آئی ہیں۔

شرک کیا ہے

ایک دفعہ اس فقیر (جامع اوراق) نے عید الاضحیٰ حضرت اقدس کی امامت میں ادا کی۔ نماز کے بعد آپ نے جونہی خطبہ مسنونہ مکمل فرمایا منبر پر کھڑے کھڑے جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا مسلمانو! خطبہ عربی زبان میں تھا

marfat.com
Marfat.com

اور عربی، عربی زبان جاننے والے کے بغیر اور کوئی شخص نہیں سمجھ سکتا۔ اس خطبہ میں بیان کیا گیا ہے:۔

اللہ تعالیٰ وحدہٗ لاشریک ہے اس کی ذات اور صفات میں کوئی شریک نہیں شرک کفر سے بھی بدتر ہے۔ اللہ تعالیٰ دوسرے تمام گناہ چاہے تو بخش دے گا مگر شرک معاف نہیں فرمائے گا۔ شرک کا مفہوم یہ ہے کہ انسان اپنا جانی ومالی نفع ونقصان اللہ تعالیٰ کے غیر مثلاً پیروں، فقیروں، درختوں اور بتوں سے سمجھے جیسا کہ جاہل لوگ کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ خطبے میں اس بات کا ذکر تھا کہ مرنے جینے، ماتم، خوشی، شادی، غمی اور ختنہ وغیرہ کے موقع پر وہی کچھ کرنا چاہیے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے اس کے علاوہ جتنی رسمیں ہیں یہ سب کافروں کی ہیں ان سے دور بھاگنا چاہیے۔ ہر مرد وعورت پر پنج وقتہ نماز اور رمضان المبارک کے روزے فرض ہیں۔ زکوٰۃ اور حج صاحب زکوٰۃ لوگوں پر فرض ہے۔ زکوٰۃ یہ ہے کہ جو شخص بنیادی ضروری چیزوں کے علاوہ نقد ۵۲ روپیہ (چاندی) یا اتنی مقدار کے زیورات کا مالک ہو اس پر ۵ پاؤ لہ فرض ہے۔ اسی طرح آگے حساب چلے گا۔ چالیس بھیڑوں بکریوں پر ایک بھیڑ، بکری یہاں تک کہ ایک سو بیس ۱۲۰ ہو جائیں۔ ایک سو بیس پر دو بکریاں فرض ہوں گی۔ گائے بھینسوں پر جب وہ تیس کی مقدار کو پہنچ جائیں تو ایک گئو سالہ فرض ہے۔ چاہے نر ہو چاہے مادہ۔ صدقہ فطر اور قربانی اس شخص پر واجب ہے جس کے گھر میں واقع سامان ماسوائے کھانے پینے کے برتنوں اور پہننے کے کپڑوں کے ۵۲ روپیہ (چاندی) یا اس سے زائد مالیت کا ہو اس پر صدقہ فطر اور قربانی دونوں واجب ہوں گے قربانی میں ایک شخص کی طرف سے ایک بکری اور سات آدمیوں کی طرف

marfat.com
Marfat.com

ایک گائے یا بھینس کافی ہے۔ مگر شرط یہ ہے کہ ان سب کی نیت قربانی کی ہو ورنہ قربانی نہ ہوگی۔ گائے بھینس دو سال کی اور اونٹ پانچ سال کا قربانی میں جائز ہوگا۔

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع) اور حافظ شیخ عبدالرحمٰن مسجد کے منبر کے سامنے صحن میں امام السالکین سید العارفین حضرت مرشدی کی خدمت اقدس میں حاضر تھے۔ اس وقت حضرت والا اپنے عصا پر ٹیک لگا کر کھڑے تھے اس دوران آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ! درگاہ شریف (پیر جو گوٹھ) سے دو تحریریں بطور امانت حاصل ہوئی۔ میں کتب خانہ کی فلاں کتاب سے یہ دونوں نکال کر لے آؤ۔ اور کوئی انھیں پڑھے تاکہ ہم سنیں۔

حافظ مذکور فوراً وہ یہ دو تحریریں لے آئے آپ نے سنیں اور ارشاد فرمایا کہ یہ کسی کتاب کے ابتدائی خالی صفحات پر نقل کردو تاکہ محفوظ ہو جائیں۔ بعد میں فقیر (جامع) نے حافظ صاحب مذکور کے ساتھ مل کر یہ تحریریں نقل کرلیں اور اپنے ساتھ لے آیا تاکہ طالبانِ حق اس سے عام استفادہ کرسکیں۔ ان میں سے ایک قبلہ عالم سید محمد راشد علیہ الرحمۃ کا نامہ مبارک ہے جو یہ ہے۔

مکتوب گرامی قبلہ عالم سید محمد راشد

"مکتوب نہم، میر مبارک خان ٹالپر ولد میر سہراب خان ٹالپر (ٹالپور) نے جناب فیض مآب حضرت پیر دستگیر (قبلہ عالم سید محمد راشد علیہ الرحمۃ) امام اللہ برکاتہ کی خدمت اقدس میں لکھا کہ اس رباعی کا معنی و مفہوم سمجھایا جائے۔ ؎

من آں وقت بودم کہ آدم نبود
کہ ذات و صفات خدا ہم نبود
من آں وقت کردم خدا را سجود
کہ آدم نبود و خدا ہم نبود

marfat.com
Marfat.com

اس خط کے جواب میں حضرت قبلۂ عالم نے تحریر فرمایا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جانِ من! یہ صاحبِ حال لوگوں کی باتیں ہیں اور انھیں عوام نہیں بلکہ صاحبِ حال لوگ ہی سمجھ سکتے ہیں۔ مولانا روم فرماتے ہیں۔

سرِ من از نالہ من دور نیست

لیک چشم و گوش را ایں نور نیست

جو شخص صاحبِ حال ہے اس کے لیے بیان و تشریح کی ضرورت نہیں اور جو صاحبِ حال نہیں وہ یہ باتیں سے سمجھ ہی نہیں سکتا لیکن اس بات کا اندیشہ ہے کہ علم ظاہر کے علماء اسے اپنی نا سمجھی کی وجہ سے ظاہر پر محمول کر کے فقرا پر زبانِ اعتراض کھولیں لہٰذا ضرورتاً کچھ تشریح کی جاتی ہے ورنہ اس کی ضرورت نہ تھی ۔

نہ نیست درایں سینہ کہ گفتن نتوانیم

دُر نیست دریں بحر کہ سفتن نتوانیم

مشکل ہم آنست کہ ما مشکل خود را

گفتن نتوانیم نہفتن نتوانیم

(یہ سینہ راز کا گنجینہ ہے مگر بات کرنے کا یارا نہیں اس (سینے سے) سمندر میں ایسے موتی ہیں جنھیں پرونے کی مجھے طاقت نہیں مشکل تو یہی ہے کہ میں اپنی مشکل نہ چھپا سکتا ہوں نہ ظاہر کر سکتا ہوں)

میرے عزیز! یہ اس شخص کا کلام ہے جو توحید شہودی میں ہے اس نے اپنے وجود کو روزنِ امکان سے نکال کر آفتابِ حقیقی کے نور میں گم کر دیا ہے یا اپنے آپ کو قطرے کی طرح ہویت کے سمندر میں لے جا کر انا البحر و انا الشمس پکار رہا ہے اس مقام پر من سے مراد ہستی مطلق ہے اس سے قائل کی ہستیِ موہوم مراد نہیں ہے بلکہ من یہاں ہستی مطلق سے عبارت ہے

marfat.com
Marfat.com

چنانچہ حضرت منصور فرماتے ہیں ؎

من نمی گویم اناالحق یار میگو ید   چوں نگویم مرا دلدارے گو ید بگو

(میں نہیں کہتا اناالحق خود آپ کہہ رہے ہیں۔ میں خاموش ہوتا ہوں تو محبوب مجھے کہتا ہے کہ (اناالحق) کہو)

۴۔ "من آں وقت بودم کہ آدم نبود" میں "من" سے مراد وجود مطلق ہے التوحید اسقاط الاضافات سے اسی طرف اشارہ ہے بودم روحِ انسانی سے عبارت ہے جسے تعین کہا جاتا ہے اسی طرح آدم نبود سے وہ مقام مراد ہے جو لی مع اللہ وقت لایسعنی فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل (میرے لیے حضورِ حق میں ایک ایسا خاص وقت مقرر ہے جس میں نہ کسی مقرب فرشتے کو دخل اندازی کی اجازت ہے اور نہ کسی رسول و نبی کے لیے کوئی گنجائش) میں بیان ہوا ہے اس کے بعد یہ مصرع بیان ہوا ہے کہ "ذات و صفات خدا ہم نبود" میرے عزیز عارف! بے رنگی کے سمندر میں ایسا گم ہوا ہے کہ اس کے سامنے خدائی ہی نہیں رہی کہ اس کی نسبت سے بندگی کی بات کی جا سکے۔ چنانچہ جب عارف بندگی سے گزر کر حق میں فنا ہو جاتا ہے تو وہ خداوند کے الفاظ نہیں کہہ سکتا۔ اس لیے کہ التوحید اسقاط الاضافات۔ چنانچہ کسی عارف نے کہا ہے ؎

میگفت دریابانِ رندی دہن دریدہ

عارف خدا نداند کو نیست آفریدہ

یعنی عارف کا خدا وہ ہے ہی نہیں جو خود عارف کی حقیقت سے الگ ہے پس حقیقتِ انسان خدا سے الگ نہیں ہے چنانچہ وہ کہتا ہے کہ ؎

من آں وقت کردم خدارا سجود   کہ آدم نبود و خدا ہم نبود

میرے بھائی! سجود سے مراد اپنے آپ کو پہچان لینا ہے یعنی میں نے اس وقت اپنے خدا کو پہچانا کہ آدم نہیں تھا یعنی بندہ نہ تھا اور جب بندہ نہ تھا تو خداوند کا ظہور بھی نہ تھا

marfat.com
Marfat.com

اس لیے کہ خداوند اس وقت کہا جا سکتا ہے کہ جب کوئی اس کا بندہ ہو (تبھی تو وہ خداوند کہلائے گا) اور جس کا سرے سے کوئی غلام ہی نہ ہو اسے آقا کہنا کیونکر درست ہوگا۔

میرے عزیز! یہ ایک ایسا راز ہے جو عارفِ کامل کے بغیر سمجھ میں نہیں آ سکتا مرشدِ کامل اسے اپنی نگاہ سے سمجھا سکتا ہے کیونکہ یہ پردہ در پردہ اور راز در راز ہے البتہ اگر کوئی مریدِ راہ موجود ہے تو اس کے لیے اشارہ کافی ہے۔ السلام علیکم و رحمۃ اللہ!

(یہ تحریر شیخ الشیوخ مرشد السندھ والہند حضرت پیر سید محمد راشد علیہ الرحمۃ والغفران کی ہے)

چہار عالم

یہ ایک تحریر ہے جو تبوعام کے ایک ملفوظ پر مشتمل ہے اور وہ یہ ہے:

"اس کے بعد عالم چہارم کی بات چل نکلی کہ عالم چہارم کسے کہتے ہیں؟ آپ نے (زبدہ عالم) ارشاد فرمایا کہ اے درویش! جو درویش عالم چہارم کی حقیقت سے بے خبر ہے اور اسے نہیں جانتا وہ سرے سے درویش ہے ہی نہیں وہ غلط طور پر اپنے آپ کو درویش کہلا رہا ہے اور نہ ہی اسے خرقہ پہننے کا حق حاصل ہے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا قدس اللہ سرہ العزیز کی معروف کتاب "الاوراد" میں میں نے دیکھا ہے کہ یہ چہار عالم یہ ہیں پہلا عالم ناسوت دوسرا عالم ملکوت، تیسرا عالم جبروت، چوتھا عالم لاہوت اس کے بعد آپ نے ہر ایک عالم کی تشریح کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ عالم ناسوت حیوانات کا عالم ہے اور اس کی کارکردگی حواس خمسہ پر مشتمل ہے مثلاً دیکھنا، سونگھنا، چکھنا سننا وغیرہ جب سالک ریاضت اور مجاہدے کے ذریعے اس عالم سے گزر جاتا ہے اور یہ صفات طے کر جاتا ہے تو وہ عالم دوم میں پہنچ جاتا ہے اسے عالم ملکوت کہتے ہیں۔ عالم ملکوت فرشتوں کا عالم ہے اس عالم کا کام تسبیح و تہلیل قیام، رکوع اور سجود ہے

marfat.com
Marfat.com

جب اس سالک اس عالم سے گذر جاتا ہے تو وہ عالم سوم میں پہنچتا ہے اسے عالم جبروت کہتے ہیں یہ عالم جبروت عالم روح ہے اس کے خصائص صفات حمیدہ پیدا کرنا ہیں جیسے ذوق وشوق محبت، اشتیاق، طلب، وجد، سکر، صحو اور محو وغیرہ جب سالک ان صفات کو طے کر لیتا ہے تو وہ عالم چہارم میں پہنچ جاتا ہے اسے عالم لاہوت کہتے ہیں اور عالم لاہوت بے نشان ہے جب سالک اس مقام پر پہنچتا ہے تو اپنے آپ سے بھی آزاد ہو جاتا ہے اسے لامکان کہتے ہیں یہاں نہ کوئی گفتگو کی مجال ہے اور نہ کچھ پوچھنے کی۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَاِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَھٰی۔

اور یہ کہ تیرے رب تک سب کو پہنچنا ہے (النجم ۴۲)

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے فقیر! عالم ناسوت نفس کی صفت عالم ملکوت دل کی صفت اور عالم جبروت روح کی صفت ہے جبکہ عالم لاہوت عنایت ایزدی اور نظر خداوندی ہے۔ ان میں سے ہر ایک کے علیحدہ علیحدہ تقاضے اور خواص ہیں۔ خاصہ نفس، اس کا میلان اس دنیا کی طرف ہے کہ دنیا شیطان کی جا ہے۔ صفت روح روح کی خصوصیت اور خوبی یہ ہے کہ وہ ہمیشہ مخفی رازوں کے حصول اور طلب خداوندی میں مشغول رہتی ہے۔ جو شخص نفس کی پیروی اختیار کرے گا وہ جہنم میں گرے گا۔ جو شخص دل کی اتباع کرے گا جنت کا حق دار ہوگا۔ اور جو شخص روح کی اقتداء کرے گا اسے قرب خداوندی نصیب ہوگا۔ اس کے بعد موقع کی مناسبت سے آپ نے شیخ الاسلام والمسلمین شیخ شہاب الدین سہروردی قدس اللہ سرہ العزیز کی یہ رباعی پڑھی ؎

در راہ تن روی مہیا نار است — در راہ دل روی بہشت جاویداں است
در راہ جاں روی جاناں خواہی — قصہ حکیم کہ حاصلش دیدار است

جونہی ارشادات عالیہ کا یہ سلسلہ ختم ہوا آپ نماز میں مشغول ہو گئے بعد میں اسی جگہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سلطان المشائخ نظام الحق الشرع والدین قدس اللہ سرہ العزیز سے

marfat.com
Marfat.com

منقول ہے کہ "مشغولی کے سات اوقات ہیں تین دن میں اور چار رات میں۔

دن کے اوقات یہ ہیں۔ صبح سے اشراق تک۔ اشراق سے چاشت تک، پھر نماز عصر سے نماز مغرب تک ۔ اور رات کے اوقات یہ ہیں۔ نماز مغرب سے نماز عشاء تک، عشاء سے وقت تہجد تک، تہجد سے صبح کاذب تک اور صبح کاذب سے صبح صادق تک۔ بعد میں آپ نے فرمایا کہ مشغولی سے مراد یہ ہے کہ ظاہر و باطن مشغول ہو اور غیر حق سے فارغ ہو اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے درویش! شیخ الاسلام خواجہ ابو یوسف قدس اللہ سرہ العزیز کے رسالہ میں مرقوم ہے کہ پانچ چیزوں کی پابندی کرنی چاہیے تاکہ باطنی صفائی میسر آئے۔ اول مسواک۔ دوم تلاوت قرآن مجید اگر تلاوت کسی وجہ سے نہ کر سکتا ہو تو سورہ اخلاص جس قدر پڑھ سکے پڑھے۔ سوم روزے باقاعدگی سے رکھے (یہاں فرض روزوں کی بات نہیں ہے) اگر کسی وجہ سے نہ رکھ سکے تو ایام بیض کے روزے ضرور رکھے۔ چہارم ہمیشہ قبلہ رو ہو کر بیٹھے۔ پنجم ہمیشہ باوضو رہے۔

غرورِ علم فقر کے دربار میں

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع) حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ کوٹ شریف کے علاقے کا ایک پنجابی مولوی زیارت کی خاطر حاضر ہوا۔ اس مولوی نے تازہ تازہ عربی علم سے فراغت حاصل کی تھی اور علم کا غرور پوری طرح اس کے سر میں سمایا ہوا تھا۔ بظاہر یہ مولوی زیارت کی خاطر لیکن درحقیقت علمی بحث و مباحثہ اور تکرار کا پختہ ارادہ کر کے آیا تھا۔ اتفاق کی بات کہ جونہی حضرت والا نے نماز ظہر کے بعد جماعت کی طرف رُخ مبارک پھیرا اس مولوی نے بلا توقف سوال کر دیا کہ حضرت! حافظ شیرازیؒ کے اس شعر کا کیا مطلب ہے ؂

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

کہ سالک بے خبر نبود زراہ و رسم منزلہا

حضرت والا نے اس کے جواب میں یہ نقل بیان فرمائی کہ کسی زمانہ میں ایک مشہور ولی اللہ تھے

marfat.com
Marfat.com

اتفاق سے ایک دفعہ پایہ تخت سے ان کا گزر ہوا جمعہ کا روز تھا بزرگ نے ارادہ کیا کہ نماز جمعہ اس بڑے شہر میں بڑی جماعت کے ساتھ ادا کرلینی چاہیے بادشاہ اور قاضی شہر دونوں اس بزرگ کے معتقد تھے سارے علاقے میں غلغلہ برپا ہوگیا کہ فلاں بزرگ اس شہر میں تشریف لائے ہیں بادشاہ اور قاضی شہر بھی بزرگ کی زیارت اور نماز جمعہ کی ادائگی کے لیے جامع مسجد میں آگئے ہیں۔ سارے شہر کی مخلوق اُمڈ پڑی۔ نماز جمعہ پڑھی گئی۔ اس کے بعد کچھ دیر بزرگ کی صحبت اور زیارت کی محفل جاری رہی چنانچہ بعد میں بزرگ نے روانگی کا ارادہ کیا جو نہی بزرگ سوار ہوئے بادشاہ اور قاضی شہر بزرگ کی رکاب تھامے مشایعت کی خاطر ساتھ ساتھ چلنے لگے جبکہ باقی تمام مخلوق پیچھے پیچھے تھی۔ یہ جلوس اس شان کے شان شہر کے بازار سے باہر نکلا تو فوراً بزرگ کے دل میں خیال پیدا ہوا اور اپنے آپ سے کہنے لگے کہ تیرا یہ مرتبہ کہ بذات خود بادشاہ اور قاضی شہر تیرے گھوڑے کی رکاب پکڑ کر پا پیادہ چل رہے ہیں اور باقی تمام مخلوق پیچھے پیچھے آرہی ہے۔ بزرگ کو یہ خیال بہت گراں گزرا اور انھوں نے دل میں طے کرلیا کہ کوئی ایسا کام کرنا چاہیے جس سے تمام خلق کا اعتقاد مجھ سے زائل ہوجائے تاکہ نفس کمینہ اپنی حد سے نہ بڑھے۔ انھوں نے سوچا کہ اتفاق سے رمضان المبارک کا مہینہ ہے کیوں نہ ایسا کروں کہ برسر عام پانی پینا شروع کر دوں۔ یہ خیال آتے ہی جماعت کے ایک فقیر کو آپ نے حکم دیا کہ پانی کا کوزہ لاؤ اسی وقت اس درویش نے پانی سے بھرا ہوا کوزہ خدمت میں پیش کیا۔ آپ نے اس کے ہاتھ سے کوزہ لے کر پانی پینا شروع کر دیا۔ یہ دیکھتے ہی بادشاہ اور قاضی نے فوراً رکاب سے ہاتھ کھینچ لیے۔ اور بزرگ پر اعتراض کرنے لگے۔ کہ جو شخص رمضان المبارک کی تعظیم نہیں کرتا وہ کیسا بزرگ ہے؟ جب بادشاہ اور قاضی شہر بزرگ سے منکر ہوکر واپس مڑے تو مخلوق بھی ان کی دیکھا دیکھی واپس ہوگئی البتہ چند سالک طریقت درویش بدستور بزرگ سے وابستہ رہے اور ان کے ساتھ چل پڑے۔ شہر سے باہر نکلے تو واقف حال درویشوں نے

marfat.com
Marfat.com

عرض کیا حضور! یہ آپ نے کیا کیا؟ بزرگ نے انھیں ساری بات کہہ سنائی بعد میں انھوں نے فرمایا کہ اب قضا اور کفارہ دونوں مجھ پر واجب ہو گئے اس لیے کہ میں نے عمداً روزہ توڑا ہے یہ نفس کمینہ کی جزا اور اس کی سزا ہے (کہ اس نے غرور تکبر کا اظہار کیا)

اس کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ مٹے سے مراد فن کامل اور سجادہ سے مراد وجود سالک ہے۔ جونہی آپ نے بات مکمل فرمائی مولوی مذکور نے عرض کیا حضرت! آپکو حکایت کے روپ میں اپنی بات کہنے کا خصوصی ملکہ حاصل ہے۔ مولوی صاحب کی ساری شیخی ہوا ہو گئی غرورِ علم ٹوٹ گیا اور اس نے صبر کر کے خاموشی اختیار کر لی۔

اس کامل الاولیاء اور شیخ الاتقیاء (حضرت والا) کی یہی وہ کرامات اور مشاہدات تھے جو مخلوقِ خدا کو دامِ محبت میں کھینچ کھینچ کر لا رہے تھے۔ البتہ بدنصیب مولوی کچھ حاصل نہ کر سکا۔ حضرت والا کے وصال کے بعد دوبارہ یہ مولوی آیا اور بہت عذر معذرت کرنے لگا کہ افسوس کہ میں اس وقت حضرت والا کو نہ پہچان سکا۔

العلم حجاب الاکبر

ایک دفعہ حضرتِ والا نے اس فقیر کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ مولوی علمائے ظاہر کا حال یہ ہے کہ ان میں سے جو شخص (اکثر) عربی علم شروع کرتا ہے وہ شرح مُلّا جامی تک پہنچتے پہنچتے آدھا کافر بن جاتا ہے اس کے بعد جب وہ "مطول" تک پہنچ کر علم ظاہری مکمل کرتا ہے اور اپنے سر پر دستارِ فضیلت باندھتا ہے تو پوری طرح فرعون بن جاتا ہے۔[۱]

خدا کا بندہ کون ہے

ایک دفعہ فقیر (جامع اوراق) فقراء کی جماعت کے ساتھ حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ

---

[۱] حضرت والا کے فرمان کا مقصد یہ ہے کہ جب ظاہری طور پر اس کی ہستی کمال کو پہنچ جاتی ہے تو اس وقت وہ اپنے جیسا کسی کو نہیں سمجھتا اور نہ کسی کو خاطر میں لاتا ہے یہی عجب و غرور بالآخر اسے لے ڈوبتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

آپ نے زبان مبارک سے ارشاد فرمایا کہ مولوی احمد صاحب ٹنگ شریف والے دریائے وحدت کے شناور اور صاحب ذوق وشوق بزرگ تھے اور وہ مظہر الولایات عین العنایات سید السادات حضرت قبلہ عالم (سید محمد حسن شاہ صاحب جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سوئی شریف) کے حضور میں میرے رفیق اور ساتھی تھے۔ اس کے بعد آپ نے ان کا یہ واقعہ بیان فرمایا۔

ایک دفعہ مولوی احمد صاحب نے اپنے پارچہ باف سے خصوصی لنگی تیار کرائی یہ لنگی کپاس کے سوت سے تیار کی گئی اس میں سیاہ رنگ کی دھاریاں تھیں اور اس کے دونوں پلو ریشمی تھے۔ مولوی صاحب اہلِ سندھ کی رسم کے مطابق یہ لنگی کاندھے پر ڈال کر ہمارے حضور قبلہ عالم (سوئی شریف) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مؤدب ہو کر دو زانو بیٹھ گئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ مولوی! یہ سیاہ دھاری دار لنگی جو تم نے خاص طور پر اپنے پارچہ باف سے تیار کرائی ہے۔ اور اسے کاندھے پر ڈال کر آئے ہو اس سے کہیں بہتر ہے کہ انسان اپنا منہ سیاہ کر لے۔ مولوی صاحب چونکہ صاحبِ معرفت اور صاحبِ حال بزرگ تھے فوراً پکار اٹھے کہ حضور میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔

تھوڑے دنوں کے بعد عید الفطر کے موقع پر حضرت والا نے مولوی صاحب کے پاس اپنی طرف سے ایک لنگی بھجوائی اور انھیں کہلوایا کہ اسے کاندھوں پر ڈال کر لوگوں کو عید کی نماز پڑھائیے۔ اس وقت کسی شخص نے مولوی صاحب سے کہا کہ مولوی صاحب تم نے اپنے پیرومرشد کے سامنے عجیب توبہ کی ہے۔ (کہ پھر لنگی کاندھوں پر ڈال رہے ہو) انھوں نے جواب دیا کہ پہلی لنگی میں نے اپنی خواہش اور اپنے ہاتھ سے تیار کرا کے اپنے کاندھے پر ڈالی تھی اس لیے آپ نے اس سے منع فرمایا۔ چنانچہ فقراء کے ہاں اس قسم کی باتوں سے رکاوٹ خود قرآن سے ثابت ہے ارشاد ہے۔

اَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ اِلٰهَهٗ هَوٰىهُ

بھلا دیکھو تو جس نے ٹھہرا لیا اپنا حاکم اپنی خواہش کو (الجاثیہ ۲۳)

marfat.com
Marfat.com

مثنوی میں ہے ؎

تو کہ در بند ہر چیزے خدارا بندہ چوں باشی

کہ تو در بند ہر چیزے کہ ہستی بندۂ آنی

(تو ہر غیر چیز کے خیال میں ہے تو خدا کا بندہ کس طرح ہو سکتا ہے تو تو جس

چیز کے خیال میں ہے اسی کا بندہ ہے)

اور دوسری یہ لنگی مجھے میرے رب کی طرف سے بلا طلب و خواہش عطا ہوئی ہے

احترام نسبت

ایک دفعہ یہ فقیر حضرت والا کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے اپنے شیخ حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی یہ واقعہ بیان فرمایا کہ ایک دفعہ فقیر صاحب ڈنہ حضرت سید السادات منبع السعادات جامع کمالات العلمیہ والعملیہ (قبلہ سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ) سائیں درگاہ شریف کی محفل اقدس میں موجود تھا کہ اچانک ایک سید صاحب برہنہ زانو لنگوٹ کسا ہوا حاضر خدمت ہوئے۔ حضرت قبلہ عالم نے اس سید صاحب کی حد سے زیادہ تعظیم و تکریم کی۔ صاحب ڈنہ فقیر نے عرض کیا کہ قبلہ! دین میں یہ کیا فتنہ پیدا ہو چلا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اہل بیت سے ہے (زیادہ کچھ نہ کہو) فقیر نے دوبارہ عرض کیا حضرت! دل چاہتا ہے کہ آپ کو، سید جلال الدین بخاری اوچی رحمۃ اللہ علیہ اور پیر صاحب سوئی شریف کو تو اعزاز و اکرام کی بلند مسند پر بٹھا دیا جائے اور باقی تمام سادات کو جہاز پر سوار کر کے عرب شریف بھجوا دیا جائے۔ تاکہ یہ اپنے ملک میں اپنی جاگیر سنبھالیں۔ یہاں یہ لوگ ہمارے علاقے کے رسوم و رواج اپنا رہے ہیں جبھی تو اس (سید صاحب) نے لنگوٹ کس رکھا ہے۔ اللہ جل شانہ ان کے حال پر رحم فرمائے۔

دین اسلام کی تروتازگی

ایک دفعہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ جس طرح آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں دین اسلام اپنے آغاز کی وجہ سے توانا تازہ اور جوان تھا اسی طرح ہمارے حضرت

marfat.com
Marfat.com

سید السادات منبع السعادات جامع کمالات العلمیہ والعملیہ حضرت پیر صاحب (قبلۂ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ) صاحب الروضہ قدس اللہ سرہ العزیز کے زمانہ میں بھی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے دینِ اسلام ترو تازہ ہو گیا اور رات دن ... ملی ... موقع پر حضرتِ والا نے فرمایا کہ اب ... ایک ... شین حضرات اکثر رافضی ہو گئے ہیں افسوس کی بات ہے کہ اتنی بڑی بابرکت ... نقاوے متولی اور گدی نشین رافضی ہو گئے ہیں نیز ان حضرات میں درویشی کی بھی کوئی بو باس نہیں پائی جاتی۔

دل را بہ دل رہ

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع اوراق) حاضرِ خدمت تھا کہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ سید السادات حضرت پیر صاحب درگاہ شریف (قبلۂ عالم سید محمد راشد علیہ الرحمۃ) اور حضرت صاحب بہار شریف (قبلۂ عالم خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ) ہم زمان تھے۔ دونوں کی نشست و برخاست میں بھی گہری مماثلت تھی چنانچہ حضرت صاحب بہار شریف اپنے قوال کو فرمایا کرتے کہ

باھو موں چا تنیندو دِل مِ منھ پائیؒ

اسی طرح حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے

پو ھیم موں چ تنیندو دِل مِ منھ پاء

نگاہِ فقر میں آدابِ قصر

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع اوراق) حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا آپ نے فرمایا کہ میرے مرشد سید السادات معین العنایات مظہر الولایات حضرت سوئی شریف بیان فرمایا کرتے تھے کہ درگاہ عرش اشتباہ زادا اللہ شرفاً وتعظیماً (پیر سائیں پاگارا) میں رمضان المبارک کے دوران قاضی حافظ محفوظ اور قاضی حافظ عبدالرحمٰن قرآن مجید سنایا کرتے تھے۔ رمضان المبارک کے پہلے نصف میں ایک حافظ ختم کرتے جبکہ دوسرے نصف میں دوسرے۔ یوں درگاہ عالیہ میں ہمیشہ دو ختم ہوتے۔

marfat.com

Marfat.com

ہر دو مذکور حافظ صاحبان کی عادت تھی کہ جب کبھی حضرت قبلہ عالم علیہ الرحمۃ کی زیارت کے ارادے سے درگاہ شریف آتے تو راستے میں نماز قصر نہ کرتے حالانکہ ان کے گھر اور درگاہ شریف کا درمیانی فاصلہ شرعی سفر کی تعریف میں آتا تھا البتہ زیارت کے بعد گھر واپس ہوتے تو قصر کرتے یعنی چار کی جگہ دو رکعت پڑھتے اس کے بعد اسی مناسبت سے حضرت والا نے فرمایا کہ حضرت صاحب سوئی شریف (حضرت جیلانیؒ) کی عادت کریمہ بھی یہی تھی کہ جب کبھی اپنے مرشد کی زیارت کی خاطر درگاہ شریف جاتے نماز میں قصر نہ فرماتے اس کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ سفر کی حالت میں نماز میں قصر کا حکم اس سفر کے لیے ہے جو دنیا کی خاطر اختیار کیا جائے جو سفر راہِ حق میں اختیار کیا جائے اس کے لیے یہ حکم نہیں ہے۔ بعد میں آپ نے فرمایا کہ ہمارے ہاں (بھرچونڈی شریف) میں ہمیشہ رمضان المبارک میں دو ختم ہوا کرتے تھے مگر اب مجبوری ہے کہ طبیعت ناساز ہے وضو قائم نہیں رہتا بار بار وضو کی ضرورت پڑتی ہے

حضرت والا کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی دنیوی کام مثلاً تجارت وغیرہ کی خاطر اپنے گھر سے نکلے وہ نماز میں قصر کرے لیکن اگر اپنے شیخ اور مرشد کی زیارت کے ارادے سے خالصتاً لوجہ اللہ سفر اختیار کرے تو وہ قصر نہ کرے۔ کیونکہ اس کا یہ سفر حق کے لیے ہے پس اس میں قصر نہ ہوگا۔

تعمیرِ دو جہاں کی بنیاد ہیں تو ہم ہیں

ایک دفعہ حضرت والا نے زبانِ مبارک سے ارشاد فرمایا کہ ساری دنیا میں غوث ایک، قطب چار، اوتاد چھ اور ابدال چالیس ہوا کرتے ہیں جبکہ اولیاء اللہ کی تعداد تین سو رہتی ہے۔ یہ تعداد خلفائے راشدین سے لے کر قیامت تک ہر زمانے میں موجود رہتی ہے اور رہے گی۔ دنیا کا سارا انتظام و انصرام انہی کے حوالے ہے۔

فقیر شہاب الدین کا واقعہ

ایک دفعہ یہ فقیر حضرت اقدس کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ فقیر شہاب الدین

marfat.com
Marfat.com

(پنجاب والا) عجیب طبیعت کا آدمی تھا فوراً کسی بات کا معتقد ہو جاتا اور جھٹ اس کا انکار کرنے لگتا، اس کے انکار کا ایک معمولی واقعہ یہ ہے کہ ایک دن کہنے لگا کہ میں حج پر بلا وجہ گیا تھا اگر یہی ایام میں اپنے پیر و مرشد کے حضور بسر کرتا تو فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ کی سیر میں مجھے کہیں زیادہ ترقی ملتی اور میرے باطنی لطائف زیادہ کھلتے اور اس کے اعتقاد کی صورت یہ ہے کہ ایک دفعہ فقیر مذکور اپنے شیخ کی زیارت سے گھر واپس لوٹا تو ہندوستان کے ایک نواب نے اس سے پوچھا کہ فقیر صاحب کہاں گئے تھے۔ اس نے جواب میں کہا مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً گیا تھا۔ نواب نے کہا کیوں بلا وجہ تم نے اپنا ایمان ضائع اور خراب کیا؟ فقیر نے کہا کہ مجھے ایمان مدینہ ہی سے ملا ہے۔ میں نے سوچا کہ اسے مدینہ ہی میں چھوڑ آؤں۔ چنانچہ اسے مدینہ میں گم کر آیا ہوں۔ نواب حیران رہ گیا کہ اس نے کیسا باصواب جواب دیا ہے۔

کرامت کیا ہے

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع اوراق) درگاہ والا جاہ عرش اشتباہ میں حضرت والا کی خدمت اقدس میں موجود تھا کہ آپ نے یہ بہترین اور عدیم المثال نقل بیان فرمائی کہ میرے حضرت (حضور جیلانی سائیںؒ) کی خدمت عالی میں کبھی کبھار ایک عورت حاضر ہوا کرتی تھی۔ اس کا قاعدہ تھا کہ جونہی درگاہ عالیہ پہنچتی اپنے مرشد کا تذکرہ شروع کر دیتی اور کہتی کہ ایک دفعہ میرے مرشد کی خدمت میں کہیں سے کافی لوگوں پر مشتمل ایک جماعت حاضر ہوئی اور انھوں نے عرض کیا کہ حضرت ہمیں میٹھے (شکر وغیرہ) سے روٹی کھلائیے۔ ہم کوئی دوسرا کھانا (کوبل یا دال ساگ وغیرہ) ہرگز نہیں کھائیں گے۔ میرے مرشد اسی لیے باہر نکلے اور مسجد کے دروازے کے نزدیک واقع پیلو کے درخت کو پکڑ کر ہلانے لگے۔ اس درخت سے شکر زمین پر بکھر گئی اور جماعت نے لے کر روٹی کے ساتھ کھائی اسی طرح ان لوگوں نے میرے مرشد کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور ہم پانی نہیں پئیں گے۔ ہمیں پانی کی جگہ دودھ پلائیں چنانچہ میرے شیخ نے پرانے کنوئیں کو بھرانا شروع کیا

marfat.com
Marfat.com

تو کنوئیں سے پانی کی بجائے دودھ بہنا شروع ہو گیا جو ساری جماعت نے پیا ۔ تمھارے پیر کی جماعت تو دال ساگ پر گزارا کرتی ہے اور پانی پی کر خوشی رہتی ہے تمھارا پیر کیا چیز ہے جو کچھ تھا میرا پیر تھا کہ اس سے ہر وقت کرامات ظاہر ہوتی رہتی تھیں تمھارے پیر سے تو کوئی کرامت ظاہر نہیں ہوئی ۔ الغرض اس عورت کی بات کا لب لباب میرے حضور (جیلانی سائیں ؒ) کی جماعت پر طعنہ زنی ہوتی ۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اگر کبھی کبھار ہمارے حضرت قبلہ عالم (جیلانی سائیں رحمۃ اللہ علیہ) کی محفل اقدس میں کشف و کرامات کی بات چل پڑتی تو آپ طالبانِ حق کی تسکین کی خاطر فرمایا کرتے کہ اے طالبان و سالکان راہِ حقیقت ! صاحب کرامت (جس کا دارومدار ہی کرامت پر ہو) کی مثال حائضہ عورت کی ہے کہ اس پر نہ روزہ فرض ہے اور نہ نماز بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایسے فرائض میں سے اس پر کوئی چیز فرض نہیں ہے ۔ وہ ان تمام سے فارغ ہے اسی طرح اہل کرامت بھی حائضہ عورت کی طرح اپنے رب کی طلب سے فارغ ہیں وہ راستہ (راہِ حق) کے درمیان حیران و پریشان کھڑے ہیں ۔

اس کے بعد حضرت والا نے مخدوم عبدالرحیم گرہوڑی کا بیت پڑھا

جو ڪاني ۾ ڪرامت ڪانِ مردود ٿي پڇايو

ڀڄو پاڻ ھو جو محبت جو مرھيان انھي ڪون اڳنانني

اتباعِ نبوی

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع اوراق) حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے فرمایا ۔

"سید الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع عین اپنے مرشد کامل کی اتباع ہے ان میں کوئی فرق نہیں ہے "۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا : ۔ کہ ہم اپنے شیخِ کامل کی تابعداری کی وجہ سے ہر قسم کے اختلاف سے مامون و مصئون رہے جبکہ عموماً فقراءِ صوفیہ کے درمیان چھوٹے موٹے اختلاف

marfat.com

Marfat.com

رونما ہو جاتے ہیں جیسے کہ لاڑکی جماعت میں اختلاف پیدا ہو گئے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمیں ہمارے شیخ نے فرمایا کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ یہ سوال نہیں فرمائے گا کہ تم دنیا میں کون سے طریقے کی پیروی کرتے رہے ہو؟ حنفی تھے یا مالکی، شافعی تھے یا حنبلی یا کس کے بیٹے ہو اور کیا کرتے ہو؟ بلکہ تم سے صرف اور صرف یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے دنیا میں مخلوق کے خالق کو یاد کیا یا نہ؟

اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا کہ اے سالکان راہ حق وطالبان مولیٰ! اللہ تبارک وتعالیٰ کو اخلاص کے ساتھ یاد کرو، اخلاص سے مراد یہ ہے کہ یاد صرف اور صرف رضائے الٰہی کی خاطر ہو اور جو کام کرو اللہ تعالیٰ کے لیے کرو۔ اس میں ریاکاری، شہرت اور دکھاوے کا کوئی شائبہ نہ ہو۔

دنیوی گفتگو

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع اوراق) حضرت والا کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمودات کے بیان کے وقت میت کے لیے لحد تیار کرتے وقت اور میت کی چارپائی اٹھاتے وقت دنیوی گفتگو اور قیل وقال حرام ہے ان تین موقعوں پر دنیوی گفتگو کرنے سے ایمان زائل ہونے کا خطرہ ہے لہٰذا اس سے پرہیز کرنی چاہیے۔

قلب سلیم کیا ہے؟

اس کے بعد آپ نے اپنے شیخ کی زبانی یہ واقعہ بیان فرمایا کہ زمانہ سابق میں ایک مولوی صاحب طالب علموں کو پڑھایا کرتے تھے ان کی عادت تھی کہ سارا دن طلباء کو پابند رکھتے انھیں سوائے کھانے کے وقت کے ہرگز اجازت نہ ہوتی کہ وہ گھوم پھر لیں سا ایک روز تمام طالب علم اکٹھے ہو کر اپنے کسی بڑے کے پاس گئے اور اسے سارا واقعہ کہہ سنایا کہ کس طرح مولوی صاحب انھیں سارا دن قید رکھتے ہیں یہ شخص تمام طلباء کا معتمد اور استاذ کا بھی قابل اعتماد تھا۔ طلباء سے کہنے لگا آپ لوگ صبر کریں میں استاد کے ساتھ ایک چال چلتا ہوں یہ استاد کی خدمت میں حاضر ہوا

marfat.com
Marfat.com

اور دست لبستہ عرض کرنے لگا کہ حضور آج آپ کے چہرے مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ شاید کچھ حرارت ہے ۔ مولوی صاحب نے ہاتھ بڑھایا کہ ذرا دیکھو تو ! اس نے نبض پر ہاتھ رکھ کر عرض کیا قبلہ حرارت ہے ۔ مولوی صاحب نے کہا تمام طالب علموں کو بلاؤ اس نے آواز دی تمام طلباء دوڑتے آئے اور سب نے یک زبان ہو کر کہا کہ آپ کی جان میں حرارت ہے مولوی صاحب نے حکم دیا کہ میرے لیے بستر بچھا دو اور مجھ پر لحاف ڈال دو تا کہ میں آرام کروں شاگردوں نے استاد پر لحاف ڈال دیا اور سارا دن کھیل کود میں مصروف رہے شام کے وقت واپس آئے تو دیکھا کہ استاد ابھی تک لحاف میں پڑا ہوا ہے انھوں نے استاد کو جگایا اور کہنے لگے حضرت اٹھیے ! اب آپ کی طبیعت بالکل ٹھیک ہے تب جا کر مولوی صاحب نے سر لحاف سے نکالا ۔ اس موقع پر حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اے طالبان و سالکان راہِ حق اس مولوی کی مانند نہ ہو جانا جسے زبردستی شاگردوں نے بیمار بنا دیا تھا یعنی پیر بننے کی کوشش نہ کرنا اور نہ ہی لوگوں کی تعریف اور ان کے اکٹھا ہونے سے خوش ہونا ۔ بلکہ مسکینوں کی خدمت کو اپنا شعار بناؤ اور اخلاقِ محمدی علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات اپناؤ اور جو کام کرو اللہ تعالیٰ کے لیے کرو ۔

اس کے بعد آپ نے یہ آیت پڑھی ۔

یوم لا ینفع مال ولا بنون الا من اتی اللہ بقلبٍ سلیم

جس دن نہ کام آئے کوئی مال اور نہ بیٹے مگر جو کوئی آیا اللہ کے پاس لے کر دل خالص (الشعراء ۸۸ ، ۸۹)

اس کی تشریح میں فرمایا قلبِ سلیم سے مراد وہ قلب ہے جو غیر اللہ سے پاک ہے یعنی اس میں ماسوی اللہ کا گزر ہی نہیں ۔ اور قلبِ سلیم وہ قلب ہے جو محبت کے نشتر سے چھلنی ہے یعنی جس طرح سانپ کا کاٹا بے آرام اور بے قرار ہوتا ہے اسی طرح قلبِ سلیم بھی محبت الٰہی میں تڑپ رہا ہوتا ہے اس کے بعد اسی محفل میں آپ نے فرمایا کہ یہ فقیر (حضرت والا خود) دعا

marfat.com
Marfat.com

مانگتے وقت اپنے رب کے حضور حاضر ہو جاتا ہے اور ہاتھوں کو واپس اپنے منہ پر لانے میں شرم محسوس کرتا ہے لیکن مجبوری ہے کہ لوگ بار بار دعا مانگنے پر اصرار کرتے ہیں پھر آپ نے فرمایا صاحب مدار یعنی بچل سرمست فاروقی کی عادت تھی کہ جونہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھاتے ان کے ہاتھ وہاں رک جاتے ایسا معلوم ہوتا کہ ہاتھ خشک ہو گئے ہیں اور انھیں ہاتھ واپس منہ پر پھیرنے کی طاقت نہ رہتی۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا جانے لگا تو جبرئیل علیہ السلام آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اگر آپ حکم دیں تو میں آگ کو ٹھنڈا کر دوں۔ آپ نے فرمایا یہ بات اپنی طرف سے کہہ رہے ہو یا اللہ تعالیٰ کے حکم سے انھوں نے کہا اپنی طرف سے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا بھائی جبرئیل! میرا رب میری یہ کیفیت دیکھ رہا ہے تیرے بجائے مجھے رب کافی و شافی ہے۔

دریں بحو اندر کتب اے بے خبر

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع اوراق) خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے یہ حدیث شریف بیان فرمائی۔

اذا تحیرتم فی الامور فاستعینوا من اھل القبور۔

(اگر تمھارے کام رک جائیں تو صاحبِ مزارات سے مدد حاصل کرو)

آپ نے فرمایا یہ حدیث صحیح ہے اور اسے حدیث کی ایک معتبر کتاب نے نقل کیا ہے لیکن اس وقت میرے حافظے سے اس کتاب کا نام اُتر گیا ہے اس کے بعد آپ نے اپنے شیخ (حضرت جیلانیؒ) کے بارے میں فرمایا کہ میرے حضرت اس حدیث کی تشریح میں فرمایا کرتے تھے کہ جب کبھی طالبِ راہ کو اپنے اوراد و اشغال میں بندش (قبض) پیش آجائے یا اسے اس راہ میں رکاوٹ محسوس ہو تو اس کے لیے ضروری ہے کہ وہ اہل قبور سے مدد حاصل کرے۔ اور اہل قبور سے مراد وہ لوگ ہیں جو موتوا قبل ان تموتوا (موت طبعی سے

marfat.com
Marfat.com

پہلے (نفس کشی کے ذریعے) اپنے آپ کو مارو) کے مقام پر فائز ہو چکے ہیں۔ یعنی اپنے مرشد کامل کی خدمت میں حاضر ہو جائے ضرور ان کی کسی نہ کسی صحبت میں طالب کا عقدہ حل ہو جائے گا مولوی حضرات اس حدیث کے دوسرے معنی بیان کرتے ہیں لیکن ہم نے جو کچھ اپنے مرشد کی زبان سے سنا ہے ہمیں اس پر کامل یقین ہے بعد میں آپ نے فرمایا کہ ہمارا یہ کتب خانہ مختلف موضوعات کی کتابوں سے بھرا ہوا ہے مگر ہمیں نہ ان کتابوں سے کوئی فائدہ پہنچا ہے اور نہ ان میں کوئی خاص دلچسپی ہے۔ اپنے مرشد کا احسان ہے کہ ہمیں جو کچھ حاصل ہوا انھی کے طفیل حاصل ہوا۔ ہمارے شیخ (حضرت جیلانی) صاف اور آسان انداز سے راہِ حق پر پہنچا دیتے ہیں۔ کبھی آپ کی زبان مبارک سے ہم نے یہ نہ سنا کہ خلوت نشینی (اعتکاف) اختیار کرو، فلاں چلہ کھینچو۔ البتہ اپنے سامنے بٹھا کر طالبان و سالکانِ حقیقت کو ورد و وظائف اور شغل اشغال کی محنت کراتے۔ دوسرے مشائخ اور پیروں کی طرح نہیں کہ خود تو طاقت و معرفت رکھتے نہیں البتہ مریدوں اور طالبوں کو مختلف قسم کے چلوں، ریاضتوں اور کٹھن اشغال کا حکم دیتے رہتے ہیں۔

شیخ کامل کی زیارت

ایک دفعہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ قبلہ سرورِ کونین سید الثقلین حضرت سرور کائنات فخر موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات نے اس دارِ فانی سے پردہ فرماتے وقت وصیت فرمائی کہ اے میرے دوستو! اور محبّو! اگر میری تلاش کرنا چاہو یا مجھے ملنا چاہو تو مجھے صرف قبر میں تلاش نہ کرو۔ بلکہ مجھے باقی باللہ فقراء کے سینوں میں تلاش کرو انھی لوگوں کی صحبت میں مجھے پاؤ گے۔ میرے دیدار اور زیارت کی یہی سب سے بہتر صورت ہے[۱]

---

[۱] اس نقل پر سید العارفین کے خلیفہ حضرت سید تاج محمود امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حاشیہ دیا ہے۔ اس نقل سے ظاہر ہوتا ہے کہ شیخ کامل کی صحبت بعینہٖ سید الثقلین نبی الکونین صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ہے اسی طرح شیخ کامل کی زیارت بعین نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے۔

marfat.com
Marfat.com

سُرخ رنگ کے جوان

ایک دفعہ حضرت والا نے اپنے مرشد قبلۂ عالم (حضرت جیلانی) کی زبانی بیان فرمایا کہ ہمارے شیخ سید السادات منبع السعادت جامع کمالات العلمیہ والعملیہ (حضرت سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ) بیان فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جہان فانی سے ابدی دنیا کی طرف پردہ فرماتے وقت ارشاد فرمایا کہ دوستو اور عزیزو! درویشوں کا زمانہ گذر جائیگا اور سرخ رنگ کے نوجوانوں کا دور آئیگا یہ لوگ اپنے زمانہ کی مخلوق کو ذلیل و خراب کریں گے۔

محبت الٰہی

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع اوراق) حضرت والا کی خدمت اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے اپنے شیخ (حضرت جیلانی رح) کی زبانی بیان فرمایا کہ حضرت سید السادات قبلہ عالم (سید محمد راشد علیہ الرحمۃ) فرمایا کرتے تھے کہ ہماری درگاہ کے ایک مرید کو اس کے عزیز و اقارب، درگاہ عالیہ کی سادگی اور مسکینانہ طور طریق پر ہر وقت طعنے دیا کرتے تھے۔ خاص طور پر درگاہ شریف کے لنگر کوہل (ابلے ہوئے چنے) اور خس و خاشاک کے زمینی بستر پر اعتراض کرتے اور ساتھ ہی ساتھ اپنے پیر کی تعریف کرتے اور کہتے کہ ہمارا پیر تمام مریدوں کے لیے گندم کی روٹی اور قند پختہ (شکری) کا انتظام کرتا ہے انھیں انتہائی عزت و احترام سے کھلاتا ہے سونے کے لیے انھیں چارپائیاں فراہم کرتا ہے۔ درگاہ شریف میں تمھاری کیا عزت کی جاتی ہے۔ ان کی اس طعنہ زنی کا مقصد یہ ہوتا کہ یہ شخص ہماری درگاہ سے منہ موڑ کر ان کے پیر کا مرید ہو جائے۔ اور اسے بھی کھانے پینے اور آرام و آسائش کی یہ چیزیں میسر آسکیں جب وہ سادہ لوح شخص انتہائی مجبور ہوا تو اس نے ساری کہانی حضرت سید السادات کی خدمت میں عرض کی۔ آپ نے فرمایا میرے بھائی! تیرے رشتہ داروں کو صرف دنیا کی یہی میٹھی روٹی نصیب ہے جبکہ تمھیں اللہ تعالیٰ کی محبت عطا ہوئی ہے اور محبت اللہ تعالیٰ کی پسندیدہ اشیاء میں سے مرغوب ترین شے ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مقام قبلہ عالم

ایک روز حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ حضرت سید السادات منبع السعادات جامع کمالات العلمیہ والعملیہ حضرت صاحب الروضہ قبلہ عالم سید محمد راشد علیہ الرحمۃ اتباع سنت کے بلند ترین درجہ پر فائز تھے آپ کی نشست و برخاست اور ہر قول و فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت پر تھا۔ اس کے بعد آپ نے یہ روایت بیان فرمائی کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کا خطبہ پڑھ رہے تھے کہ ایک صحابی نے کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بارش نہ ہونے کی وجہ سے سخت قحط سالی ہے ہمارے مال مویشی ہلاک ہو رہے ہیں دعا فرمائیے کہ آسمان سے رحمت کا پانی (بارش) نازل ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا مولا! تو اپنی مخلوق کے حال سے زیادہ باخبر ہے یہ فرمانا تھا کہ بارش شروع ہو گئی آٹھ روز تک متواتر اس زور کی بارش برسی کہ اس کے پانی سے بیس دن تک ندیاں نالے بہتے رہے۔ وہی صحابی دوبارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ حضور پانی زیادہ ہو گیا ہے لوگوں کی قوت برداشت جواب دے گئی ہے۔ لوگوں کے مال مویشی ہلاک اور مکانات گر گئے ہیں دعا فرمائیے کہ برسات بند ہو آپ نے ہاتھ اٹھائے تو برسات ٹھہر گئی۔ اتفاق سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک میں بھی بالکل ایسی ہی صورت حال پیدا ہو گئی۔ جیسی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں پیش آئی تھی۔ بارش کافی عرصے سے بند تھی۔ قحط سالی زوروں پر تھی کہ پھر وہی صحابی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور درخواست پیش کی کہ اے خلیفۃ اللہ! بارش بند ہے قحط کا زور ہے مال مویشی مر رہے ہیں دعا فرمائیے کہ باران رحمت کا نزول ہو۔ آپ نے جونہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے فوراً بارش برسنا شروع ہو گئی اور آٹھ روز تک مسلسل برستی رہی۔ آٹھویں دن یہی صحابی دوبارہ حاضر ہوا اور عرض کیا امیر المومنین! بارش کی کثرت سے لوگ پریشان ہیں ان کے مکانات گر رہے ہیں اور مال مویشی ہلاک ہو رہے ہیں۔ دعا فرمائیے کہ برسات بند ہو جائے آپ نے دعا کے لیے

marfat.com
Marfat.com

ہاتھ اٹھائے بارش فوراً بند ہوگئی۔

اس کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ٹھیک اسی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانوں میں مماثلت کی) طرح شیخ اول حضرت صاحب الروضہ (قبلہ عالم سید محمد راشد علیہ الرحمۃ) اور شیخ ثالث صاحب جھنگلا رحمہم اللہ کے درمیان ایسی مماثلت تھی کہ بال برابر فرق نہ تھا۔

ایک دفعہ حضرت والا نے اپنے شیخ (حضرت جیلانیؒ) کی زبانی بیان فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت سید السادات صاحب الروضہ (قبلہ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ) کی مجلس مبارک میں مثنوی کے بیان میں حضرت عیسیٰ اور بی بی مریم علیہم السلام کا ذکر آگیا۔ مثنوی کا پرتاثیر انداز قبلہ عالم کی صحبت مبارک کا اثر اور آپ کی باطنی توجہ نے مل کر ایسا سماں باندھا کہ ساری جماعت میں گریہ وبکا، ہاؤ ہو اور وجد کی کیفیت پیدا ہوگئی۔ اس وقت مولوی ذاکر محمد نے عرض کیا حضور! حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور بی بی مریم علیہا السلام کے ذکر مبارک سے اگر اس دور میں اتنی سوز اور گریہ وبکا کی کیفیت پیدا ہوگئی ہے تو پتہ نہیں خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ اقدس میں کیا کچھ ہوگا۔ آپ نے فرمایا مولوی! پرانے قصے بیان کرنا ہماری عادت نہیں ہے۔ حضرت عیسیٰ اور بی بی مریم علیہم السلام اب بھی موجود ہیں۔ عیسیٰ عارفِ کامل کی روح ہے جس کا ذکر ونفخت فیہ من روحی میں ہوا ہے اور مریم عارف کامل کا پاک دل ہے اس کے بعد حضرت والا نے سندھی زبان کے یہ شعر پڑھے۔

ھنجہ ھی یوئی پنھنجی جنی سال تنیا کنگ وچھا دو تحر جو ریسے
انھی رموز کی

پھر آپ نے فرمایا کہ ہنج سے مراد عارف کامل اور مرشد فاضل ہے جو نورِ وحدت سے منور اور تروتازہ ہوتا ہے اسی طرح سیل سے مراد کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف اور یہ وحدتِ ازلیکی طرف اشارہ ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:۔

marfat.com
Marfat.com

ادتاری ئلام جي تي اچي کن پيو

ڈکنگ سے مراد علمائے اہلِ ظاہر ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو عارف کامل کی ادا اور رمز سمجھتے اور اسے پالیتے ہیں ۔

برافگن پردہ تا معلوم گردد

ایک روز یہ فقیر (جامع اوراق) حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے یہ نقل بیان فرمائی کہ اندھوں کے ایک گروہ نے سنا کہ فلاں جگہ مردہ ہاتھی پڑا ہے انھوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم نے چونکہ ہاتھی دیکھا نہیں اس لیے چل کر دیکھنا چاہیے۔ چنانچہ یہ سارے چل کر ہاتھی کے پاس پہنچے ان میں سے ایک کا ہاتھ اس کے کان پر پڑا۔ دوسرے کا ہاتھ اس کی سونڈ پر، تیسرے کا اس کے دانتوں پر، چوتھے کا اس کی دم پر، پانچویں کا اس کے پاؤں پر اور چھٹے کا ہاتھ اس کے جسم پر پڑا۔ ہاتھی کو دیکھنے کے بعد جونہی یہ لوگ واپس پہنچے اور آپس میں گفتگو کرنے لگے۔ ایک کہنے لگا ہاتھی درخت کے تنے کی طرح ہوتا ہے (اس کا ہاتھ اس کی سونڈ پر پڑا تھا) دوسرے نے کہا تم نے نہیں میں نے اچھی طرح ہاتھی دیکھا ہے وہ تو چھاج (جس میں غلہ صاف کرتے ہیں) کی طرح ہوتا ہے (اس کا ہاتھ اس کے کان پر پڑا) الغرض ان میں سے ہر شخص اپنے اپنے مشاہدے کے مطابق ہاتھی کی تعریف کرتا رہا اور ہر ایک تعریف ایک دوسرے سے مختلف تھی۔ ایک بینا شخص نے یہ کیفیت دیکھی تو اندھوں کو زبانی سمجھانے کی بجائے ساتھ لے گیا اور ان میں سے ہر ایک کا ہاتھ پکڑ پکڑ ہاتھی کا پورا جسم انھیں دکھایا اور کہا بابا! تم نے ہاتھی کے کسی ایک ایک عضو کو دیکھا ہے ۔ پورا ہاتھی یہ ہے۔ اس نقل کے بعد آپ نے فرمایا کہ علمائے ظاہر نابیناؤں کی طرح ہیں اور علمائے باطن یا عارفِ کامل بینا ہیں ہاتھی سے مراد وحدت ذاتیہ ازلیہ ہے۔ علمائے ظاہر عقلی ونقلی دلائل میں حیران وپریشان ہیں اور آپس میں (نابیناؤں کی طرح) لڑ جھگڑ رہے ہیں مگر کسی ایک بات پر متفق نہیں ہو رہے ۔ عارف کامل کی رہنمائی کے بغیر یہ لوگ ہرگز وحدت ذاتی تک نہیں پہنچ سکتے۔ آپ کے بعد

marfat.com
Marfat.com

آپ نے سندھی کے یہ شعر پڑھے ۔

مُٺي هاتِي سند ومامرواجي پيومنجھ اتدَّت مـنازن

حقتن سال اکين عين ذسِن سَند وَ حانا دن بشارت

بيتا کيا

محبتِ شیخ

ایک دفعہ ایک محفل میں حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے حضرت (جیلانی سائیں) کے مریدین میں سے ایک مولوی نے اس دنیا کے فانی سے دارالبقاء کی طرف رحلت کرتے وقت اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ میرے بیٹے! میں نے اپنی زندگی میں تمہیں ان فریب کار پیروں سے رہائی دلادی ہے جو اپنے رب سے کہیں دور رہتے ہیں پس تمہارے لیے ضروری اور لازمی ہے کہ جہاں کہیں میرے حضرت (جیلانی سائیں) کی جماعت کے کسی فرد کو دیکھو انتہائی تعظیم وتکریم اور کمال ادب کے ساتھ اس کی خدمت میں حاضری دو۔ اگر سوءِ اتفاق سے یہ حالات نہ رہیں اور زمانہ ابتر ہوجائے تو بھی میرے مرشد کے روضہ مطہرہ کی زیارت اور ختم کبھی قضا نہ کرنا اس کے بعد آپ نے یہ نقل بیان فرمائی ۔

دو شکاری

دو شکاری شکار کے ارادے سے نکلے ۔ اتفاقاً دریا کے کنارے پر جا پہنچے انھوں نے دیکھا کہ دریا کے درمیان میں گٹھڑی نما کوئی چیز بہتی جارہی ہے ۔ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ تم ٹھہرو اور میں یہ گٹھڑی پکڑ لاؤں ۔ اس نے کہا آخر یہ ہے کیا چیز جس کے لیے تم دریا میں جانا چاہتے ہو ؟ پہلے شخص نے جواب دیا کہ گھی کا مشکیزہ معلوم ہوتا ہے ابھی کھینچ کر لے آتا ہوں حالانکہ وہ ریچھ تھا ۔ کیچڑ میں آلودہ ہونے کی وجہ سے دور سے مشکیزہ نظر آرہا تھا ۔ شکاری نے وہاں پہنچ کر اسے پکڑا اور اپنی طرف کھینچنے لگا ۔ ریچھ نے اسے دیکھا تو فوراً اس سے چمٹ گیا تاکہ اس کے ذریعے دریا سے باہر نکلے اب کسی وقت ریچھ اوپر ہوتا اور شکاری نیچے ۔ کسی وقت شکاری اوپر ہوتا اور ریچھ نیچے

marfat.com
Marfat.com

یہ صورت حال دیکھ کر اس نے اپنے ساتھی کو آواز دی کہ خدا کے لیے مجھے اس مصیبت سے چھڑاؤ۔ ساتھی نے کہا بھئی اگر تم سے یہ سامان نہیں کھینچا جاتا تو اسے چھوڑ کیوں نہیں دیتے ہو۔ اس نے کہا میں چھوڑنا چاہتا ہوں۔ مگر یہ بلا مجھے نہیں چھوڑتی۔ مجھے ہڑپ کرنا چاہتی ہے۔

نام نہاد مشائخ

حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اس زمانہ کے (اکثر) پیر اس ریچھ کی مانند ہیں جو اپنے آباؤ اجداد کے کشف وکرامات کے حوالے سے مخلوق کو اپنے دام فریب میں پھنسا لیتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ لوگ ہمارے دام تزویر سے نکل گئے۔ تو ہمارا گذارا کس طرح ہوگا۔ مرید کشف وکرامت کے خوف اور پیر اپنے آباؤ اجداد کے ننگ وعار کے باعث ایک دوسرے سے چمٹے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ دنیا میں ہلاکت ومصیبت کے گرداب میں پھنس کر مر جاتے ہیں۔ اور قیامت کے دن بھی شرمسار و پشیمان ہوں گے۔

راہِ مولیٰ بند نہیں ہے

ایک دفعہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے شیخ (حضرت جیلانی سائیں) اپنے مرشد سید السادات منبع السعادات صاحب الروضہ (قبلۂ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ) کے ذکر میں بیان فرمایا کرتے تھے کہ آپ نے اس دنیا سے رحلت فرماتے وقت ارشاد فرمایا

"کہ میں نے اپنے یارانِ طریقت پر پابندی عائد نہیں کی بلکہ انھیں کھلے عام اجازت دی ہے کہ اللہ جل شانہ انھیں جہاں سے ملے وہ ادھر لپکیں، راستہ بند کر کے نہ بیٹھ جائیں"۔

اس دوران ایک شخص نے حضرت (صاحب الروضہ) کی خدمت اقدس میں عرض کیا حضور! اگر طالب راہ کا شیخ اس دنیائے فانی سے رخصت ہو جائے تو طالب کو کیا کرنا چاہیے؟ آپ نے فرمایا کہ اگر اسے اپنے سلسلے میں کوئی مرد رہ ملے تو اس کی صحبت اختیار

marfat.com
Marfat.com

کرے ورنہ یہ چیز اسے جہاں نظر آئے اور اس کا دل چاہے اسے حاصل کرنے کے لیے ذرا وہاں جائیے۔

اللہ والوں کی دکانیں

دین محمد خاں کھوسہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کیا کہ قبلہ! اگر عارف کامل اس جہانِ فانی سے دار البقا کی طرف رحلت اختیار کر جائے تو اس وقت اس کے مریدین و سالکین کیا کریں اور کہاں جائیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اپنے مرشد کے خلفائے مجاز میں سے کسی کی صحبت اختیار کریں اگر مرشد کا خلیفہ مجاز کوئی نہ ہو تو پھر اپنے سلسلے کا کوئی اور بزرگ تلاش کریں اور اس سے اکتسابِ فیض کریں اگر اپنے سلسلے میں بھی کوئی بزرگ نہ ملے تو انھیں اجازت ہے جہاں انھیں کوئی اللہ والا ملے اس کی صحبت اختیار کریں ایک جگہ بند ہو کر نہ بیٹھ جائیں۔ رناقل دین محمد کا بیان ہے میں نے عرض کیا حضرت! اللہ والا اگر کسی جگہ بھی نہ ملے تو پھر کیا کیا جائے؟ آپ نے فرمایا دین محمد! تاجروں، کفش دوزوں، لوہاروں، ترکھانوں اور کمہاروں کی دکانیں تو آدم علیہ السلام کے دور سے اب تک جاری و ساری ہیں کبھی بند نہیں ہوئیں لیکن کیا عارفوں کی دکانیں بند ہو جائیں گی؟ دین محمد! اللہ والوں کی دکانیں قیامت تک بند نہ ہوں گی۔

عبادت اور حضورِ کامل

ایک روز یہ فقیر (جامع اوراق) محفلِ اقدس میں حاضر تھا کہ حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا کہ دل کے حضورِ کامل کے بغیر عبادت کرنا کولہو کے بیل کی طرح اپنے پاؤں پر گھومنے والی بات ہے ایسی عبادت کا کوئی فائدہ نہیں ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ عارف کامل کی صحبت سالکوں کو ہزاروں کوس کا فاصلہ طے کرا دیتی ہے اور بعض سالک تو بڑی تیزی سے کہیں زیادہ منزل طے کر لیتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں لاکھوں کوس طے کر لیتے ہیں کچھ دوسرے لوگ ذوق و شوق کے ساتھ اپنے شیخ کی مجلس کے واقعات بیان کر کے اس کے مریدوں سے مفت کی روٹیاں

marfat.com
Marfat.com

کھاتے رہتے ہیں اس کے علاوہ کوئی فائدہ حاصل نہیں کر سکتے کچھ اور جاہل اور بے خبر رہ جاتے ہیں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت (جیلانی سائیں رحمۃ اللہ علیہ) سفر کی صعوبت اختیار کر کے مخلوق خدا کو راہِ ہدایت اختیار کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے ایک دفعہ جماعت کے ایک فقیر نے عرض کیا قبلہ! سفر (اختیار کرنا چاہیے کیونکہ) میں آمدنی ہو گی۔ اس میں سے خرچہ منہا کر کے باقی لنگر کے مصرف میں آئے گا۔ یہ سنتے ہی آپ نے اپنی سواری کی گھوڑی فروخت کرنے کا حکم دیا گھوڑی اسی وقت فروخت کر دی گئی اور آپ نے فرمایا کہ اب میں سفر نہیں کروں گا۔ اس بات کو چھ مہینے گذر گئے کہ اتفاق سے ایک مرید صادق حاضر ہوا یہ شخص ہر ماہ دعوت کیا کرتا تھا اور اس نے عرض کیا حضور! میری والدہ ضعیف العمر اور لاچار ہے۔ اور ذکر خداوندی (بیعت) کی بے حد شائق ہے کرم فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہم آجائیں گے چنانچہ تیاری کر کے وہاں تشریف لے گئے۔ وہاں پہنچے تو لوگوں نے عرض کیا حضرت! فلاں قصبے میں ذکر الٰہی کے طالب کافی تعداد میں موجود ہیں الغرض آپ اسی بہانے سفر پر چل پڑے۔ ارادہ یہی تھا کہ شاید اسی طرح کئی لوگوں کو راہِ حق نصیب ہو جائے۔

راہِ حق میں طمع کفرِ طریقت ہے

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع اوراق) بخدمتِ اقدس میں حاضر تھا میرے حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ جماعت کے کولاچی اور تماچی درویشوں نے حضرت تجر دھنی رحمۃ اللہ علیہ (جانشین قبلہ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ) کی خدمت میں عرض کی کہ حضرت مارواڑ کی ساری مخلوق کفر میں مبتلا ہے اگر اس علاقے میں اسلام پھیل جائے تو کیا ہی اچھی بات ہے۔ آپ نے فرمایا انشاءاللہ موقع دیکھ کر بعد میں دوسری دفعہ انھوں نے عرض کیا کہ حضور! اپنے کسی خلیفہ کو حکم دیجیے کہ وہ مارواڑ کے علاقے میں جا کر لوگوں کو راہِ حق دکھلائے۔ آپ نے خلیفہ صاحب سوئی شریف والا (حضرت جیلانی سائیںؒ) کے پاس حکم نامہ بھجوایا کہ مارواڑ جاکر

marfat.com
Marfat.com

لوگوں کو راہِ حق کی تلقین کرو ۔ اس وقت ہمارے حضرت (جیلانی سائیںؒ) سوئی شریف سے دو تین کوس کے فاصلے پر تھے جونہی آپ کو مرشد زادے کا حکم نامہ ملا۔ فوراً چل پڑے کہ حکم کی تعمیل ہو۔ مارٹ کے قریب ہوئے تو آپ نے پانی کے مشکیزے سے اور دوسرے ضروری سامان سفر درست کرایا۔ اسی دوران آپ کی جماعت میں سے کسی شخص کے منہ سے نکل گیا کہ اس سفر میں ہم نے سونے چاندی کی تھیلیاں بھر لائیں گے۔ یہ الفاظ حضرت جیلانی سائیںؒ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچے تو آپ فوراً وہاں سے واپس ہوئے اور سیدھے درگاہ شریف (پیر پگارا) پہنچے حضرت سجادہ نشین کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا واقعہ عرض کیا آپ نے جواب میں فرمایا کہ خلیفہ صاحب ایسے موقعوں پر امام کی نیت پر دارومدار ہوتا ہے۔ مقتدی کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں۔ اس کے بعد حضرتِ والا نے فرمایا کہ حضرت سجادہ نشین صاحب کتنے بلند درجے کے مالک تھے۔

نگاہِ فقر کی لطافت

اس فقیر (جامع اوراق) کے والد ماجد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں موجود تھا کہ مولوی نور محمد مست بروہی حاضر خدمت ہوئے اور انھوں نے قدم بوسی کے بعد ایک روپیہ بطور نذر پیش کیا۔ میں نے عرض کیا حضور! یہ شخص بہت بخیل ہے اس کی نذر قبول نہ کرنی چاہیے آپ نے ارشاد فرمایا مولوی! نذر دینے والے کو دیکھیں یا اسے بھیجنے والے کو دیکھیں! بھیجنے والا تو اللہ جل شانہٗ ہی ہے۔

غم ہیچ ندارم کہ نہ دارم ہیچ

فقیر (جامع اوراق) کے والد ماجد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ اب کے پھر دریا کے پار سفر کا ارادہ کیے بیٹھے ہیں۔ فقیر عبدالرحیم نے عرض کیا کہ حضور! دعا فرمائیں کہ اللہ جل شانہ سفر پہ خالی ہاتھ لے جائے اور خالی ہاتھ واپس لائے۔ اتفاقاً اس سفر سے واپسی ہونے لگی تو فقیر عبدالرحیم موصوف نے حضرت والا کی خدمتِ اقدس میں عرض کیا

marfat.com
Marfat.com

کہ قبلہ! جماعت کے خرچ میں سے اٹھارہ روپے بچ گئے ہیں (واپسی ہیں) کچھ توقف فرمائیں تاکہ یہ روپے صرف ہو جائیں ایک کھلے اور وسیع میدان میں ہم لوگ اُتر پڑے۔ فقیر عبدالرحیم اس رقم سے خورد و نوش کا سامان لے آیا اور جماعت کو کھلا پلا دیا۔ وہاں سے روانہ ہو کر ہم کشتی میں سوار ہوئے تاکہ دریا پار کریں۔ مگر اتنا کچھ بھی باقی نہ رہا تھا جس سے کشتی کا کرایہ ادا کیا جاتا۔ اتفاق سے وہاں ایک زمیندار آنکلا اسے رقم کی اشد ضرورت تھی اس نے سوچا کہ جماعت تازہ تازہ سفر سے آرہی ہے کافی روپیہ پیسہ اس کے پاس جمع ہوگا اور مجھے مبلغ ایک سو روپے بطور قرض حسنہ جماعت سے مل جائیں گے اسی لالچ میں اس نے ایک روپیہ بطور نذر حضرتِ والا کے سامنے رکھا اور اپنی ساری رام کہانی کہہ سنائی ہم نے بھی اسے اپنا سارا حال سنایا وہ ایک روپیہ کرائے میں دیا گیا اور باقی کرائے کے لیے ملاحوں کو تسلی دی گئی کہ کپڑے فروخت کر کے ادا کر دیا جائے گا۔ الغرض اس طرح ہم دریا پار کر کے واپس پہنچے۔ اس کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ جماعتِ فقراء کو ایسی ہی رفاقت اختیار کرنی چاہیے۔ تاکہ سفر میں مخلوقِ خدا کو راہِ حق کی تعلیم دے سکیں مگر آج کل ایسے لوگ بہت کم ہیں۔

فقیر کی ملکیت کچھ نہیں ہوتی

ایک دفعہ ایک ایسے شخص نے جو فقراء کے احوال کی ٹوہ میں رہتا تھا۔ حضرت والا سے عرض کیا قبلہ! آپ حضرات اکثر زکوٰۃ کے متعلق وعظ و نصیحت کرتے ہیں حالانکہ زکوٰۃ کا مال تو آپکے پاس بھی موجود ہے مگر آپ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے صرف دوسروں کو ہی سمجھاتے رہتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اس فقیر پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے اس شخص نے دوبارہ اعتراض کیا کہ یہ سارے مال مویشی اونٹ گائیں، بیل، بھیڑ بکریاں وغیرہ جو لنگر میں موجود ہیں یہ آپ ہی کی ملکیت تو ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ مال میری ملکیت نہیں ہے میرا تو اپنا وجود بھی میری ملک نہیں ہے۔ اس کے بعد حضرت والا نے سوال کی مناسبت سے

marfat.com
Marfat.com

یہ نقل بیان فرمائی کہ ایک دفعہ امام مالکؒ اور امام شافعی رحمہم اللہ اکٹھے کہیں تشریف لے جا رہے تھے۔ زکوٰۃ کے ابتدائی نصاب کے بارے میں گفتگو جاری تھی اور دونوں حضرات کی رائے ایک دوسرے سے مختلف تھی۔ اتفاق سے سامنے ایک بدوی مویشی چرا رہا تھا دونوں اس بات پر متفق ہو گئے کہ متنازعہ شرعی مسئلے میں اسی بدوی کو حکم بنایا جائے۔ اس کے پاس پہنچے تو حضرت امام مالک نے اس سے زکوٰۃ کا مسئلہ پوچھا اس نے کہا امام صاحب! زکوٰۃ کے متعلق آپ کے نزدیک مسئلہ تو واقعی اس اس طرح ہے۔ البتہ میرے نزدیک مسئلہ ذرا مختلف ہے۔ امام مالکؒ نے حیران ہو کر پوچھا کہ تمہارا مسئلہ کیا ہے؟ اس نے کہا میرا مسئلہ یہ ہے کہ اس مال پر زکوٰۃ نہیں ہے اس لیے کہ یہ مال حق تعالیٰ کی ملکیت ہے اور بندہ خود بھی اسی کی ملک ہے العبد وما فی یدہ لمولاہ غلام اور اس کا مال دونوں مالک کے ہیں۔

بعد میں یہ معترض آنکھ بچا کر لنگر کے تانبے کے چند برتن چوری اٹھا کر چل دیا فقراء نے اس کا تعاقب کیا اور اسے پکڑ لائے اس شخص نے حضرتِ والا کی خدمت میں پھر وہی بات دہرائی کہ حضرت یہ مال آپ کا ہے یا نہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا بھائی! یہ سامان میری ملکیت نہیں ہے بلکہ میرا وجود بھی مری ملکیت نہیں ہے اس کے بعد وہ شخص سب کے سامنے وہ سامان اٹھا کر دوبارہ روانہ ہو پڑا اس دفعہ فقراء میں سے کسی نے اس سے کوئی تعرض نہ کیا بلکہ حضرتِ والا کے سمجھانے سے جماعتِ فقراء نے خود مال کی ملکیت سے دستبرداری اختیار کر لی۔

نفع ونقصان کا مالک اللہ ہے

خلیفہ سید تاج محمود امروٹی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ یہ فقیر خدمتِ اقدس میں حاضر تھا آپ نے مجھے مخاطب کرتے ہوئے فرمایا بیٹا! مجھے ان اہلِ علم پر تعجب ہے جو میری نسبت وہابیت کی طرف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہابی ہو گئے ہو۔ ایک دفعہ مولوی سرمد لبے نے

marfat.com

Marfat.com

کسی شخص کے ہاتھ پیغام بھجوایا کہ اپنے پاؤں کی تکلیف کے ازالے کے لیے اپنے شیخ کے مزار پر استغاثہ کیجیے۔ انھیں جواب میں کہلوایا گیا کہ مجھے میرے شیخ نے نفع و نقصان کے لیے خدا کا دروازہ دکھایا ہے کہ ہر چیز اس کی قدرت میں ہے مجھے میرے مرشد نے یہ نہیں بتلایا کہ میری رحلت کے بعد مجھ سے سوال کرنا پھر آپ نے فرمایا بیٹے! یہ حال ہے اہلِ علم کا۔

ایک بات اختیار کرنی چاہیے

خلیفہ سید تاج محمود امروٹی کا بیان ہے کہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ جو کچھ موجود ہے سب کا ظہور اسی (ذاتِ خداوندی) سے ہے۔ طالبِ صادق اور اہلِ توحید کو چاہیے کہ وہ ہر دکھ سکھ میں اسی کی طرف نگاہ رکھے۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا راہِ توحید میں دو قبلے اختیار کرنے سے یہ راستہ طے نہیں ہو سکتا یا دوست (اللہ جل شانہٗ) کی رضا کو مقدم سمجھے یا اپنی خواہش کو۔

خلیفہ سید تاج محمود امروٹی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ لوگ کس قدر آفت میں مبتلا ہیں کہ غیر اللہ کی طرف پوری توجہ رکھتے ہیں مگر اپنے خالق کی طرف اتنی (مخلوق جتنی) توجہ بھی نہیں رکھتے چنانچہ اپنے جیسے لوگوں سے فائدے کی امیدیں رکھتے ہیں حالانکہ خزانہ خداوندی سے ہر شخص اپنی ہر ضرورت پوری کر رہا ہے وہ کسی سوال اور مشقت کے بغیر ہر شخص پر اپنی رحمت نازل فرما رہا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا ان گھر یا موتی ملن منگے ملے نہ بھیکھ

(بغیر مانگے موتی مل جاتے ہیں اور بعض اوقات مانگنے سے بھیک بھی نہیں ملتی)

امام کی انوکھی تشریح

فقیر احمد الدین خلیفہ سید تاج محمود امروٹی کی زبانی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے عشاء کی نماز میں سورہ بنی اسرائیل پڑھی نماز کے بعد میں (خلیفہ صاحب امروٹی) نے عرض کیا حضور! اس آیت کے معنی کیا ہیں یَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍۭ بِاِمَامِهِمْ اور یہاں امام سے مراد کون ہے؟

marfat.com
Marfat.com

آپ نے فرمایا امام سے مراد نفس ہے یعنی اگر اس کا نفس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع ہے تو وہ شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوگا یعنی آپ کی جماعت میں شامل ہوگا لیکن اگر اس کا نفس شیطان کے تابع ہے تو اس کا امام شیطان ہوگا اور وہ شخص شیطان کی جماعت میں شامل ہوگا۔

ایک ہندو کا واقعہ فقیر عمر الدین زنگیجہ خلیفہ صاحب امروٹی کی زبانی بیان کرتا ہے کہ ایک ہندو حضرت والا کی خدمت میں بطور مہمان مقیم ہوا۔ آپ نے اسے کھانے پینے کے لیے جو برتن دلوائے ایک دن وہ برتن چوری کر کے غائب ہوگیا فقراء کو اطلاع ہوئی تو اس کی تلاش میں نکل پڑے اور اسے ڈہرکی سے چوری شدہ سامان سمیت پکڑ لائے اور اسے مسجد کے دروازے کے نزدیک باندھ کر بٹھا دیا۔ حضرت والا اشراق پڑھ کر مسجد سے باہر نکلے اور ہندو کو بندھا ہوا دیکھا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ اسے کیوں باندھا گیا ہے؟ فقراء نے عرض کیا حضور! یہ شخص لنگر کے برتن چرا کر بھاگ رہا تھا فقیر اسے ڈہرکی سے پکڑ لائے ہیں آپ نے فرمایا تم لوگ اس سے اپنے باپ کا سامان چھین لیتے اسے باندھ کر نہ لاتے (خفگی کا انداز) پھر آپ نے پوچھا کون کون سے فقیر اسے پکڑ لائے ہیں حاضرین نے ان کے نام بتائے، آپ نے فرمایا کہ انھیں جلدی بلاؤ۔ حاضرین نے عرض کیا حضور ابھی انھیں خدمتِ عالی میں پیش کرتے ہیں اتنی دیر میں اس ہندو نے عرض کیا حضور! میں مسلمان ہوتا ہوں یہ سنتے ہی اسے باندھ کر لانے والوں پر حضرت والا کا غصہ ٹھنڈا ہوگیا آپ کے چہرے سے خوشی و مسرت چھلکنے لگی ادھر فوراً مولود خوانی شروع ہوگئی حجام کو بلا لیا گیا اور ہندو کا ختنہ ہوا۔

پیر سہری کا واقعہ فقیر عمر الدین زنگیجہ خلیفہ صاحب امروٹی کی زبانی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا بلوچستان کے سفر پر تشریف لے گئے راستہ میں پیر سہری کی قبر سے گذر ہوا۔ پیر سہری کی قبر بعض بلوچ قبائل کا مرجع عقیدت ہے

marfat.com
Marfat.com

ان بلوچ قبائل کی عورتیں پیر سہری کی قبر پر جاکر سوال کرتی اور منت مانتی ہیں اگر قدرتِ الٰہی سے انھیں فرزند پیدا ہو جائے یا ان کا وہ کام ہو جائے تو یہ عورتیں اپنے بالوں کو لٹ کی صورت گوندھ کر پیر سہری کی قبر پر جاتی ہیں اور قبر کے مجاوروں سے لٹ کے یہ بال کٹوا کر پیر کی قبر کے نزدیک لٹکا دیتی ہیں۔ اتفاق سے حضرتِ والا اس قبر کے نزدیک سے گذرے تو آپ پیر سہری کی قبر پر تشریف لے گئے۔ آپ نے ختم کے لیے دعا کے ہاتھ اٹھائے تو آپ کو کشف بذریعہ معلوم ہوا کہ یہ قبر فرضی ہے اس میں کوئی میت سرے سے ہے ہی نہیں۔ چنانچہ آپ نے اٹھائے ہوئے ہاتھ فوراً نیچے گرا لیے اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھنے لگے، عبدالرحیم فقیر جو حضرت والا کے نزدیک تھا اس صورتِ حال سے باخبر ہو گیا اور اس نے باقی جماعت کو اصل حال سے مطلع کیا، یہ سنتے ہی فقرا نے لاٹھیوں سے قبر کو توڑ پھوڑ کر زمین کے برابر کر دیا، حضرت مع جماعت یہاں سے تھوڑا آگے چل کر سواریوں سے اتر پڑے اور آپ نے فرمایا کہ گھر (اُبلے ہوئے نمکین چنے) پکاؤ ہم رات یہیں بسر کریں گے، پیر سہری کے مجاوروں نے یہ حالت دیکھی تو فوراً پیر سہری کے مریدوں کو اطلاع دی کہ ایک ایسا غنیم آگیا ہے جس نے پیر سہری کا مزار توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ تھوڑی دیر میں سو سے زیادہ بلوچ گھوڑوں پر سوار ہو کر حضرت والا کے پاس پہنچ گئے جماعت کے ظاہر بین حضرات نے یہ حالت دیکھی تو کہنے لگے کہ حضرت والا نے ہمیں مروایا تو سہی مگر بے گور و کفن بھی کیا، حضرت والا نے یہ بات سُنی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے قرآن نہیں پڑھا؟

بلوچوں نے حضرت والا سے پوچھا کہ پیر سہری کی قبر تم نے توڑی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ سہری، لگاجی اور پنجو مجھے جہاں بھی ملے ہیں انھیں ہرگز نہیں چھوڑوں گا، اس لیے کہ انھوں نے تم بلوچوں کی بے عزتی کی ہے، بلوچ کہنے لگے تو آپ ہمارا بدلہ لینے آئے ہیں حضرت والا نے فرمایا انشاء اللہ میں ان سے بدلہ لے کر رہوں گا۔ تھوڑی گفتگو کے بعد آپ

marfat.com
Marfat.com

نے بلوچوں سے پوچھا کہ تمھارے پاس مال مویشی کیا ہیں، انھوں نے کہا بھیڑ بکریاں اور اونٹ، آپ نے فرمایا تم لوگ اپنے جانور (رگلے میں سے) کس طرح شناخت کر لیتے ہو انھوں نے کہا ہم نشانی کے طور پر اپنے اپنے جانوروں (ان کے جسم کے کسی حصے) کو کاٹ دیتے ہیں، حضرت والا نے ان کی (بڑھی ہوئی) مونچھوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ قیامت کے روز ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو اسی علامت (مونچھوں کی سنت) سے شناخت فرما کر دوسری امتوں سے الگ کریں گے، بلوچ کہنے لگے ہم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے محبّ ہیں بالآخر معمولی بحث و تمحیص کے بعد راضی ہو گئے اور عرض کرنے لگے حضور ہماری مونچھیں سنت کے مطابق بنا دیجئے۔ مگر ہمیں وہی راستہ دکھلائیے جو آپ نے کھوسوں (ایک اور بلوچ قبیلہ) کو دکھلایا ہے حضرت والا نے سب کو بیعت فرمایا۔ بعد میں بلوچوں نے عرض کیا حضور! ہماری دعوت قبول فرمائیں۔ آپ دعوت قبول فرما کر اس طرف چل پڑے چنانچہ ان بلوچوں کے تمام اہل و عیال بیعت ہوئے۔ کچھ دنوں بعد یہ لوگ بھرچونڈی شریف حاضر ہوئے۔ چند دن رہ کر رخصت ہوئے تو اتفاق سے ان کی چادر حضرت والا کی چادر سے بدل گئی یہ لوگ اپنے گھروں کو پہنچے تو انھیں علم ہوا کہ ہم اپنی چادر کی بجائے حضرتِ والا کی چادر لے آئے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے حضرت والا کی چادر کو رومالوں کے غلاف میں لپیٹا اور ان میں سے آٹھ آدمی اسے انتہائی احترام کے ساتھ لے کر بھرچونڈی شریف واپس آئے۔ حضرت والا نے فرمایا کہ اپنی چادر لے جاؤ اور ہماری چادر بھی واپس لے جاؤ اور جمعہ کے دن اس چادر کی زیارت کرایا کرو۔ انشاء اللہ العزیز اس چادر کے ذریعے سے اللہ جل شانہ کی محبت بڑھے گی

طریقت بجز خدمت خلق نیست

فقیر عمر الدین زنگیجہ خلیفہ صاحب امروٹی کی زبانی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے تمام جماعت کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا کہ تم میں سے جوانی میں جس شخص نے

marfat.com
Marfat.com

بہادری کا جو جو کام کیا ہے وہ بیان کرے۔ جماعت میں سے کوئی نہ بولا ہر شخص خاموش رہا۔ حضرتِ والا نے اپنا ایک واقعہ سناتے ہوئے فرمایا کہ جوانی کے زمانے میں ایک رات میں نے دیکھا کہ پانی کے مٹکے خالی ہیں۔ میں مٹکے لے کر تالاب پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ پانی کے اوپر برف جمی ہوئی ہے۔ میں نے اپنے عصا سے برف میں سوراخ کیا۔ وضو کر کے مٹکے بھرے پھر غسل کیا اور مٹکے لا کر مسجد میں رکھے۔ جماعت نے بیدار ہو کر اسی پانی سے وضو کیا۔

اللہ والوں کے قدم

فقیر عمر الدین زنگیجہ خلیفہ صاحب امروٹی کی زبانی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ دو عورتوں نے جو باہم ہمشیرگان تھیں حضرتِ والا کی دعوت کی۔ اتفاق سے اس موقع پر حضرتِ والا کے مرشد کریم (حضرت جیلانی رح) بھی اسی قصبے میں موجود تھے حضرت والا نے آتے ہی پوچھا کہ میرے شیخ کو بھی تم نے دعوت دی ہے یا نہ۔ عورتوں نے جواب دیا حضور! ہم نے تو آپ کو دیکھا ہے آپ نے انھیں دیکھا ہے ہم نے آپ کی خدمت میں دعوت پیش کی ہے انھیں ہماری طرف سے آپ خود دعوت دیں۔ آپ نے پوچھا گھر میں اناج کتنا موجود ہے؟ انھوں نے عرض کیا حضور! تقریباً پندرہ سیر۔ آپ نے فرمایا پانچ سیر کا شیرہ (گندم کا دلیہ جو میٹھا پکایا جاتا ہے) تیار کر لو اور باقی آٹا۔ دعوت کا انتظام شروع کر دو، میں ابھی آتا ہوں۔ حضرت والا واپس تشریف لے گئے تو آپ نے ان عورتوں سے فرمایا "کہ جب طعام تیار ہو جائے تو مجھے اطلاع کر دینا"۔ تھوڑی دیر بعد دونوں عورتیں حاضر ہوئیں کہ طعام تیار ہو گیا ہے۔ آپ نے اپنی چادر عنایت فرمائی کہ اسے طعام پر ڈال دیا جائے اور جماعت میں تین تین آدمیوں کی ایک ایک ٹولی بنا کر روٹی اور حلوہ کی تقسیم شروع کی جائے ہر ٹولی کو تین تین روٹیاں دی جائیں اس طرح دو سو بیس آدمیوں میں کھانا پہنچا دیا گیا تھوڑی دیر بعد آپ کو اطلاع دی گئی کہ جماعت نے کھانا کھا لیا ہے، آپ نے فرمایا اب ہمسایے اور کارندے کھائیں

marfat.com
Marfat.com

یہ لوگ بھی کھا کر فارغ ہو گئے تو آپ کی خدمت میں اطلاع کی گئی کہ حضور! تمام لوگ فارغ ہو گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا اب تم کھاؤ انھوں نے کہا ہم دو بہنیں ہیں اور صرف آپس میں دو کا کھانا خلافِ سنت ہے۔ اتنے میں چند اور آدمی جو باہر گئے ہوئے تھے واپس آ گئے اتفاق سے ان میں سے ایک عورت بھی چنانچہ تینوں عورتوں نے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا اس کے بعد ان عورتوں نے اپنے قصبے کے لوگوں سے کہا اب تم دعوت کرو خرچہ ہم دونوں بہنیں دیں گی۔ چنانچہ اہلِ قصبہ نے دعوت کی حضرتِ والا کو حقیقتِ حال کا پتہ چلا تو آپ نے ان عورتوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ لوگوں نے ہمیں کس لیے اتنی دیر روک لیا؟ عورتیں عرض کرنے لگیں ہم حضور پر قربان جائیں۔ بکریوں کی چار مینگنیاں جہاں جمع ہو جاتی ہیں وہاں سبزی اور فصل کو چار چاند لگ جاتے ہیں اور جہاں اللہ والوں کے قدم آ جاتے ہیں وہاں رب کی رحمت برسنے لگتی ہے۔

فقیر دریا خاں اور خیر محمد کی حاضری

فقیر عمر الدین زنگیجہ خلیفہ صاحب موٹی کی زبانی بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ فقیر دریا خاں (معروف مجذوب سندھی شاعر) اور صوفی خیر محمد (سندھی شاعر) بھر چونڈی شریف کے نزدیک اپنے مریدوں میں آئے وہاں سے حضرتِ والا کی ملاقات کی خاطر بھر چونڈی شریف حاضر ہوئے چونکہ نماز کا وقت تھا حضرتِ والا نے انھیں نماز کی دعوت دی دریا خاں کہنے لگا قبلہ! ہم ہمیشہ نماز میں ہیں۔ آپ نے فرمایا تمھاری بات درست ہے مگر تمھارے تمام اعضاء اس نعمت سے محروم ہیں انھیں بھی اس نعمت سے بہرہ ور کرنا چاہیے۔ انھوں نے نماز پڑھی نماز کے بعد حضرتِ والا نے جماعت کے فقیر کو قینچی لانے کا اشارہ فرمایا آپ نے قینچی ہاتھ میں لے کر دریا خاں کی مونچھیں سنت کے مطابق بنانے کا ارادہ کیا مگر دریا خاں اس پر آمادہ نہ ہوا۔ صوفی خیر محمد اسے کہنے لگا! دَرُو! اندھے ہو گئے ہو کیا؟ ہاتھ (قینچی والا) نہیں پہچانتے ہو ہاتھ کس کا ہے؟ یہ سنکر دریا خاں نے منہ حضرتِ والا کے

marfat.com
Marfat.com

سامنے کردیا آپ نے اس کی مونچھیں درست کیں اور فرمایا تم لوگوں نے اسلام میں ایسی رخنہ اندازی کی ہے کہ اگر میری حکومت ہو تو تم ایسے لوگوں کا منہ کالا کر کے گدھے پر سوار کراؤں اور اس طرح ذلیل و خوار کروں۔ دریا خان نے کہا حضرت! ساری سفید آنکھ میں سیاہی کے ایک نکتے کی بدولت سارا جہاں نظر آتا ہے اگر آپ جیسے مرد راہ نے وڈو کا سارا منہ کالا کر دیا تو اس کے سامنے تو دو جہاں روشن ہو جائیں گے۔

رخصت لے کر یہ حضرات روانہ ہونے لگے تو انھوں نے دیکھا کہ جماعت کا ایک فقیر قرآن کی تلاوت میں مشغول ہے دریا خاں کہنے لگا جس طرح اس فقیر کے کپڑے کالے ہیں اسی طرح قرآن کے حرف بھی کالے ہیں اس فقیر کا دل بھی تو اسی طرح کالا ہو گا۔ فقیر نے جواب میں کہا، سیاہ حروف سے میرا واسطہ نہیں ہے میں تو سیاہ حروف کے درمیان واقع سفیدی کا مطالعہ کر رہا ہوں۔ دریا خاں نے بات بڑھانا چاہی مگر صوفی خیر محمد اسے کہنے لگا بیوقوف! بک بک نہ کرو، فقیر کی بات سمجھتے نہیں ہو تو بات کیوں کرتے ہو؟

مجذوب مؤذن

فقیر عمر الدین زنگیجہ خلیفہ صاحب امروٹی کی زبانی بیان کرتا ہے کہ حضرت والا کی خدمت میں ایک مجذوب رہا کرتا تھا ایک دفعہ اس نے بے وقت مسجد میں اذان دے دی، مقررہ مؤذن نے اسے منہ پر تھپڑ مارا کہ تم نے بانگ کیوں دی ہے؟ مجذوب آزردہ خاطر روتا ہوا حضرتِ والا کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے لگا کہ مؤذن نے اذان دینے پر مجھے تھپڑ مارا ہے۔ آپ نے فرمایا یار! مسجد اسی مؤذن کی ہے اس نے ہی بنائی ہے نہ تو نے بنائی ہے اور نہ میں نے۔ تیرا اور میرا تو یہ باغ ہے۔ اگر وہاں ہمیں کسی نے روکا تو ہم بھی اسے تھپڑ ماریں گے تو چل اور اپنے باغ میں اذان کہہ، اگر وہاں کوئی شخص تیرا نام لے تو میں اسے سزا دوں گا! وہ مجذوب فوراً باغ میں پہنچا اور اذان کے بعد کہنے لگا اب کوئی مجھے بانگ سے منع کر دکھائے تو اس کی خبر لوں پھر حضرتِ والا نے مؤذن کو بلا کر تنبیہ فرمائی اور فرمایا تمھیں شرم نہ آئی کہ اس مسکین

marfat.com
Marfat.com

مجذوب نے خانہ خدا میں اذان دی اور تم نے اسے تھپڑ مارا۔

جامِ جہاں نما

فقیر عمرالدین زنگیجہ خلیفہ صاحب امروٹی کی زبانی بیان کرتا ہے کہ ایک شخص نے حضرتِ والا کو جماعت سمیت دعوت پیش کی آپ دعوت پر پہنچے تو وہ شخص جماعت (کثرت) کو دیکھ کر کچھ پریشان ہو گیا۔ حضرتِ والا تھوڑی دیر بیٹھے دعا فرمائی اور رخصت لے کر روانہ ہو پڑے اس شخص نے عرض کیا حضور! طعام تو تناول فرمائیں۔ آپ نے فرمایا کس لیے؟ تم نے مجھے طعام کی دعوت تو نہیں کی تھی تم نے بلایا ہم آگئے بلانے کا حق ادا ہو گیا اب ہم جا رہے ہیں یہ کہہ کر آپ روانہ ہو گئے۔

گلوبند

خلیفہ صاحب امروٹی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں محفلِ اقدس میں حاضر تھا کہ ایک عورت نے آکر عرض کیا حضور! میرا گلوبند (ایک زیور) ہمسائیگان میں سے کسی نے چوری کر لیا ہے خدا کے لیے مہربانی فرمائیں (دعا فرمائیں کہ واپس ہو جائے) آپ نے اس کی طرف دیکھ کر فرمایا بیٹیا! ہم سب کا گلوبند لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہے۔

احترامِ سادات

فقیر پیر محمد لانگری کا بیان ہے کہ ابتدائی ایام میں ایک مسکین سید اپنی گھوڑی سمیت حضرتِ والا کی خدمت میں رہا کرتا تھا یہ سید صاحب صرف اپنی گزر بسر کی خاطر یہاں رہا کرتا تھا اتفاق سے ایک دفعہ لنگر عالیہ میں گھاس موجود نہ تھا۔ سید صاحب مذکور روزانہ گرد و نواح سے حضرت والا کے نام پر گھوڑی کے لیے چارہ مانگ لاتا۔ یہی وجہ تھی کہ خلیفہ میاں فیض اللہ اس مسافر سید پر ناراض رہتا تھا ایک دفعہ فقراء نے حضرتِ والا کی خدمت میں بہ طور شکایت سید صاحب کی گدائی کا سارا حال بیان کیا۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ سید صاحب مسکین اور مسافر ہے اگر وہ اس فقیر کے نام پر لوگوں سے کچھ لے لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں کہ یہ فقیر اُن (اہلِ بیت) کے در کا معمولی غلام ہے۔ اتفاق کی بات کہ ایک دن خلیفہ میاں فیض اللہ اس مسکین سید پر سخت

marfat.com
Marfat.com

غضبناک ہو گیا اور اس نے جوش میں آ کر سید صاحب کو لاٹھی دے ماری جس سے سید صاحب کے منہ سے خون جاری ہو گیا۔ سید صاحب نے تکلیف کی وجہ سے روتے ہوئے حضرت والا کی خدمت میں سارا حال عرض کیا آپ سخت خشمناک ہوئے مگر چپ رہے تھوڑی دیر بعد فقراء میں سے کسی نے پوچھا قبلہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اب آپ نے انتہائی جوش اور غصے سے فرمایا کہ میں فیض اللہ کی کھال ادھیڑ لیتا۔ مگر کیا کروں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے روکتے ہوئے فرمایا کہ اس معاملے میں تیرا (حضرت والا کا) کوئی کام نہیں ہم قیامت کے دن اپنے مسکین سید کا بدلہ فیض اللہ سے خود لیں گے۔ آپ نے فرمایا میں اسی لیے خاموش ہو گیا ہوں۔

شیخ کی خدمت میں حاضری کیسے دی جائے

فقیر محمد خاں کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا اپنے شیخ (حضرت جیلانیؒ) کی خدمت اقدس میں بیٹھے تھے کہ کوئی شخص ہدیہ لے آیا ایک درویش وہ ہدیہ لیکر جماعت میں تقسیم کرنے لگا۔ ہر شخص کو اپنا اپنا حصّہ دیتا گیا جب حضرتِ والا کی باری آئی تو تقسیم کرنے والے کی بسیار کوشش کے باوجود آپ نے اپنا حصّہ نہ لیا۔ یہاں تک کہ آپ نے سر بھی اوپر نہ اٹھایا آخر اس تقسیم کرنے والے فقیر نے حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں شکایت کی مگر آپ خاموش رہے بعد میں حضرتِ والا کی محفل میں یہ گفتگو چلی تو آپ نے فرمایا میرے بھائی اصل قصّہ یہ ہے کہ اپنے شیخ کے حضور تمام خواہشات کو دور کر کے بیٹھنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص ایسا نہیں کرتا تو وہ شیخ کی حاضری کے فیض سے محروم اور بے بہرہ ہے۔

ظاہر و باطن کی ہم رنگی

اس کے بعد آپ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ ایک وزیر بادشاہ کے حکم کا اس قدر پابند اور فرمانبردار تھا کہ اس نے گویا اپنے کو بادشاہ کے حکم میں فنا کر دیا تھا۔ وہ بادشاہ کا ایسا

marfat.com
Marfat.com

عاشق تھا کہ ہر وقت بادشاہ کے حضور حاضر رہتا ایک لمحے کے لیے بھی بادشاہ کی آنکھ سے دور نہ ہوتا، ایک دن بادشاہ کو وزیر کے امتحان کا موقع مل گیا۔ ہوا یوں کہ اعلان ہوا کہ آج بادشاہ شہر سے گزرے گا۔ تمام امیر، وزیر یا پیادہ بادشاہ کے حضور حاضر ہوں اور تمام لوگ انتہائی ادب کے ساتھ کھڑے ہو جائیں بادشاہ گھوڑے پر سوار ہو کر شہر کے ایک چوراہے پر رُک گیا۔ تمام شہری، امیر اور وزیر بادشاہ کے حکم کی پابندی کرتے ہوئے بادشاہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو گئے۔ وہ عاشق وزیر بھی دوسرے لوگوں کی طرح موجود تھا اس کی نگاہ بادشاہ کے چہرے پر تھی کہ عاشق کو محبوب کے دیدار کے بغیر اور کوئی غرض ہوتی نہیں اتفاق کی بات کہ جہاں یہ وزیر کھڑا تھا ساتھ والے مکان کی دیوار سے ایک سانپ نکلا اور وہ وزیر کے قدموں سے اوپر کو چڑھنے لگا اور اس کے سینے تک پہنچ گیا۔ وزیر نے معلوم کر لیا کہ سانپ خطرناک ہے چنانچہ اس نے اپنی نگاہ تو بدستور بادشاہ کے چہرے پر رکھی مگر خیال اور توجہ سے جھپٹ کر سانپ کا سر ہاتھ میں پکڑ کر اسے دور جھٹک دیا۔ بادشاہ نے جونہی یہ کیفیت دیکھی وزیر کو عہدے سے ہٹا دیا اور اسے اپنے الطاف و اکرام سے محروم کر دیا، اور اسے کہا کہ تم میرے عشق کے دعوے میں سچے نہیں ہو لہٰذا میری حاضری کے لائق بھی نہیں ہو اس کے بعد آپ نے فرمایا اگر ظاہر حاضری میں اور باطن کہیں اور ہو تو کیا فائدہ؟

حرص و ہوس

ایک دفعہ حضرت والا کی محفل اقدس میں عورتوں اور مردوں کے حرص و ہوس کی بات چل پڑی آپ نے ارشاد فرمایا کہ عورتیں مردوں سے چالیس گنا زیادہ حریص ہیں اگر انھیں ہر قسم کے زیورات، کپڑے اور عیش و عشرت کے اسباب میسر ہوں تو بھی زیادہ کی طالب رہتی ہیں اور ہمیشہ بے شکر، بے صبر اور بے رحم ہوتی ہیں۔ اسی طرح یہ اکثر بے روزہ، بے نماز اور غیر ساجد ہوا کرتی ہیں، اس کے بعد حدیث مبارک کا یہ واقعہ بیان فرمایا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت کریمہ تھی کہ وضو اور سنتیں کاشانۂ اقدس میں ادا فرماتے فقط فرائض مسجد میں پڑھتے۔ ایک روز اتفاق سے آنحضور

marfat.com
Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ہمراہ سنتیں ادا کر کے فرضوں کی خاطر مسجد کی طرف تشریف لا رہے تھے کہ راستہ میں پڑا ہوا ہڈی کا ایک ٹکڑا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں چبھ گیا آپ کو خوف محسوس ہوا کہ کہیں وضو نہ ٹوٹ جائے ۔ اسی حال میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے حضور منت مانی کہ اگر اسی وضو کے ساتھ مجھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھنے کی توفیق مل گئی اور میرا یہ وضو قائم رہا تو میں اس ہڈی کے برابر سونا فقیروں میں تقسیم کروں گا ۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس بزرگ صحابی کی یہ دعا قبول فرمالی ۔ نماز پڑھنے کے بعد نذر واجب ہوگئی آپ کسی کو اطلاع دیئے بغیر فوراً تشریف لے گئے اور اندازے سے ہڈی کے برابر سونا پلڑے میں رکھا ۔ مگر ہڈی کا وزن بھاری رہا اس اندازے سے سونا دوگنا کیا تو بھی ہڈی وزنی ثابت ہوئی اپنے اندازے کے مطابق سونے کو سہ گنا کیا مگر پھر بھی ہڈی کا پلڑا بھاری تھا وزن کرنے والا اور منت ماننے والا دونوں حیرت میں آگئے اور دونوں اٹھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا آپ نے اپنے دستِ مبارک سے ہڈی ایک پلڑے میں ڈالی اور اس کے بدلے میں دیا جانے والا سونا دوسری طرف ۔ البتہ آپ نے مٹی کی ایک چٹکی ہڈی پر ڈال دی ۔ ۔ وزن کیا گیا تو سونا ہڈی کے برابر نکلا صحابہ کرام نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا کہ حضور اس سارے واقعے کی اصلیت سے ہمیں آگاہ فرمائیں ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ ہڈی ایک ایسی حریص عورت کے جسم کی ہے جس کے جسم کا رواں رواں حرص میں مبتلا تھا الغرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی وجہ سے صحابہ کرام اس معاملے کی حقیقت تک پہنچے ۔

ضمیر منیر دوست

فقیر خان محمد کا بیان ہے کہ یہ فقیر ابتداء میں حضرتِ والا کی خدمت میں قرآن پڑھنے کی خاطر حاضر ہوا آپ کی بارگاہ میں باریابی نصیب ہوئی تو آپ نے فرمایا درویشں! یہاں روٹی نہیں ہے البتہ جوار کا ملیدہ یا کبھی کبھار

marfat.com

Marfat.com

سوکھی روٹی کے ٹکڑے مل سکیں گے میں نے عرض کیا حضور! مجھے قبول ہیں کچھ عرصہ گذرا تو میرا دل اداس ہوگیا اور میں نے روانگی کا ارادہ کیا ایک درویش سے میں نے کہا کہ مجھے حضرتِ والا سے اجازت لے دو۔ یہ درویش حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا اور میری طرف سے اجازت طلب کی مگر رخصت نہ ملی۔ ایک روز حضرتِ والا کا سامنا ہوا تو آپ نے فرمایا اے درویش! تجھے پٹن منارہ کے شلغم اور قصبے لکھن کا دہی یاد آیا ہے حضرت والا کے اس فرمان سے مجھے ایسی شرم دامن گیر ہوئی کہ میں نے کوئی جواب نہ دیا۔ کچھ دنوں بعد آپ نے پھر ارشاد فرمایا کہ سناؤ بھئی اب بھی پٹن منارہ کے شلغم اور لکھن کا دہی یاد آتا ہے کہ نہیں؟ میں اس دفعہ بھی خاموش رہا۔ مجھے جواب کی مجال نہ ہوئی۔ کچھ دنوں بعد آپ نے تیسری بار پھر وہی بات دہرائی۔ اب کے میں نے اپنے دل میں ان چیزوں کے خیال سے توبہ کی اور دل میں عہد کیا کہ آیندہ کبھی ان چیزوں کا دل میں خیال تک نہ لاؤں گا۔ میں نے توبہ کرلی تو پھر آپ نے بھی کبھی اس کا اعادہ نہ کیا۔

اسی ناقل کا بیان ہے کہ اتفاق سے ایک روز پھر میرے دل میں روانگی کا خیال پیدا ہوا۔ آپ نے اس فقیر کی طرف رُخ کرتے ہوئے فرمایا فقیر! تم جا رہے ہو مگر یہ تو بتاؤ جاؤ گے کہاں؟ اس فرمان کی برکت کا ایسا اثر ہوا کہ میرے دل سے جانے کا خیال نکل گیا اور مجھے صبر آگیا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ! حضرتِ والا کی کیسی عجیب عادتِ کریمہ تھی کہ باطنی نگاہ سے طالبوں کے دل کا جائزہ لے کر اس کے مطابق عمل فرماتے تھے۔

اللہ والوں کی اپنی کوئی چیز نہیں

فقیر خان محمد مؤذن کا بیان ہے کہ حضرتِ والا کے زمانۂ اقدس میں دستور تھا کہ رمضان المبارک کے مہینہ میں تمام درویشوں کے پاس اپنے اپنے پیالے ہوتے تھے افطار کے وقت ہر درویش اپنی افطاری کا سامان اسی پیالے میں لے لیتا اور افطار کرتا۔ ان دنوں صاحبزادہ والا تبار (شیخ ثانی ہادیٔ گمراہاں حضرت حافظ محمد عبداللہ قدس سرہ العزیز)

marfat.com
Marfat.com

میاں صاحب سجادہ نشین جو دس سال کی عمر کے تھے بھی دوسرے فقراء کی طرح اپنے ہاتھ میں پیالہ لیے کھڑے تھے آپ نے صاحبزادہ سے پوچھا کہ تم نے یہ پیالہ کیوں اٹھایا ہے انھوں نے عرض کیا افطاری کے سامان میں سے اپنا حصہ لینے کی خاطر۔ آپ نے حکم دیا کہ عبداللہ! یہ پیالہ جو تم نے اپنے نفس کی خاطر اٹھایا ہے اسے ٹکڑے ٹکڑے کردو۔ صاحبزادہ صاحب پیالہ کو توڑنے کی خاطر اُٹھے اتنے میں ایک معمر فقیر نے عرض کیا حضور! آیندہ یہ (صاحبزادہ صاحب) اپنے نفس کیلیے پیالہ ہرگز نہ اٹھائیں گے بلکہ مسکینوں اور درویشوں کی خدمت کے ارادے سے اٹھائیں گے اسی وقت سجادہ نشین صاحب نے اپنی نیت درویشوں کی خدمت کے لیے کی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہر شخص کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی ہر چیز مسکینوں کے لیے وقف کرنے کی نیت کرے اور پھر اس سے فائدہ اٹھائے اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو اس کے لیے اس چیز سے نفع حاصل کرنا حرام ہے اور نہ ہی اس سے دوسروں کو فائدہ پہنچے گا۔

جماعت کے ساتھ محبت

ایک دفعہ حضرتِ والا قضائے حاجت کے لیے جنگل کی طرف تشریف لے جانے لگے اس موقع پر شفیع محمد فقیر نے وطن واپس جانے کی اجازت طلب کی کچھ اور درویش بھی اجازت حاصل کرنے کے لیے تیار تھے۔ حضرتِ والا نے شفیع محمد سے فرمایا کہ تم رخصت لینا چاہتے ہو تاکہ اپنی والدہ کے پاس پہنچو، مگر ذرا پہلے یہ بوٹی (ریت سے تازہ پیدا شدہ معمولی جڑوں والی کوئی بوٹی) اکھاڑ کر میرے حوالے کردو۔ شفیع محمد نے فوراً اسے پکڑ کر جڑوں سمیت کھینچ لیا اور حضرتِ والا کی خدمت میں پیش کی۔ پھر آپ نے فرمایا اچھا اب اس کنڈی کے درخت کو بھی اسی طرح زمین سے نکال لو۔ اس نے شاخوں کو پکڑ کر ہر چند کھینچا مگر کامیاب نہ ہو سکا عرض کرنے لگا۔ قبلہ یہ (درخت) کانٹے دار ہے مشکل سے کھلے گا۔ آپ نے فرمایا کہ فقرا میں سے جو شخص اجازت طلب کرتا ہے اس سے مجھے ایسے تکلیف محسوس ہوتی ہے

marfat.com
Marfat.com

جیسے تھیں کنڈی کے درخت کو کھینچتے وقت ہوئی مگر میری یہ حالت قدیم درویشوں کی اجازت کے وقت ہوتی ہے البتہ جو لوگ نئے نئے آتے ہیں اور واپس چلے جاتے ہیں ان کے جانے سے اتنی معمولی تکلیف ہوتی ہے جتنی بچھے بوٹی نکالتے وقت ہوئی۔

ریوڑ کی حفاظت مالک کے ذمے ہوتی ہے

خان محمد فقیر کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا بھرچونڈی شریف کی مسجد میں تشریف فرما تھے۔ طالبانِ معرفت اور سالکان معرفت پروانوں کی طرح جمع تھے۔ توحید و معرفت کی روح پرور باتیں ہو رہی تھیں کہ اتنے میں حضرت صاحب الروضہ (قبلہ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ) کے عاشقوں اور حُرّوں میں سے ایک شخص حاضر ہوا۔ حضرتِ والا نے اس کی مناسبت سے حضرت صاحب الروضہ رحمۃ اللہ علیہ کی تعریف و منقبت شروع کردی۔ آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب الروضہ رحمۃ اللہ علیہ سفر کے دوران جیسلمیر کے علاقے میں ایک جگہ قیام پذیر ہوئے اس علاقے کے لوگوں کو حضرت صاحب الروضہ سے ایسی عقیدت و محبت تھی جو بیان میں نہیں آسکتی ان لوگوں میں سے ایک جماعت پیر سائیں رحمۃ اللہ علیہ کے لیے رات کی خدمت اور حاضری پر مقرر ہوئی۔ یہ لوگ حضرت مرشد علیہ الرحمۃ کی خدمت اقدس میں حاضر تھے کہ ان کے ایک سر برآوردہ شخص نے عرض کیا حضور جماعت کے درویشوں نے اپنے آپ کو اونٹوں کے بوروں کی طرح طعام سے بھر لیا ہے اور وہ اس طرح پڑے ہیں جیسے مردہ ہوں ان میں سے کوئی شخص بھی رات کے وقت نگہبانی کے فرائض انجام نہیں دے رہا۔ حضرت صاحب الروضہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میرے بھائی اونٹوں اور بوریوں کی حفاظت جت (اونٹوں کے مالک) پر ہوا کرتی ہے اونٹ اور بورے اپنی نگہبانی آپ نہیں کیا کرتے ان کا جت (مالک) تمھارے پاس (بیدار) موجود ہے۔

فقیر خان محمد مؤذن کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک رئیس آدمی فقیر عبدالرحیم سے

marfat.com
Marfat.com

پوچھنے لگا کہ تم سارے لوگ (جماعت کے فقراء) اپنے شیخ کی خدمت کے لیے ہر وقت تیار اور ان کے حکم کے منتظر رہتے ہو تم میں سے ہر ایک کی کتنی ماہانہ تنخواہ یا عطیہ مقرر ہے فقیر عبدالرحیم نے (از راہِ تفنن) جواب دیا کہ جو لوگ سوار ہیں ان کے عطیات روزانہ ان میں سے ہر شخص کے سر پہ دس جوتے اور جو پیدل ہیں ان کے لیے پانچ پانچ جوتے مقرر ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے۔ وہ امیر آدمی کہنے لگا مذاق کرتے ہو یا سچ کہتے ہو فقیر عبدالرحیم نے کہا میں سچ عرض کرتا ہوں۔

مرید بمنزلہ اولاد ہیں

فقیر خان محمد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک عربی شخص حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے آپ سے پوچھا حضرت آپ کے صاحبزادے کتنے ہیں؟ آپ نے (جماعت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) فرمایا یہ سارے میرے بیٹے ہیں۔ اس شخص نے پوچھا حضرت! یہ مختلف ماؤں کے بطن سے ہیں۔ آپ نے فرمایا ہاں۔ فقراء اس وقت اپنے اپنے اوراد و اشغال میں مصروف تھے۔ اس شخص نے پھر عرض کیا حضور! ہماری اولاد اپنے والدین کا کسب اختیار نہیں کرتی مگر یہ سارے اپنے کام میں مستعد ہیں آپ نے فرمایا بعض فرزند صالح ہوتے ہیں اور بعض بدبخت۔ میرے یہ فرزند سب کے سب صالح ہیں۔

فقراء کا باہمی ربط کیسا ہونا چاہیے

فقیر خان محمد کا بیان ہے کہ حضرتِ والا نے یہ نقل بیان فرمائی کہ ایک دفعہ حضرت جیلانی سائیں رحمۃ اللہ علیہ فقراء کی جماعت کے ساتھ ساون کے مہینے میں جبکہ دریا کا پانی زوروں پر ہوتا ہے کشتی میں سوار ہو کر دریا کے پار ترکھانوں کی دعوت پر تشریف لے جا رہے تھے راستے میں پانی کے درمیان ایک جگہ آپ نے ملاح کو کشتی روکنے کا حکم دیا۔ کشتی اسی وقت روک دی گئی اتفاق سے اس جگہ واقع ایک درخت پر بڑی بڑی چیونٹیاں پانی میں غرق ہونے کے خوف سے آپس میں ایک دوسرے سے چمٹی ہوئی

marfat.com

Marfat.com

تھیں ۔ اور یہ منظر بھڑوں کے چھتے کا سماں پیش کر رہا تھا ۔ حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا اے درویشوں کی جماعت ! یہ چیونٹیاں کم از کم دو تین مہینوں سے اسی حالت میں ہیں تمہارا کیا خیال ہے یہ کیا چیز کھا کر زندہ ہیں حالانکہ ان کے اردگرد تو سارا پانی ہے درویشوں میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا ۔

آپ نے ارشاد فرمایا میرے عزیزو! ان کی خوراک اور غذا ان کی باہمی محبت اور آپس کی محبت ہے اسی وجہ سے تو یہ ایک دوسرے سے چمٹی ہوئی ہیں انھیں خوراک و غذا کا احساس تک نہیں ہے پس طالبانِ راہ کو چاہیے کہ وہ ان سے نصیحت حاصل کریں اور اطاعتِ الٰہی پر ہر وقت کمر بستہ رہیں نیز اس راہ میں اپنے اندر ایسی محبت اور یکجہتی پیدا کریں کہ ان کے سر میں کسی دوسرے خیال کا گزر تک نہ ہو ۔

آپ کی قرأت کی پہچان

فقیر خان محمد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا ایک کفش دوز کی دعوت پر بخاری واہ کے کنارے اترے وہاں سے میاں گوجہ قریب تھا چنانچہ حضرت والا بزرگوں کے مزارات کی زیارت اور ایصالِ ثواب کی خاطر خانقاہ پر تشریف لائے مغرب کی نماز کا وقت تھا آپ نے امامت فرمائی آپ نے قرآن مجید کی قرأت پڑھی تو میاں صاحب کے مدرسے کے ایک شاگرد نے جو پہلے بھی حضرت والا کو جانتا تھا قرأت سے آپ کو اچھی طرح پہچان لیا اور دوڑ کر اس نے خانقاہ کے بزرگوں کو اطلاع دی کہ حضرت قبلہ بھرچونڈی شریف والے بزرگ خانقاہ میں تشریف لائے ہیں بزرگوں نے یہ سنتے ہی مع جماعت فوراً حضرتِ والا کی خدمت میں حاضری دی اور دعوت پیش کی ۔ اتفاق سے رات بھی ہو گئی تھی آپ نے پیچھے رہ جانے والی جماعت کو بھی بلوا لیا چنانچہ ان صاحبزادگان نے دو دن تک حضرتِ والا کو اپنے پاس ٹھہرایا ۔

marfat.com
Marfat.com

خاکپائے درویشاں

فقیر خان محمد مؤذن کا بیان ہے کہ حضرتِ والا امام بخش خان مزاری کی دعوت پر ان کے ہاں تشریف لائے تو اس موقع پر ایک ضعیف العمر اور عاجز خاتون نے بھی دعوت کے لیے عرض کیا یہ مائی حضرتِ والا سے بیعت بھی حضرتِ والا نے جماعت کو اس مائی کی دعوت پر روانہ کیا اور خود اپنی عادت کریمہ کے مطابق فقراء کے پیچھے پیچھے چلنے لگے۔ فقراء کی جماعت بڑی سڑک پر پہنچی تو فقراء کے قدموں کی گرد اڑی جماعت میں سے ایک خلیفے نے جماعت کو اشارہ کیا اور کہا جماعت بکنارہ اختیار کر کے چلو کہ حضرت پر گرد پڑ رہی ہے اس وقت حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ چلو چلو اللہ والوں کے قدموں کی دھول رحمت ہے یہ مٹی میری پسندیدہ خاطر ہے اور میں اس سے بے حد خوش ہوں۔

مرشد کے گاؤں کا ادب

فقیر خان محمد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا کے حکم سے میں جماعت کے ساتھ گندم کی کٹائی پر گیا سوءِ اتفاق کہ اس فقیر اور اسماعیل خان افغان کا آپس میں جھگڑا ہو گیا اور معاملہ یہاں تک بڑھا کہ میری کافی مار پٹائی ہوئی یار محمد خان افغان نے خدا ترسی کرتے ہوئے میری طرف سے اس کے ساتھ پنجہ آزمائی شروع کر دی۔ دونوں طرف آدمی تنومند اور مضبوط تھے جم کر لڑنے لگے معاملہ اس قدر زیادہ ہو گیا کہ حضرتِ والا کے کانوں تک شور و غوغا پہنچا۔ آپ تشریف لائے اور شرع شریف کے مطابق اصل واقعے کو دیکھا جانچا مزید تحقیق فرمائی اور حکم فرمایا کہ یار محمد اور خان محمد تم دونوں خانقاہ سے نکل جاؤ۔ چنانچہ آپ کے حکم کے مطابق ہمیں خانقاہ سے نکال دیا گیا مگر کچھ دنوں بعد آپ نے یار محمد خاں کو واپس بلوا لیا تھوڑی دیر بعد میں بھی راستہ سے واپس آگیا اس لیے کہ فقراء کو تو صرف ہمیں نکال دینے کا حکم تھا یہ حکم نہیں تھا کہ اگر ہم لوگ واپس آجائیں تو بھی ہمیں نہ آنے دیا جائے اس کے بعد تین دفعہ حضرتِ والا نے مجھے نکلوایا جونہی آپکی نگاہ پڑتی مجھے نکلوا دیتے میں پھر واپس آجاتا،

marfat.com
Marfat.com

اتفاقاً حضرتِ والا اپنے شیخ کے مزار کی زیارت کی خاطر سوئی شریف تشریف لائے وہاں ایک سید صاحب مجاور تھے میں نے ان کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرتِ والا مجھ سے ناراض ہیں میں کیا کروں ؟ اس نے کہا آپ واقعی ناراض ہیں مگر ان لوگوں کی ظاہری ناراضگی سے زیادہ فکرمند نہیں ہونا چاہیے میں نے مجبور ہو کر ایک دوسرے درویش کو اپنی درد بھری کہانی سنائی اس درویش نے جرأت کر کے حضرتِ والا کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! خان محمد پر اپنی رنج معاف فرمائیں۔ حضرتِ والا نے اسی وقت کلمہ توحید پڑھا اور فرمایا خان محمد آج کے بعد میرا بھائی ہے۔ اور عزیز ہے۔ میں سوئی شریف کے تو ہندوؤں کو بھی ناراض نہیں کر سکتا۔

قرآن مجید پر اجرت

فقیر حاجی خان محمد مؤذن کا بیان ہے کہ حضرتِ والا کا طریقہ مرضیہ تھا کہ جماعت کے ہر درویش کو قرآنِ مجید حفظ کراتے یہ حفظ خالصتاً فی سبیل اللہ اور تجوید کے قواعد کے مطابق ہوتا اور طالبوں اور حفاظ کو نصیحت فرماتے کہ اگر تمھارے دل میں قرآن مجید سنانے کا خیال آئے تو محض لوجہ اللہ سنانا خبردار! قرآن مجید کو دنیوی روپے پیسے کے لالچ کا ذریعہ نہ بنانا۔ یہاں تک کہ اس کے بدلے کسی سے پانی کا پیالہ بھی نہ پینا۔ تاکہ اس طرح تمھاری قراءت قرآن کا ثواب ضائع نہ ہو اس پر آپ نے ایک نقل بیان فرمائی۔

قیامت کا خزانہ

کہ گزشتہ زمانے میں ایک بادشاہ نے اپنی سلطنت میں منادی کرائی کہ جس جس شخص نے قرآنِ مجید کی نعمت اپنے سینے میں محفوظ کر رکھی ہے وہ میرے حضور پیش ہو کر ایک ایک رکوع سنائے اور اس کے بدلے دیگر شاہی انعام واکرام کے علاوہ شاہی خلعت حاصل کرے۔ شاہی حکم ہوتے ہی تمام لوگ اس کی تعمیل میں لگ گئے رعایا میں سے تمام حفاظ باری باری آتے گئے اور رکوع سنا کر انعام واکرام اور خلعتیں حاصل کرتے گئے مگر ایک معروف متقی حافظ نہ آیا اس کیلیے

marfat.com
Marfat.com

فرمان شاہی جاری ہوا کہ حاضر ہو کر جلدی رکوع سنائیے۔ حافظ نے جواب میں کہلوایا ، اگر بادشاہ لوجہ اللہ قرآن سننے تو میں حاضر ہوں ورنہ دنیوی لالچ اور طمع کی خاطر میں سنانے کے لیے تیار نہیں ہوں معاملہ بڑھا۔ مگر آخر کار حافظ موصوف اپنی ضد پر قائم رہا بادشاہ نے حکم دیا کہ چونکہ اس نے شاہی حکم کی خلاف ورزی کی ہے لہٰذا اسے مار پیٹ کر یہاں سے نکال دیا جائے۔ حکم کی تعمیل کی گئی۔ رات ہوئی تو بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ حشر کے میدان میں تمام حافظ صاحبان اپنی قرأت کی اجرت اپنی اپنی مٹھی میں لیے ہوئے ہیں البتہ وہ متقی حافظ جو متوکل علی اللہ تھا اپنے ساتھ ایک وسیع خزانہ لیے بیٹھا ہے۔ اس سے پوچھا گیا کہ یہ خزانہ کیسا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ میرے بلا کسی طمع کے قرآن مجید پڑھنے کا ثمرہ اور نتیجہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا فرمایا ہے۔

مثنوی مولوی معنوی

فقیر خان محمد حضرت والا کی زبانی بیان کرتا ہے کہ حضرت پیر سائیں صاحب الروضہ (قبلہ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ) مثنوی شریف کا وعظ فرما رہے تھے جماعت میں ایسا جوش و خروش پیدا ہوا کہ سینکڑوں درویش وجد میں آ گئے۔ توحید کے شراب طہور کی مستی کا یہ عالم تھا کہ کسی کو اپنے تن من کی خبر نہ تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آسمان بلکہ چودہ طبق ان درویشوں کی اقتداء میں مست اور سرگرداں ہیں اور دریائے وحدت ان پر اپنی خصوصی گہر باری کر رہا ہے اس دوران ایک ظاہر بین مولوی بھی موجود تھا جو سب سے الگ ایک کنارے میں تنہا بیٹھا تھا اس نے اپنی خام خیالی میں سمجھا کہ حضرت صاحب الروضہ رحمۃ اللہ علیہ مثنوی کی عبارت پڑھنے میں غلطی کر رہے ہیں وہ فوراً بول اٹھا اور بے ادبی و گستاخی کے ایک دو جملے کہہ گیا۔ حضرت صاحب الروضہ نے اس کی بات پر کوئی توجہ نہ دی اور حسب سابق وعظ میں مشغول رہے وعظ ختم ہوا اور درویشوں کی جذب و مستی کی کیفیت تھمی تو آپ نے درویشوں کے احوال کے منکر اس مولوی کو طلب فرمایا وہ آیا تو آپ نے اسے نزدیک بٹھایا اور پوچھا کہ مولوی صاحب

marfat.com
Marfat.com

تم نے مثنوی پڑھی ہے ؟ اس نے کہا جی ہاں بہت اچھے طریقے سے۔ آپ نے فرمایا جب تم اپنے استاد سے مثنوی پڑھا کرتے تھے تو تمہارے استاد کو گریہ ہوتا تھا کہ نہیں ؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا پڑھتے وقت تمہارے آنسو بہتے تھے کہ نہیں ؟ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا میرے بھائی ! پھر وہ مثنوی اور ہے جو تم نے پڑھی اور یہ مثنوی دوسری ہے جو ہم پڑھ رہے ہیں۔

فقر کی خودداری

ایک دفعہ حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک دفعہ ایک درویش حرم کعبہ شریفہ زادہ اللہ شرفاً وتعظیماً میں بیٹھا تھا کہ ایک رئیس یعنی کوئی پاشا یا شریف، انتہائی تکبر، غرور اور بے ادبی کے انداز میں بیت اللہ کا طواف کرنے لگا۔ درویش نے اسے فرمایا بھائی۔ بیت اللہ کا طواف آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ ماثورہ اور فقراء کے طریقے کے مطابق انتہائی عاجزی اور مسکینی کی صورت میں کرنا چاہیے۔ ایسے نہیں جیسے تم کر رہے ہو۔ رئیس نے سمجھا شاید اس درویش نے مجھے پہچانا نہیں ہے۔ چنانچہ وہ کہنے لگا فقیر صاحب ! مجھے پہچانتے نہیں ہو۔ درویش نے جواب دیا میں تحقیق جانتا ہوں۔ اس نے دوسری بار پوچھا مجھے پہچانا ہے ؟ درویش نے کہا ہاں ہاں میں نے تجھے اچھی طرح پہچان لیا ہے تیرے پیٹ میں گند بھرا ہوا ہے اور تیری قبر میں کیڑے مکوڑے تجھے کھانے کے لیے تیرے منتظر ہیں۔

آپ نے فرمایا اے طالبانِ راہ ! غور کرو اور عبرت حاصل کرو کہ اگلے زمانے کے درویش کس قدر بے خوف اور دولت مند کیسے متحمل اور بردبار تھے ؟

حیدر آبادی سیّد کی حاضری

ایک دفعہ حیدر آباد کے سادات میں سے ایک شخص حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا حضور ! میری لڑکی جس کا نام فلاں ہے اور میرے پاس رہتی ہے میں اس کے نکاح کی نسبت آپ سے کرتا ہوں آپ قبول فرمائیں کہ یہ لڑکی میں نے آپکو بخشی ہے

marfat.com
Marfat.com

آپ نے قبول فرمائی ۔ اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ خان محمد! ذرا میری چادر لانا میں نے فوراً چادر حاضرِ خدمت کی ۔ آپ نے لے کر سید صاحب مذکور کے حوالے کی اور فرمایا اسے اپنے کاندھے پہ ڈالو ۔ بعد میں روانگی کے وقت سید صاحب کو ململ کی ایک چادر عنایت فرمائی ۔ یہ چادر باریک کپڑے کی تھی گویا پردہ دار خواتین کے لیے برقع یا اوڑھنی کے کام تھی ۔ یہ چادر باندھ کر سید صاحب کو دی گئی تاکہ وہ اسے اس مستورہ کے سر پر ڈالیں ۔ جب سید صاحب روانہ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ اس سے پہلے میرے نکاح کی نسبت میں ۴۹ عورتیں تھیں اب پچاس[1] پوری ہو گئیں ۔ سبحان اللہ! کس قدر کریم عادات کے مالک تھے کہ ہر شخص کو راضی فرما دیتے تھے ۔

انسان ظاہری اور انسان معنوی

فقیر ولی محمد نعت خواں کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا کی خدمت میں دو شخص بہ طور سائل حاضر ہوئے ایک نے عرض کی حضور دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اس فقیر کو کسی انسان کا محتاج نہ کرے یعنی کبھی کسی انسان کا محتاج نہ ہوں ۔ آپ نے فرمایا میرے بھائی تو ہرگز کسی کا محتاج نہ ہوگا ۔ دوسرے شخص نے عرض کیا قبلہ دعا فرمائیں کہ میں ہمیشہ محتاج رہوں آپ نے فرمایا تو محتاج رہے گا ۔ جب یہ دونوں سائل چلے گئے تو حاضرین نے عرض کیا حضرت! دونوں سائلوں کا مقصد انسان کے بارے میں تھا ۔ آپ نے ایک کے لیے محتاج ہونے اور دوسرے کے لیے محتاج نہ ہونے کی دعا فرمائی اس میں حکمت کیا ہے؟ آپ نے فرمایا برادرانِ طریقت

---

[1] سید العارفین جنید وقت حضرت حافظ محمد صدیق رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی مجرد رہے آپ نے شادی نہیں کی ۔ نکاح کی یہ نسبت صرف یمن و برکت کی خاطر ہوگی ۔ یوں بھی چار سے زیادہ شادیوں کی اسلام میں اجازت نہیں ہے ۔ ایک ایسی شخصیت جس کا پیکر شریعت و سنت میں ڈھلا ہوا تھا ۔ ایسی خلافِ شرع امر کا ارتکاب کیسے کر سکتی تھی ۔

marfat.com
Marfat.com

پہلے سائل کی مراد ظاہری اور موجود انسان سے متعلق تھی یعنی دعا فرمائیں کہ دنیاوی گزر گزران میں۔ مَیں اس (ظاہری انسان) کا محتاج نہ ہوں۔ اور دوسرے سائل کی مراد انسان معنوی اور عارفِ کامل سے تھی یعنی دعا فرمائیں کہ میں امور اخروی اور مراتبِ سلطانی کے حصول میں ہمیشہ اس (انسانِ معنوی) کا محتاج رہوں۔ اس لیے کہ عارف کامل کے بغیر اس راہ (حقیقت) میں کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ چنانچہ اس شخص کے لیے اس کے ارادے اور نسبت کے مطابق دعا کر کے میں نے اسے مطمئن کیا۔

بستی مولویاں کے علماء کی بحث

حاجی خان محمد فقیر کا بیان ہے کہ جب پہلی بار بستی مولویاں (چوہان) پر بھر چونڈی شریف کے افق سے آفتابِ ہدایت طلوع ہوا تو اس وقت وہاں مولوی جان محمد اور مولوی سید محمد ایسے صاحبِ علم و فضل بزرگ موجود تھے ان حضرات نے مولوی صاحب میاں نور محمد کے ہمراہ حاضر ہو کر دعوت پیش کی۔ مولوی صاحب میاں نور محمد اس سے پہلے حضرتِ والا کی بیعت اور توجہ کا شرف حاصل کر چکے تھے۔ آپ جب یہاں پہنچے تو پہلے پہل رواج کے مطابق آپ ان حضرات کے مہمان خانے میں اُترے اس وقت تک یہ مولوی صاحبان فقراء کے طور طریقوں سے کسی قدر بے خبر اور متوحش تھے آپ کی آمد پر حاضر ہوئے اور محفل مبارک میں بیٹھ گئے اتفاق سے اس وقت نماز جمعہ کی بات چل پڑی کہ نماز جمعہ (بستیوں میں) جائز ہے یا نہ مولوی صاحبان مذکور کے نزدیک جمعہ کے وجوب کی شرائط یہاں نہیں پائی جاتی تھیں اس لیے یہ حضرات جمعہ کی نماز کے بجائے نماز ظہر پڑھا کرتے تھے جب ان مولوی صاحبان نے دیکھا کہ حضرتِ والا نمازِ جمعہ کے جواز کے حق میں ہیں تو ان حضرات نے علماء کی عام روش کے مطابق لِمَ وَلَا نُسَلِّم (کیوں اور کس لیے) کے انداز میں حضرتِ والا سے گفتگو شروع کر دی اور اس بارے میں انھوں نے مختلف تاویلات، کتابوں اور فقہا کے اختلافات کے حوالوں سے غلغلہ برپا کر دیا اور بڑی کوشش سے اپنا مؤقف ثابت کرتے رہے جب

marfat.com
Marfat.com

ان حضرات کی بے فائدہ گفتگو ختم ہوئی تو حضرت والا نے نمازِ جمعہ کی فرضیت میں کہ نمازِ جمعہ مطلقاً فرض ہے اگرچہ اس کے شرائط پائے جائیں یا نہ۔ اپنی گفتگو شروع فرمائی۔ آپ کے پُرتاثیر اندازِ بیان، واضح اور شافی دلائل اور براہِ راست قرآن و سنت کو معیار و مدار قرار دینے سے تھوڑی ہی دیر میں یہ تمام حضرات مطمئن ہو کر حضرت والا کے مؤقف کو درست تسلیم کرنے لگے اپنی تقریروں اور بحث و مباحثے پر پشیمان ہو کر تائب ہوئے اور حضرت والا کی اقتداء میں سب نے نمازِ جمعہ ادا کی اور کچھ دیر بعد حضرت والا کو اپنی حویلیوں میں لے گئے جہاں ان کی تمام مستورات نے شرفِ بعیت حاصل کیا اور اس طرح یہ حضرات طالبانِ مولیٰ اور ذاکرانِ حق کے پاک گروہ میں شامل ہو گئے۔

سبحان اللہ! اس واقعے سے بخوبی یہ بات سامنے آجاتی ہے کہ اہلِ ظاہر کے عزائم و ارادے جو بھی ہوں اولیاء اللہ اور عارفوں کا فیضانِ کرم اپنی شان کے مطابق اثر دکھاتا ہے۔

انوکھے شکاری

حاجی خان محمد فقیر کا بیان ہے کہ جس زمانے میں حضرت والا بیمار رہے ہندوستان کے ایک حکیم نے علاج کے طور پر آپ کے لیے جنگلی (حلال) جانوروں اور پرندوں کا گوشت تجویز کیا۔ یعنی ہرن، خرگوش، تلور، تیتر اور صحرائی مرغ وغیرہ میں سے جو بھی درویشوں کے ہاتھ لگیں وہ تیار کر کے حضرت والا کو کھلائیں۔ فقیر عبدالرحیم جو ہر وقت کا حاضر باش اور خدمت گزار تھا نے یہ بات سنی تو بہت خوش ہوا اور فوراً بندوق لے کر شکار کے ارادے سے چل پڑا۔ اتفاق سے اس نے ایک خرگوش شکار کیا ایک ہاتھ میں خرگوش، کاندھے پر بندوق اٹھائے خوش خوش واپس آرہا تھا کہ ایک کوچے میں حضرت والا کا سامنا ہو گیا آپ نے فقیر عبدالرحیم کو اس حالت میں دیکھا تو تنبیہ اور ڈانٹ کے انداز میں فرمانے لگے عبدالرحیم! اگر اس بے فائدہ شکار کی بجائے تم نے اللہ جل شانہ کی وحدانیت کا شکار (معرفت) کیا ہوتا تو کتنی اچھی بات تھی یا اس شکار کے ذریعے اس شکار کا طریقہ سیکھ لیتے

marfat.com
Marfat.com

اور وہ یہ کہ شکاری شکار کے وقت اپنی نگاہ کو ایسا مرتکز کرتا ہے اور اپنے شکار مثلاً ہرن وغیرہ پر ایسی توجہ مبذول کرتا ہے کہ گویا وہ خود شکار ہے۔ اسی طرح طالب حق کو بھی چاہیے کہ وہ مستعد ہو کر آئینہ قلب میں اپنی نظر جمائے اور بندوق کی نالی پر نشان پر بیٹھا کرنے والی مکھی کی طرح اسے اپنی نظر گاہ قرار دے کر محبوب حقیقی کی طرف توجہ کرے اور یہ توجہ ایسی ہو کہ طالب اپنی ذات کو ذاتِ حقیقی میں گم کر دے۔ تاکہ اس ذریعے سے گوہر مقصود ہاتھ آئے اور یہ گوہر مقصود دیدار الٰہی ہے۔

خوبصورت پرندے

فقیر خان محمد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ اتفاق سے کسی آسمانی حادثے سے ہنج کی قسم کے دو پرندے "کوری والے" تالاب میں آگرے فقراء کو اس بات کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے حضرتِ والا کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور! تالاب میں دو خوبصورت پرندے دیکھے گئے ہیں آپ نے حکم فرمایا کہ ذرا تحقیق تو کرو کہ کون سے پرندے ہیں؟ کسی نے عرض کیا قبلہ یہ ہنج ہیں۔ عبرت پذیری اور عجائباتِ قدرت کے نظارے کی خاطر آپ نے بذاتِ خود تالاب پر قدم رنجہ فرمایا۔ اتفاق کی بات کہ آپ کے پہنچنے سے پہلے فقیر عبدالرحیم نے دونوں پرندوں کو پکڑ لیا جونہی آپ وہاں پہنچے اس نے دونوں پرندے سامنے حاضر کیے آپ نے ان دونوں خوبصورت پرندوں کو دیکھا اور فقیر عبدالرحیم سے فرمانے لگے عبدالرحیم! تم کر گئے تو وہی جو تمھارے دل میں آئے گا لیکن میں تمھیں کہتا ہوں کہ ان پرندوں کو چھوڑ دو۔ یہ مسافر پرندے ہیں جو قضائے الٰہی سے یہاں آگرے ہیں فقیر عبدالرحیم نے عرض کیا حضور! ان پرندوں کو شہباز کا ہاتھ لگا ہے۔ ان کے بال و پر ٹوٹ گئے ہیں۔ اگر میں نے اس حالت میں انھیں چھوڑا تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ نیچے انھیں پکڑ لے جائیں گے اور یا پھر یہ گیدڑوں کا شکار ہوں گے۔

marfat.com
Marfat.com

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

ایک دفعہ آپ نے امام بخش خان مزاری کی دعوت کو شرفِ قبول بخشا وہاں

ایک ایسا بنگلہ تھا جس کی دیواریں شیشہ و بلور سے آراستہ کی گئی تھیں اور یہ اس قدر صاف و شفاف تھیں کہ اگر کوئی شخص اس مکان میں داخل ہوتا تو ہر طرف اس کی صورت نظر آنے لگتی گویا ایک صورت کی سینکڑوں صورتیں بن جاتیں۔ امام بخش خان مزاری نے حضرت والا کے ٹھہرانے کا انتظام اسی محل میں کیا۔ جب آپ اس محل میں داخل ہوئے اور شیخ کی ایک صورت کے بدلے سینکڑوں صورتیں نظر آنے لگیں جماعت نے صورتِ مرشد کی یہ کیفیت دیکھی تو طالبانِ دیدار اور عاشقانِ زار پھڑک اٹھے اور فقراء میں وہ جوش و خروش اور ہا و ہو پیدا ہوئی کہ اس کا سماں الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتا تھوڑی دیر بعد فقراء عالم صحو میں واپس آئے۔ اور منکرینِ تصور شیخ کے بارے میں گفتگو چل پڑی کہ صورت شیخ کی تاثیر کیا ہی عجیب ہوتی ہے کہ ہر طالبِ راہ کے دل میں فوراً سرایت کر جاتی ہے اور یہ معاملہ ایسا ہے جو ظاہری عقل کی گرفت سے بلند ہے۔ اتنے میں فقراء کے مقامات و احوال کے منکر ایک مُلّا نے اپنے نفسانی تعصب اور ملایانہ بحث و مباحثے کی عادت کے مطابق امتحان کی خاطر حضرتِ والا سے اس شعر کے معنی پوچھے۔ ؎

مفتقد و مفتاد قالب دیدہ ام ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

اس کی تشریح کرتے ہوئے آپ نے یہ نقل بیان فرمائی کہ گزشتہ زمانے میں کسی بادشاہ کے دور میں ایک برہمن پنڈت فقیری کا دعوے دار تھا وہ اپنی صورت سے دس مختلف آدمیوں کی صورتیں پیدا کر لیتا تھا۔ بادشاہِ وقت کو یہ خبر پہنچی کہ اس طرح پنڈت اپنے آپ کو دس مختلف صورتوں میں ظاہر کرتا ہے تو بادشاہ کے دل میں پنڈت کی عقیدت پیدا ہو گئی یہ بات پھیلی تو صاحبِ دل اور عارفِ کامل حضرات بادشاہ کی اس لغزش سے پریشان اور آزردہ ہو گئے۔ کچھ دنوں بعد ایک بزرگ بادشاہ کے پاس آگئے اور اسے

marfat.com
Marfat.com

وطنز رسیعت کے انداز میں فرمایا کہ آج رات تمام شہر والوں کے لیے شاہی حکم جاری کیا جائے کہ رات کے کھانے میں ہر شخص اپنا منہ ڈھانپ کر الگ کھانا کھائے اور صبح کے وقت دربار شاہی میں آکر بتائے کہ رات اس کے ساتھ کیا واقعہ گزرا۔ بادشاہ نے فوراً حکم جاری کر دیا صبح ہوئی تو سارے شہر کے لوگ کشاں کشاں آنے لگے جو آتا اس کی زبان پر یہی بات ہوتی کہ یہ درویش جس نے حکم جاری کرایا تھا رات میرے ساتھ کھانے میں شریک تھا۔ جب ہر جگہ سے تمام لوگوں نے ایک ہی بات دہرائی تو بادشاہ متعجب ہوا اور اس کا متزلزل اعتقاد دوبارہ صحیح ہو گیا۔ اس بیان کے بعد ہر خواندہ و ناخواندہ شخص کے ذہن میں سوال شدہ شعر کی تشریح اچھی طرح واضح ہو گئی۔

ایک طالب طریقت پر شفقت

مولوی امین اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا محمد پور کے قصبے میں دعوت کے سلسلے میں تشریف فرما تھے کہ حسن اتفاق سے وہاں ایک مشہور و معروف بزرگ کا ایک مرید (طالب) بھی آگیا اس نے حضرت والا کی قدم بوسی حاصل کی، تو آپ نے پوچھا میرے بھائی! اپنے شیخ سے تم نے کوئی نفع بھی اٹھایا ہے یا نہیں؟ اس نے عرض کیا الحمد للہ! مجھے بہت نفع پہنچا ہے آپ نے فرمایا تمھیں اجازت بھی عطا ہوئی ہے یا نہ؟ اس نے عرض کیا حضور! مجھے اجازت (خلافت) نہیں ملی۔ صرف (ذکر) نفی و اثبات میں پختگی نصیب ہوئی ہے۔ حضرت والا نے تسبیح ہاتھ میں لے کر اسے "حبس دم" کا حکم دیا۔ چنانچہ اس نے حبس دم شروع کیا اور آپ نے تسبیح کے دانے پھرانے شروع کیے ایک ہزار سے کچھ اوپر شمار پہنچ گیا مگر فقیر ابھی تک ٹھیک ٹھاک تھا۔ حضرت والا نے تسبیح رکھ دی اور اس پر لطف و عنایت کرتے ہوئے اسے اجازت بخشی۔

دست پیر از غائباں کوتاہ نیست

مولوی شمس الدین صاحب احمد پوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ خلوت کے وقت

marfat.com
Marfat.com

میں بھی حضرت والا کی خدمت میں موجود تھا میں نے پوچھا حضور! شیخ اپنے طالب (مرید) کے باطن سے کتنے عرصے میں آگاہی حاصل کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک آن اور لحظے میں۔ آنکھ جھپکنے کی دیر میں شیخ مشرق سے مغرب تک ہر مرید کے حالات جان لیتا ہے اور اس کی امداد و معاونت کرتا ہے۔

وجۂ عزّت و افتخار کیا چیز ہے؟

مولوی شمس الدّین صاحب احمد پوری کا بیان ہے کہ جب میری شادی کا مکمل سامان مہیا ہو گیا اور پوری طرح تیاری ہو گئی تو میں نے حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور! کرم بخشی فرما کر جماعت سمیت اس فقیر کی شادی خانہ آبادی میں شرکت فرمائیں اور نکاح بھی خود پڑھائیں تو عین عنایت، احسان اور شفقت ہو گی آپ نے ارشاد فرمایا مولوی! میں چاہتا ہوں کہ تمہاری پیشانی بلند اور تمہارا ماتھا اونچا ہو۔ (یعنی روحانی مدارج بلند ہوں) اور تم چاہتے ہو کہ میری ناک اونچی ہو اور مجھے لوگوں میں سرخروئی حاصل ہو۔

شیخ مرید کے حالات سے آگاہ ہوتا ہے

ایک دفعہ حضرت والا سفر پر تھے یار محمد فقیر آپ کی تلاش و جستجو میں پھر رہا تھا کہ رات کا وقت ہو گیا۔ یار محمد کو ویرانے میں ایک مکان نظر آیا اس نے سوچا رات یہیں بسر کر لی جائے۔ یہ وہاں جا کر بیٹھ گیا اتفاق سے یہ ایک ایسی عورت کا مکان تھا جو تن تنہا تھی نہ اس کا شوہر تھا اور نہ کوئی بھائی وغیرہ۔ عورت نے پکار کر یار محمد سے کہا فقیر صاحب یہاں سے چلے اور فوراً آگے بڑھیے ورنہ تمہارے لیے اچھا نہ ہوگا۔ خدا جانے تم چور ہو یا درویش۔ درویش نے یہ بات سن کر سر اٹھایا کیا اور خاموش رہا۔ اتنے میں دوسری بار عورت نے انتہائی کرخت لہجے میں اسے پکارا، کہ او بھیڑ کی طرح (بھیڑ کے بال اتار لیے جاتے ہیں) داڑھی منڈے ہوئے روانہ ہوتے ہو کہ میں آؤں؟ فقیر بے چارہ خوفزدہ ہو گیا اور کہنے لگا میں جا رہا ہوں مگر یہ تو بتا دو کہ بھید جھنڈی شریف والے بزرگ اس علاقے میں تشریف

marfat.com
Marfat.com

لائے ہوئے ہیں تمھیں کچھ پتہ ہے کہ وہ کہاں ہیں؟ یہ سنتے ہی وہ مائی فوراً فقیر کی طرف دوڑی اور پوچھنے لگی ایک دفعہ پھر بتاؤ تم کسے تلاش کر رہے ہو؟ فقیر نے پورا حال سنایا کہ میں حضرت والا کا غلام ہوں اور ان کی تلاش میں حیران و سرگرداں پھر رہا ہوں۔ یہ سنکر مائی کی عقل ٹھکانے آئی اور کہنے لگی میرے بھائی! میں بھی اسی دروازے کی ادنیٰ غلام ہوں۔ اب میری دعوت قبول کرو۔ چنانچہ رات کے وقت اس نے فقیر کو عمدہ خوراک کھلائی اور اس کی اچھی طرح تواضع کی۔

فقیر یار محمد جب حضرت والا کی خدمت میں پہنچا اور قدم بوس ہوا تو آپ نے از خود فقیر سے سارا حال پوچھا فقیر نے باقی سارا واقعہ عرض کیا مگر مائی نے بے خبری میں اسے جو بُرا بھلا کہا تھا وہ چھپا گیا۔ حضرت والا نے فرمایا

"یار محمد! تم نے پورا حال نہیں بتایا"

اس نے عرض کیا قبلہ میں نے تو مکمل حال پیش کیا ہے، آپ نے فرمایا مائی نے تمھیں جو بُرا بھلا کہا وہ تو تم نے نہیں بتایا اسے چھپا گئے ہو۔ اس کے بعد جب میں نے ذرا ذرا حال بیان کیا تو آپ تبسم فرمانے لگے۔

دل کی روشنی

ایک دفعہ حضرت والا مسجد کی تعمیر کے کام میں مصروف تھے ان دنوں مسجد کے مینار تعمیر ہو رہے تھے کہ اس دوران ایک سائل حاضر ہوا آپ نے پوچھا:۔

"بھائی کس طرح آئے ہو؟"

اس نے عرض کیا "قبلہ میری آنکھوں میں روشنی نہیں ہے"

آپ نے کمال مہربانی شفقت کی آنکھیں کھولیں دیکھا تو فرمانے لگے میرے بھائی تمھاری آنکھیں نور روشن ہیں اس نے عرض کیا حضور! میں دل والی آنکھوں کی روشنی چاہتا ہوں ظاہری روشنی سے مجھے کوئی غرض نہیں ہے اس کا یہ کہنا تھا کہ وحدت کا سمندر جوش میں

marfat.com
Marfat.com

آگیا اس کی موجیں اچھلنے لگیں اور وہ اسرار و کیفیات ظہور پذیر ہونے لگے کہ کسی کو اپنا ہوش نہ رہا مسجد کی تعمیر کا کام رک گیا مگر سالکین کی دلوں کی تعمیر کا کام جاری ہو گیا۔ سارے لوگ معمار ہوں کہ نقاش یا خدا پرست درویش ایسے جوش و خروش اور عالم وجد میں آئے کہ دور سے قیامت کا سماں معلوم ہوتا تھا اس روز دن کے دو پہر اسی طرح گذر گئے۔

اللہ والوں کی نگاہ سے گرنا

مولوی غلام محمد علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک بادشاہ شاہی مجلس میں امراء و وزراء کے ساتھ بیٹھا تھا کہ حرم شاہی سے دایہ نے آکر اطلاع دی کہ بادشاہ سلامت! آپ کا شہزادہ گر گیا ہے پہلے پہل محبت پدری کی وجہ سے بادشاہ کے خون نے جوش مارا اور اٹھ کھڑا ہوا مگر بعد میں اس نے دایہ سے پوچھا کہ شہزادہ کس چیز سے اور کیسے گرا ہے؟ اس نے کہا "چھت سے گرا ہے"۔

بادشاہ یہ سنتے ہی، اطمینان و سکون اور قدرے خوشی کے عالم میں اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا فکر کی بات نہیں پہلے میں نے سمجھا تھا کہ شاید میرا لڑکا اولیاء اللہ کی نظروں سے گر گیا ہے اب مجھے معلوم ہوا کہ وہ مکان کی چھت سے گرا ہے تو کچھ فکر کی بات نہیں اگر اس کا بازو ٹوٹ جائے تو جڑ سکتا ہے، اگر مر جاتا تو شہید ہوتا لیکن اگر اللہ والوں کی نظر سے گر جاتا تو قیامت تک محروم رہتا۔

اس واقعے کے مطابق طالب راہ کو چاہیے کہ وہ فاستقم کما امرت کی پیروی کرتے ہوئے اولیاء اللہ کے فرمان پر استقامت اختیار کرے تاکہ ان کی نظر سے نہ گرے گرنے سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے احکام کی پرواہ نہ کرے اور انہیں فراموش کر دے

وَمَا عَلَى الرَّسُولِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِیْنُ۔

مرید پر شیخ کی نگاہ

فقیر جامع اوراق اپنے والد فقیر ڈپٹی ذمہ سہتار سکنہ مرید گوٹھ جو حضرت والا کا غلام تھا کی زبانی عرض کرتا ہے

marfat.com
Marfat.com

اپنے ابتدائی ایام جہالت میں مجھے زناکاری کی عادت تھی بعد میں حضرت والا سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے شریعت و سنت کی تلقین فرمائی اور میں اپنے قصبے میں آکر ورود وظائف میں مشغول ہو گیا اتفاق کی بات کہ ایک روز پرانے محبوب نے مجھے پیغام بھیجا کہ مدت گزر گئی ہے کہ تمہارا دیدار نصیب نہیں ہوا میرا دل سخت بے قرار ہے اور مضطرب ہے مجھے ایک لمحے کے لیے بھی آرام و سکون حاصل نہیں ہے میں ہر وقت تیرا راستہ تک رہی ہوں مہربانی فرما کر فلاں روز چاشت کے وقت فلاں نالے کے اندر فلاں جگہ آکر مجھے ملو۔ فقیر مذکور کا بیان ہے کہ جونہی مجھے یہ پیغام ملا میری رگوں میں خون دوڑنے لگا نفسانی خیال مجھے گدگدانے لگا۔ اور میں نے شیطان کے ہاتھوں مجبور ہو کر وقت مقررہ پر ملاقات کا وعدہ دے دیا۔ وقت مقررہ پر اس جگہ پہنچا تو میں نے دیکھا کہ فریقین کے وکیل شیطان نے اسے بھی میری طرح پہلے وہاں پہنچا دیا ہے۔ جب ہم دونوں باہم قریب ہوئے ایک دوسرے کو ملنے اور چومنے چاٹنے کے شغل میں مصروف ہوئے کہ اچانک ایک پتھر کا ڈھیلا اس زور سے میری پیٹھ پر آن لگا کہ میں بلبلا اٹھا ہم دونوں اس واقعے سے انتہائی خوفزدہ ہو گئے اور ڈر کر ایک دوسرے سے دور بھاگ کھڑے ہوئے میں نالے کے کنارے پر پہنچا تو میرے دل میں خیال آیا کہ دوپہر کا وقت ہے ہاڑ کا گرم موسم ہے اس جگہ پر کسی کے آنے کے بھی کوئی امکانات نہیں ہیں۔ آخر یہ قصہ کیا ہے؟

شیطان نے ہمیں پھر اکٹھا کر دیا۔ دوسری دفعہ پھر پتھر کے ڈھیلے کی آواز آئی الغرض تین دفعہ یہی معاملہ پیش آیا پھر میرے دل میں خیال آیا کہ یہ پتھر میرے مرشد کی طرف سے آئے ہیں اور وہ مجھے اس فعل سے بچانا چاہتے ہیں چنانچہ میں فوراً وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور شیطان کی بیل منڈھے نہ چڑھی۔ اس واقعہ کو کافی عرصہ گذر گیا کہ میں حضرت والا کی زیارت کے ارادے سے درگاہ عالیہ حاضر ہوا میں نے ادباً پاؤں پر ہاتھ رکھے تو آپ نے میرا ہاتھ کھینچتے ہوئے فرمایا دور ہٹو گتے! اس کے بعد آپ نے لانگری کو بلا کر حکم دیا کہ

marfat.com
Marfat.com

اسے لنگر سے کھانا نہ دینا۔ الغرض میں تین دن بھوکا خدمتِ عالی میں موجود رہا۔ تین دن کے بعد آپ نے نگاہِ کرم سے دیکھا اور شفقت کا ہاتھ میرے دل پر پھیرتے ہوئے ارشاد فرمایا کمینہ! اگر رحمتِ الٰہی تیری دستگیری نہ کرتی تو تُو انتہائی ذلیل ہوتا۔ اب توبہ کرو اور (عبادتِ الٰہی میں) کوشش کرو تاکہ راہِ حق میں پیچھے نہ رہ جاؤ۔

اصل چیز حکم کی فرمانبرداری ہے

ایک دفعہ یہ فقیر (جامع اوراق) محفلِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے یہ نقل بیان فرمائی کہ ایک دفعہ ایک بادشاہ اپنے ہاتھ میں چمکدار قیمتی ہیرا لیے بیٹھا تھا دوسرے درباریوں کے علاوہ وزیر دربار بھی حاضر تھا۔ وزیر عرض کرنے لگا عالم پناہ! ہیرا تو خوب ہے مگر اس میں ایک بڑا عیب ہے کہ اس کے اندر ایک کیڑا ہوا کرتا ہے بادشاہ کو وزیر کی یہ بات ناگوار گزری۔ اور رنجیدہ خاطر ہو کر درباریوں سے کہنے لگا "تم نے سنا ہے وزیر کیا کہتا ہے؟ اس کا کہنا ہے کہ ہیرے کے اندر کیڑا ہے میں اسے توڑتا ہوں اگر واقعی کیڑا نکل آیا تو درست ورنہ جو میری مرضی ہو گی سزا دوں گا۔ وزیر نے یہ بات قبول کی۔ چنانچہ بادشاہ نے تمام امراء وزراء اور اراکین حکومت کو جمع کیا، ہیرا سب کے سامنے رکھ دیا اور حاضرین میں سے ایک شخص کو حکم دیا "کہ لو اسے توڑو"۔

اس نے عرض کیا "حضور! بلاوجہ اتنے قیمتی ہیرے کو توڑنا مناسب نہیں"

بادشاہ نے دوسرے کو حکم دیا اس نے بھی معذرت کی۔ الغرض تمام حاضرین اس قیمتی ہیرے کو یوں بلاوجہ توڑنے پر آمادہ نہ ہوئے۔ اب اس وزیر کی باری آئی بادشاہ نے اسے حکم دیا تو اس نے بلا پس و پیش فوراً اٹھ کر ہیرا چکنا چور کر دیا۔ بادشاہ نے کہا بھئی اس میں سے کیڑا تو نہ نکلا بتاؤ اب کیا کہتے ہو؟ وزیر نے عرض کیا بادشاہ سلامت تمام حاضرین نے آپ کا حکم پسِ پشت ڈال دیا اور اس غلام کو یہ سعادت حاصل ہوئی کہ بادشاہ سلامت کے حکم کو سر آنکھوں پہ رکھتے ہوئے فوراً اسے بجا لایا۔ ہیرے کا نقصان تو معمولی ہے

marfat.com

Marfat.com

البتہ بادشاہ سلامت کے حکم کی نافرمانی کا نقصان ناقابلِ تلافی ہے بادشاہ کو وزیر کی یہ بات پسند آئی اور اسے انعام واکرام سے نوازا گیا۔

میرن کا واقعہ

ایک دفعہ کھیل تماشے کے سلسلے میں میرن نامی مشہور شخص حاضرِ خدمت ہوا آپ نے اسے فرمایا میرن! کھیل تماشے کے وقت جو بول دہراتے ہو ذرا وہ ہمیں بھی سناؤ۔ اس نے عرض کیا حضور! اب میں ان باتوں سے تائب ہو چکا ہوں آپ نے دوبارہ فرمایا سناؤ سناؤ۔ اس نے عرض کیا قبلہ! مجھ پر گناہ لکھا جائیگا۔ آپ نے فرمایا "گناہ کون لکھے گا؟" سناؤ چنانچہ میرن تماشے کی خاطر اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے یہ شعر پڑھا۔

پپل تھنجا پتّ سبّ مڑھا ٹیندس سون سال یار وچل ھینڈی آء

عارفِ کامل کے یہ شعر کہتے ہی میرن پر استغراق کی کیفیت طاری ہو گئی اور ساری محفل میں ایک خاص ذوق اور جوش وخروش پیدا ہو گیا۔ چنانچہ ایک شخص بار بار اس شعر کو دیر تک دہراتا رہا۔

خدا ہر جگہ موجود ہے پیر کی کیا ضرورت ہے

فقیر محمد قاسم کھوسہ سکنہ قریہ پیارا خاں

کھوسہ بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ میں حضرتِ والا کی زیارت فیض بشارت کے ارادے سے جا رہا تھا کہ راستے میں مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ میں نے جواب دیا اپنے مرشد کی زیارت کے لیے جا رہا ہوں۔ اس نے کہا کیوں میں نے کہا اللہ اللہ سیکھنے کی خاطر۔ وہ کہنے لگا خدا یہاں بھی موجود ہے اسے یہاں کیوں یاد نہیں کرتے ہو؟ میں خاموش ہو گیا اور اسے کوئی جواب نہ دیا۔ جب حضرتِ والا کی خدمت میں پہنچا تو میں نے سارا حال عرض کیا آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ میرے بھائی پانی تو زمین میں ہر جگہ موجود ہے مگر پانی پینے کی خاطر ہر شخص جاتا کنوئیں پر ہے اور پانی کے لیے جا کر کنوئیں کا محتاج بنتا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

اس کے بعد آپ نے حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کا یہ شعر پڑھا جو واقعے کے عین مطابق ہے:

ھوڑا ساميں ھوڑا سا من جاپند ھوت آھي ھن ھند ھوچيو ونجين

ھنگلاج ڈي

جواب :-

سچا ساميں سچا سا من جاپند ھوت پي آھي ھن ھند پس ھنن لتو ھنگلاج میں

اللہ تعالیٰ سے عبادت کی توفیق مانگنے والے کا واقعہ

فقیر عبداللہ اوچ والے کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے وعظ میں ارشاد فرمایا کہ ایک شخص بصرہ میں فوت ہو گیا۔ وارثوں نے تجہیز و تکفین اور جنازے کے بعد اسے جونہی لحد میں رکھا اس کی میت غائب ہو گئی ۔ یہ خبر سارے شہر میں پھیل گئی، بادشاہ کے کانوں تک پہنچی تو وہ بنفسِ نفیس آیا اور رات کے وقت روشنی کا انتظام کرا کے اس نے قبر کھلوائی دیکھا تو میت غائب تھی بادشاہ کو یقین ہو گیا کہ اس شخص کے وارثوں نے صحیح اطلاع دی ہے ۔ بادشاہ نے اس کی اولاد کو طلب کیا تو پتہ چلا کہ اس کی صرف ایک لڑکی ہے صبح کے وقت بادشاہ سوار ہو کر اس کی تعزیت کے لیے روانہ ہوا اور اس شخص کے دروازے پر واقع ایک عمارت میں اترا اتنے میں امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو آپ بھی بادشاہ کے ساتھ بیٹھ گئے اسی دوران متوفی شخص کے ساتھ کافی جان پہچان رکھنے والا ایک شخص آ گیا اس نے بادشاہ اور دوسرے لوگوں کو جمع دیکھ کر پوچھا کہ آپ حضرات کس لیے جمع ہیں ؟ اسے بتایا گیا کہ ہم فلاں شخص کی تعزیت کے لیے آئے ہیں۔ اس نے کہا عجیب بات ہے میں اسے ابھی ابھی فلاں جنگل میں نماز پڑھتے پڑھتے دیکھ کر آ رہا ہوں۔ بعد میں بادشاہ نے اس شخص کی لڑکی سے پوچھا کہ تیرا والد کون سا عمل کرتا تھا ؟ اس نے کہا میرا والد عبادت گزار شخص تھا مگر گھر میں نفل ادا کرنے کے بعد ہمیشہ یہ دعا مانگتا تھا کہ مولا ! مجھے زندگی اور موت دونوں صورتوں میں اپنی عبادت میں مشغول رکھ ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا

marfat.com

Marfat.com

قبول کر لی ہے ۔

چلنے اور بیٹھنے کے آداب

ایک دفعہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ برادرانِ طریقت : چلنا بھیڑ کی طرح چاہیے اور بیٹھنا اونٹ کی طرح چاہیے ۔

ایک دفعہ ایک فقیر نے عرض کیا حضور ! معمولی تعلیمیافتہ یعنی نیم ملا قسم کے لوگوں کو بھی مولوی کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے اس کی کیا وجہ ہے ؟ آپ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی سب سے چھوٹی سورتیں انا اعطینا اور سورۂ اخلاص ہیں انھیں قرآنِ مجید سے ذرا الگ کر کے دکھاؤ ؟ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جو شخص معمولی تعلیم یافتہ ہے اس فقیر کے نزدیک تو وہ بھی مولوی ہے ۔

آدابِ دُعا

ایک دفعہ نماز کے بعد دعا مانگتے وقت آپ نے فرمایا کہ جو شخص دعا مانگتے وقت اپنی نگاہ اپنے ہاتھوں سے دُور رکھے گا وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دُور رہے گا ۔ اور جو شخص رحمتِ ایزدی سے محروم رہا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی شخص اپنے منہ پر خاک مل رہا ہو اور جو شخص دعا طلب کرتے وقت اپنی آنکھوں سے بھی دعا طلب کر رہا ہے اس پر رحمتِ الٰہی نازل ہوتی ہے ۔

گیارہویں

ایک دفعہ ایک شخص نے گیارہویں کے بارے میں پوچھا کہ عام لوگ اس تاریخ پر خیرات کرتے ہیں ، آپ نے فرمایا میرے بھائی ۔ میں گیارہویں کو بارہویں نہیں کہتا البتہ میرے پاس دودھ دینے والی گائے بھی نہیں ہے کہ جینے میں ایک رات میں بھی خیرات کروں البتہ ہر رات گیارہ دفعہ قل ہو اللہ پڑھ کر حضرت پیر سائیں رحمۃ اللہ علیہ (غالباً اس سے مراد حضرت کے مرشد حضرت جیلانی ہیں) کی روح کو ختم دیتا ہوں اور اس کے علاوہ ذکرِ خداوندی بھی کرتا ہوں ۔

marfat.com
Marfat.com

آپ فقراء کی دعوت کیسے کرتے

فقیر خان محمد مؤذن کا بیان ہے کہ حضرت والا کی ہمیشہ عادت کریمہ تھی کہ جب کبھی جماعت کی دعوت کرتے انھیں اندر اپنے گھر لے جاتے اپنے ہاتھ میں پانی کا کوزہ اور ہاتھ دھونے کی چلمچی پکڑتے تاکہ فقراء کے ہاتھ دھلائیں سب لوگوں کے سامنے خود لے کر جاتے شروع شروع میں فقراء نے ادب کی وجہ سے اپنے شیخ کے سامنے ہاتھ نہ بڑھاتے آپ نے فرمایا کہ اے جماعت مومنین! حضرت صاحب الروضہ رحمۃ اللہ علیہ (قبلۂ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ) کے زمانے میں بھی ایک دفعہ ایسا اتفاق ہوا۔ فقراء نے دھونے کے لیے ہاتھ آگے نہ بڑھائے کہ اتنے میں جماعت میں سے ایک طالب حق اٹھا اور ہاتھ بڑھاتے ہوئے عرض کرنے لگا حضور! اس غلام کے سارے گناہ دھو دیجیے، بعد میں ساری جماعت نے مسئلے کی حقیقت کو سمجھا اور ہاتھ دھلانے لگے۔ پس یہ واقعہ سن کر ساری جماعت اٹھی اور حضرتِ والا کے سامنے آکر اپنے ہاتھ دھلوانے لگی۔

فقیر خان محمد کا بیان ہے کہ حضرت والا ہمیشہ جماعت کو حلقہ بنا کر بیٹھنے کا حکم دیتے اور ہاتھ دھلاتے وقت اپنے ہاتھ میں پانی کا کوزہ اٹھانے اور ہاتھ ایسے برتن میں دھلاتے جاتے جس میں قدرے گھاس پھونس پڑا ہوتا۔ (تاکہ چھینٹے نہ اڑیں) ہاتھ دھلانے کے بعد حکم دیتے کہ یہ پانی گھر کے چار کونوں میں گرا دیا جائے آپ فرمایا کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کرام کے ہاتھ دھلائے ہیں اور یہ پانی رحمتِ خداوندی کی خاطر چار کونوں میں ڈالا جائے۔ اور خیال رہے کہ پانی چولہے میں ہرگز نہ گرایا جائے جو شخص ایسا کرے گا وہ قیامت کے دن اپنے اعمالِ صالحہ سے خالی ہوگا یعنی اس روز اسے اپنے اعمال نامے میں کوئی نیکی نظر نہ آئے گی اور وہ حیران و پریشان ہوگا لہٰذا ضروری ہے کہ نہ پانی آگ کے چولہے میں گرایا جائے اور نہ ہی اس میں ہاتھ دھوئے جائیں۔

marfat.com
Marfat.com

کسر نفسی اور عجز

ایک روز ایک شخص نے حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور! لڑکا نہیں ہوتا۔ لڑکے کا سوالی ہوں، آپ نے ارشاد فرمایا: میرے بھائی! جس شخص کے سات بیٹے ہوں یہ سوال اسی سے کرو میرا تو اپنا بیٹا نہیں ہے (حضرت نے شادی نہیں فرمائی تھی)

جب کبھی حضرتِ والا کی نگاہِ شفقت فقیر عنایت اللہ، فقیر علی محمد اور فقیر علی پر کہ جسے آپ کال کپنجو کے لقب سے یاد فرمایا کرتے تھے۔ پڑتی تو آپ اسی وقت یہ اشعار پڑھتے سے

هُلي ڦاٿو ڪنجھ وصتي اکھاڙو ھنبو گيٺ وبيٺس ھن پيسنو ديين

بے حد و شمار اجر

ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں کو بے حد و شمار اجر ملے گا پہلا جس کے مکان کا شہتیر ٹوٹا ہوا ہو، دوسرا جو کپڑا پھٹ جانے پر اسے ٹاکیاں لگا لگا کر پہنتا رہے۔ اور جب عار نہ سمجھے تیسرا وہ جو خود نہ کھائے پہلے بھوکے کو کھلائے۔

اے کریمے کہ از خزانہ غیب

ایک روز آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے یاد ہے کہ میں تعلیم کی خاطر اُبھد (مشرق) میں تھا تو ایک دفعہ میں نے اپنے ہاتھ سے سی کر کُرتہ اپنے گلے میں ڈالا اس کے بعد اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کریمہ سے رزق عطا فرماتے ہیں جب سے میں نے اس محبوبِ حقیقی کی غلامی اختیار کی ہے وہ مجھے تو مجھے تمام فقراء کی جماعت کو بے پایاں رزق عطا فرما رہا ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جتنے مہمان جمع ہو جاتے ہیں مجھے یہ خیال کبھی نہیں آیا کہ یہ لوگ کہاں سے کھائیں گے چاہے ان کی تعداد سینکڑوں بلکہ ہزاروں تک جا پہنچے مجھے ان کے خورد و نوش کا مطلقاً فکر نہیں ہوتا کہ سب کا رزاق مطلق تو وہی آپ ہے۔

marfat.com
Marfat.com

نفسانی خیالات کا علاج

حافظ شیر محمد مشوری کا بیان ہے کہ شادی کے بعد میرے دل پر نفسانی خیالات کا ایسا غلبہ ہوا کہ ہر وقت میرے اوپر یہی ایک دھن سوار تھی، کسی طرح دماغ سے یہ سودا نکلتا ہی نہ تھا میں نے دل میں خیال کیا کہ حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کروں۔ آپ دعا فرمائیں گے یا کوئی دوا تجویز فرمائیں گے تو انشاءاللہ اس پریشانی سے نجات مل جائے گی میں یہ خیال لے کر خدمتِ عالی میں حاضر ہوا اس وقت آپ پلنگ پر آرام فرما رہے تھے میرے آتے ہی آپ اٹھے اور فرمانے لگے کہ نمازِ تہجد کے بعد سو مرتبہ یہ دعا پڑھ لیا کرو انشاءاللہ یہ نفسانی خیال دفع ہو جائے گا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَتُبْ عَلَيَّ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَفُوُّ الْغَفُوْرُ،

میں نے یہ دعا شروع ہی کی کہ میرے دل سے سارے خیالات کافور ہو گئے

طالب کو عقدہ پیش آئے تو کیا کرے

حافظ شیر محمد کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں قصبہ میں ایک زلف گرہ گیر کا اسیر ہو گیا۔ میری یہ کیفیت ہو گئی کہ ہر وقت اس کی خیالی تصویر میرے سامنے تھی میں وہاں سے گھر واپس لوٹا مگر راستے میں بے قراری اور اضطراب ناقابلِ برداشت ہو گیا میں نے دل میں طے کر لیا کہ اس مشکل سے حضرتِ والا کے بغیر اور کوئی مجھے نہیں نکال سکتا، چنانچہ میں دو اور ساتھیوں کے ہمراہ جمعہ کے روز حضرتِ والا کی خدمت اقدس حاضر ہوا، یہ دونوں حضرات مجھے بطور سفارشی لے آئے تھے کہ حضرتِ والا کی خدمت میں ہماری معروضات پیش کرو۔ ان میں سے ایک شغل اشغالِ باطنی اور دوسرا دنیا کا طلبگار تھا میں نے ان دونوں کے معروضات پیش کیے مگر اپنی کیفیت مخفی رکھی۔ اس غرض سے کہ میرا سارا حال حضرتِ والا پر عیاں ہے بیان کی کیا ضرورت ہے؟ مگر میں نے مولوی

marfat.com
Marfat.com

محمد جامی کو اپنا سارا حال کہہ سنایا انھوں نے فرمایا اپنے تمام مخفی حالات مرشد کے حضور پیش کر دینے چاہییں۔ ان سے چھپانی کوئی بات نہیں چاہیے۔ میں تمام رات پاؤں دبانے کی سعادت حاصل کرتا رہا۔ اور اپنے دل میں گویا عرض بھی کرتا رہا حضرت والا صبح ذرا جلدی اٹھے باغ میں جا کر آپ نے وضو فرمایا اور مجھے بھی وضو کا حکم دیا آپ نے جلدی جلدی صبح کی نماز پڑھائی اور جماعت کی طرف رخ کر کے فرمایا۔

"کہ اگر کسی فقیر کو کوئی عقدہ (مشکل امر) پیش آجائے تو اسے چاہیے کہ اس کا شیخ زندہ ہو تو اس کی خدمت میں عرض کرے اگر شیخ زندہ نہ ہو تو کسی پختہ اور صاحب مقام پیر بھائی کے پاس جائے اگر کوئی پیر بھائی بھی ایسا نہ ہو تو وہ اپنے شغل باطنی اور اسباق طریقت میں سخت محنت شروع کر دے۔ انشاء اللہ اس کا عقدہ کھل جائے گا اور مشکل آسان ہو جائیگی اس لیے کہ عقدہ (مشکل، رکاوٹ) باریک ابر کی طرح ہے جس طرح باریک بادلوں کو ہوا فوراً اڑا لے جاتی ہے اسی طرح سالک کے عقدے کو بھی اشغال عبادات فوراً راستے سے ہٹا دیتے ہیں"۔

حضرت جیلانی کا عقدہ

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ ہمارے حضرت (جیلانی سائیں) رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے شیخ (قبلہ عالم) رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد ایک عقدہ پڑ گیا آپ درگاہ شریف (پیر جوگوٹھ) روانہ ہو پڑے سد راستے میں کے مقام پر پہنچے تو بیراگی پر سر رکھ کر مراقبہ فرمانے لگے۔ اتفاق سے اس وقت دو عورتیں وہاں سے گذریں ان میں سے ایک نے دوسری سے پوچھا کہ تمھارا کیا حال ہے؟ وہ کہنے لگی کیا پوچھتی ہو مجھ پر، خاوند، بھائیوں اور دوسرے اہل خانہ کے کام کا بڑا بوجھ ہے پہلی عورت کہنے لگی دوسروں پر کسی کا کیا زور! تم اپنی ہمت کرو، یہ سنتے ہی حضرت (جیلانی سائیں) رحمۃ اللہ علیہ کا عقدہ کھل گیا۔ رات آئی تو آپ نے مجھے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

"کہ حافظ! تہجد کے وقت بیدار ہو کر اچھی طرح وضو کر کے پہلے تحیۃ الوضو ادا کرو، اس کے بعد دس بار اللہ اکبر دس بار الحمد للہ وسبحان اللہ وبحمدہٖ دس بار سبحان الملک القدوس دس بار استغفر اللہ دس بار لا الہ الا اللہ دس بار اللھم انی اعوذ بک من ضیق الدنیا وضیق یوم القیامۃ۔ اس کے بعد دعا مانگی جائے انشاء اللہ العزیز قبول ہو گی۔

راہِ طریقت اور اسبابِ دنیا

حافظ شیر محمد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ خلیفہ لقمان رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں خیال آیا کہ لنگر میں روکھی روٹی ہے فقراء اسی پر گذارا کرتے ہیں۔ اگر لنگر کے لیے ایک دو گائیں خریدلی جائیں تو لسی اور دودھ فقراء کے لیے میسر آجائے گا۔ خلیفہ صاحب یہ خیال کر کے سوئے اور کسی مزارع نے اپنے ہمسائے سے کہا کلّی تے پڑدھ جونہی یہ آواز ان کے کان میں پہنچی بیدار ہو کر فرمانے لگے میں اس خیال سے توبہ کرتا ہوں۔ یعنی عارفوں کے کان ہر بات سن رہے ہیں۔

خلیفہ محمودؒ کا واقعہ

ایک دفعہ حضرت والا نے فرمایا کہ خلیفہ محمود کڑیہ والا رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھا کہ ایک کنواں دودھ سے لبریز ہے مگر اس میں گیدڑ گرا پڑا ہے۔ انھوں نے اپنا یہ خواب خلیفہ لقمان رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے بیان کیا اور اس کی تعبیر چاہی انھوں نے کہا کنوئیں سے مراد سالک کا دل، دودھ علم وحدت اور گیدڑ سے مراد پلید دنیا ہے۔ خلیفہ محمود علیہ الرحمۃ نے محسوس کیا کہ مجھے چچا کی وراثت سے جو نقد مال ملا ہے یہ اسی کی طرف اشارہ ہے انھوں نے فوراً یہ روپیہ نکال کر گنا تو بارہ ہزار نکلا وہ سارا روپیہ لے کر حضرت

marfat.com
Marfat.com

شیخ الشیوخ صاحب الروضہ (قبلہ عالم) رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت حاضر ہوئے آپ نے پوچھا خلیفہ یہ کیا ہے؟ انھوں نے خواب اور اس کی تعبیر کا سارا معاملہ عرض کیا، آپ نے ارشاد فرمایا میں نے جان لیا ہے کہ تم نے بات سمجھی مگر یہی سمجھے ہو کہ ایک پلید چیز (اہلِ طریقت کے ہاں) اٹھا کر میرے پاس لے آئے ہو اسے فوراً یہاں سے لے جاؤ اسے جماعت میں بھی تقسیم نہ کرنا کہ یہ اہلِ حق کی جماعت ہے اسے پلیدی میں ملوث نہ ہو، خلیفہ محمود رحمۃ اللہ علیہ اسی وقت یہ رقم اٹھا کر اپنے قصبے میں پہنچے اور وہاں کے غرباء و مساکین میں تقسیم کر دی۔ الغرض اس طرح اس بلا سے نجات حاصل ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا "ترک" یہ ہے۔

حافظ شیر محمد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ابراہیم نے ایک برتن میں ریت لا کر حضرت والا کے سامنے رکھی اور عرض کرنے لگا، حضور فصل میں کیڑا پڑ گیا ہے، ریت پر دم فرما دیں تا کہ کیڑے دفع ہو جائیں چونکہ ابراہیم کا حضرتِ والا سے گہرا ربط اور نسبت کا تعلق تھا آپ نے حکم دیا کہ اس (ابراہیم) کے سر پہ پانچ جوتے لگاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا ابراہیم دم کرکے دینا عوام الناس کے لیے ہوتا ہے تمھارے لیے میری دلی دعا ہے کہ تمھاری فصل سے کیڑے دور ہو جائیں گے۔ قدرتِ الٰہی اسی روز ابراہیم کی فصل سے کیڑے ہٹ گئے۔

ہر شیخ کا اپنا انداز ہوتا ہے

حافظ شیر محمد کا بیان ہے کہ ایک روز حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا کہ فقیر الیاس کا کا مارہ شریف کے بزرگ پیر محمد اشرف صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا طالب تھا۔ اس کے شیخ نے اس جہانِ فانی سے پردہ فرمایا تو میاں جان محمد صاحب ان کے جانشین مقرر ہوئے۔ الیاس فقیر نے یہ خبر سنی تو آیا اور کہنے لگا سبحان اللہ! پہلے وہ وقت تھا کہ ہر زائر روتا ہوا آتا اور روتا ہوا رخصت ہوتا۔ اب حال یہ ہے کہ لوگ ہنستے ہوئے

marfat.com
Marfat.com

آتے ہیں اور ہنستے ہوئے جاتے ہیں۔ اس کے بعد حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا کہ یہ معاملہ ہر ولی اللہ کے ساتھ ہوا کرتا ہے۔

یہ انگریز ہمارے سامنے کیا چیز ہے

حافظ شیر محمد کا بیان ہے کہ عبدالمجید اپنے والد کے انتقال پر درگاہ شریف گیا اور پگڑی باندھ کر واپس آیا تو اس کا لباس بھی تبدیل تھا۔ کوٹ، ٹوپی، بوٹ وغیرہ یعنی انگریزی لباس زیب تن کر کے آیا۔ حضرتِ والا نے اس حالت میں اسے دیکھا تو فرمایا عبدالمجید! اپنے افعال کو شراب اور زناکاری (اعاذنا اللہ منہا) سے بدلو، خالی اپنے سلسلہ کے لباس بدلنے سے کیا ہوگا؟ (آپ نے غُصّے سے فرمایا) عبدالمجید نے کم فہمی سے جواب دیا کہ یہ ذکر و فکر اور جماعت آخر ہے کیا؟ حضرتِ والا نے جلال میں آکر فرمایا کہ لڑکے تو کیا پوچھتا ہے؟ تیرا باپ مجھ سے پوچھے تو اسے بتاؤں۔ اسی وقت آپ نے غُصّے کے عالم میں فرمایا کہ یہ انگریز ہمارے سامنے کیا چیز ہے؟ ہم تو صرف رضا پر راضی ہیں۔

سر کے بال

حافظ شیر محمد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے سر کے بال رکھے ہوئے تھے اسی حالت میں حضرت والا کی خدمت میں پہنچا اتفاقاً یہ جمعہ کا دن تھا۔ آپ نے فرمایا شیرو! تم نے سر کے بال رکھ لیے ہیں؟ میں نے عرض کیا قبلہ حجام موجود نہ تھا کہ سر کے بال صاف کرے۔ یہ بات ہو رہی تھی کہ حجام آگیا آپ نے اسے حکم دیا کہ شیرو کا سر مونڈ دو، اس دن کے بعد آج تک میری کیفیت یہ ہے کہ جب تک سر کے بال نہ صاف کرا لوں طبیعت کو چین نہیں آتا۔ اسی طرح حضرتِ والا نے گدی نشین صاحب (ہاڑی گمراہاں حضرت شیخ ثانی حافظ محمد عبداللہ قدس سرہ) کو کئی بار بلوا کر ان کا سر مونڈوا دیا اور فرمایا کہ سر کے بال اچھے نہیں ہیں

marfat.com
Marfat.com

نماز نہ پڑھنے والوں کو معاف نہ کیا جائے

میاں گل محمد صاحب گڑھی اختیار خاں[1] والے کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا کسی شخص کی دعوت پر تشریف لائے آپ نے دیکھا کہ صاحب دعوت کی جماعت کے اکثر افراد نماز کے معاملے میں انتہائی غیر محتاط اور سست واقع ہوئے ہیں حضرتِ والا نے یہ کیفیت دیکھی تو آپ نے صاحبِ سجادہ کو اشارۃً تنبیہ فرمائی کہ میاں صاحب! اپنی جماعت کو نماز کی تاکید کریں انھوں نے جواب میں کہا حضرت میں انھیں بہت سمجھاتا ہوں مگر کیا کروں یہ بدستور سستی کرتے ہیں۔ حضرتِ والا نے فرمایا جو لوگ نماز میں سستی کریں آپ ان کا کھانا بند کر دیں۔ انھوں نے عرض کیا قبلہ! میرے پاس تو نماز میں سستی کرنے والے چند لوگ ہیں۔ یہ جو کافر، مجوسی اور دوسرے منکرینِ خدا ازل سے اس کا رزق کھا رہے ہیں خدا تعالیٰ نے تو ان کی روزی بند نہیں کی۔ آخر بے نمازوں کا کھانا کیسے بند کیا جائے آپ نے فرمایا میاں صاحب اللہ تعالیٰ احکم الحاکمین، اکرم الاکرمین اور ارحم الراحمین ہے اس سے حساب کتاب طلب کرنے والا کوئی نہیں ہے مگر ہم اور آپ سے تو حساب کتاب لیا جائے گا (یعنی پوچھا جا سکتا ہے کہ تم نے بے نماز کو کھانا کیوں دیا)

جماعتِ فقراء پر اعتراض

مولوی میاں حامد اللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا جماعت کے ہمراہ کسی دعوت پر تشریف لے جا رہے تھے اتفاق سے میں بھی طلبِ علم کے سلسلے میں سفر پر تھا میں نے

---

[1] غالباً اس سے مراد حضرت قبلہ خواجہ گل محمد صاحب کوریجہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں جو حضرت والا کے ہم عصر تھے اور انھوں نے دو تین دفعہ حضرت والا کی دعوت بھی کی۔ راقم السطور کا خیال ہے کہ یہ واقعہ خود حضرت خواجہ گل محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ پیش آیا۔ حضرت والا جامع مسجد گڑھی اختیار خاں دیکھنے کی خاطر گڑھی تشریف لائے اور پھر آپ نے پھر چونڈی شریف کی مسجد بالکل اسی نمونے پر تیار کرائی۔

marfat.com
Marfat.com

جماعت کو دیکھا تو مجھے اس میں سیاہ لباس میں ملبوس چند عورتیں نظر آئیں یہ دیکھ کر حضرت والا کی قدم بوسی حاصل کرنے پر میرا دل آمادہ نہ ہوا اور میں ایک طرف ہو کر کھڑا ہو گیا۔ اتنے میں میں نے دیکھا کہ ایک گدھا جو رسی سے بندھا ہوا تھا رسی تڑوا کر بھاگتا ہوا آیا۔ حضرت والا کی قدم بوسی کرنے لگا میں نے یہ معاملہ دیکھا تو حیرت میں آگیا دوڑ کر قدم بوس ہوا اور آئندہ کے لیے جماعت پر خوردہ گیری اور عیب چینی سے توبہ کی۔

بہد شاخ پر میوہ سر بر زمین

ایک دفعہ کسی شخص نے پوچھا کہ حضور! عام لوگوں کی گزر گزران کسی نہ کسی کسب اور محنت و مشقت کے بغیر نہیں ہوتی مگر کیا وجہ ہے کہ یہاں کے فقراء بالکل بے کار (کارِ دنیا سے) بیٹھ کر خوش خوش وقت گذارتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جو شخص مرجاتا ہے اس پر لوگ جمع ہو کر خدمت کرتے ہیں یہاں بھی ایک مردہ ہے اسی سبب سے جمع ہونے والے لوگ مفت کھا پی رہے ہیں اور میت کے لیے خدمت کی خاطر آنے والوں کا تو تانتا بندھا ہوا ہے۔

جو کچھ ہو رہا ہے سب اسی کے حکم سے

ایک دن فقیر محمد لانگری نے حسبِ عادت بھات (مختلف اناجوں کا ملغوبہ) کا تھال بھر کر ایک امیر آدمی کے سامنے رکھا۔ امیر آدمی نے بھات کو ناپسندیدگی سے دیکھتے ہوئے کہا فقیر محمد! یہ (کھانا) تم اپنے خیال سے لے آئے ہو یا حضرتِ والا کے حکم سے۔ لانگری نے جواب دیا کہ نہ حضرتِ والا کے حکم سے اور نہ اپنے خیال سے بلکہ میں یہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے لایا ہوں۔ حضرتِ والا کے علم میں فقیر محمد کا یہ جواب آیا۔ تو آپ بہت خوش ہوئے اور فرمانے لگے کہ طالبانِ حق کو ہمیشہ ایسی ہی پختگی اور قلبی قوت کا مظاہرہ کرنا چاہیے۔

marfat.com
Marfat.com

دین صحبت سے حاصل ہوتا ہے

ایک دفعہ عصر کے وقت صوبہ دار خاں دار بچہ حضرتِ والا کے حضور بیٹھا تھا کہ ایک طالب راہ حاضر ہوا اور دوزانو ہو کر آنکھیں بند کر کے انتہائی ادب کے ساتھ حضورِ دل کی کیفیت میں حضرتِ والا کے سامنے بیٹھ گیا تاکہ تلقین (ذکر) حاصل کرے آپ نے اسے تلقین فرمائی۔ مولوی صوبہ دار خاں اس صورتِ حال سے بگڑ گیا۔ اور کہنے لگا حضرت! اسے تلقین کیا فائدہ دے گی؟ پہلے اسے توبہ کرائی جاتی پھر ایمان کا مفہوم اس کے ذہن نشین کرایا جاتا۔ بعد میں اسے تلقین کی جاتی۔ تاکہ کچھ سمجھتا تو سہی آپ نے ارشاد فرمایا

کلمہ کی تلقین تو اسے ہو گئی اب ایمان اسے آپ سمجھا دیں''

مولوی صاحب خاموش ہو گئے فجر کا وقت آیا تو حضرتِ والا نے جماعت کی طرف رخ کر کے وعظ و نصیحت شروع کر دی۔ آپ نے فرمایا کہ تلقینِ شیخ کے وقت ابتداء میں مرید کی خود نفی ہو جاتی ہے پھر اس کا اثبات ہوتا ہے۔ جب نفی آتی ہے تو اس وقت ایمان کی حاجت نہیں رہتی۔ اور جب شیخ کی صورت مرید کے اندر جاگزیں ہو جاتی ہے تو مرید نہیں رہتا۔ اثبات آتا ہے تو نماز روزے کی حاجت نہیں رہتی۔ اس وقت سالک ظاہری حال سے باطنی حال کی طرف منتقل ہو جاتا ہے۔ ایسے میں اسے تلقین کی حاجت نہیں رہتی اگرچہ کوئی شخص سیکڑوں کتابیں پڑھ لے مگر جب تک عارف کامل کی صحبت اختیار نہیں کرے گا اسے رموزِ حقیقت کی ہوا بھی نہیں لگے گی۔ اور نہ ہی اسے نعمتِ حقیقی سے کچھ حصہ نصیب ہوگا۔

فقیر خیر محمد کا واقعہ

ایک دفعہ خیر محمد صوفی سیرانی حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا یہ شخص قلندرانہ وضع میں رہتا تھا یعنی نماز نہیں پڑھتا تھا اور ناخن اور مونچھیں وغیرہ بڑھی ہوئی تھیں آپ نے

marfat.com
Marfat.com

اسے دیکھتے ہی فرمایا:

"خیر محمد آج تماشا دکھاؤ"

اس نے کہا قبلہ فرمائیں، آپ نے ارشاد فرمایا کہ ذاتِ حق وحدت میں تھی پس کس طرح کثرت میں ظہور فرما کر عرب میں احمد کی شکل میں اس نے جلوہ فرمایا۔ خیر محمد صوفی نے شریعت کے احکام کے سامنے سر تسلیم خم کیا ناخن اور مونچھیں درست کرائیں کپڑے پاک کیے اور نماز کے لیے کھڑا ہو گیا اور حضرتِ والا کی خدمت میں عرض کرنے لگا حضرت! وحدت کے کثرت میں ظہور فرمانے کا ایک نتیجہ یہ ہے اور کیا ہی اچھا تماشا ہے۔

آدابِ زیارتِ شیخ

شیخ فتح الدین کا بیان ہے کہ حضرت والا اپنے مرشد کی زیارت کی خاطر (سوئی شریف) تشریف لے جاتے تو راستے میں لکڑیوں کا گٹھا سر پہ اٹھاتے پاؤں سے جوتے اتارتے اور نہایت ادب و تعظیم کے ساتھ پیدل چل کر پہلے لکڑیوں کا گٹھا لنگر میں ڈالتے فقراء کی قدم بوسی کرتے اس کے بعد مرشد کے روضہ اقدس پر حاضر ہو کر ختم پڑھتے ایک دن روضہ اقدس کا دروازہ بند تھا وقتی طور پر چابی میسر نہ آسکی تو آپ نے دیوار (روضہ) کے ساتھ کھڑے ہو کر ختم پڑھا اور ہنستے ہوئے واپس مڑے تھوڑی دیر کے بعد رونے لگے پھر سر گریباں میں ڈال لیا اس کے بعد پھر ہنسنے لگے چونکہ آپ کافی مدت کے بعد آئے تھے لنگر میں جو کچھ موجود تھا وہ باصرار لے کر تناول فرمایا اور فرمانے لگے کہ لنگر تو میرے مرشد کا ہے۔

بعد از وصال جسم ظاہری کے ساتھ آمد

وصال کے بعد ایک رات حضرتِ والا ظاہری جسم اور عصا و دستار سمیت مسجد میں تشریف لائے اور تین دفعہ آپ نے بلند آواز سے فرمایا یہ آواز مسجد میں موجود تمام طالبین نے سنی کہ اے درویشو! اگر یہ بندہ صدیق اس دنیا سے رخصت ہو گیا ہے

marfat.com
Marfat.com

تو کیا غم ؟ اللہ تبارک و تعالیٰ تو زندہ موجود ہے اسے یاد کرو ، خبردار ! اس کی یاد میں سستی نہ کرو۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ میری جماعت کے فقراء (زہد و اتقاء میں) صحابہ کرام کے نقشِ قدم پر اور ان کی مانند ہیں

فقراء کا پھٹا پرانا لباس

اگر کبھی اپنے فقراء کو پھٹی پرانی چادر یا گدڑی لپیٹے دیکھتے تو انتہائی خوش ہوتے اور فرماتے کہ الحمدللہ طالبانِ راہ نے اپنے آپ کو صحابہ کرام کی اقتداء میں ادب و استقامت سے آراستہ کر لیا ہے اور فاستقم کما امرت کے مطابق کبھی یہ لوگ (جماعت) روزہ سے ہیں کبھی افطار سے یا حالتِ قیام میں ہیں یا حالت سجود میں۔

ایک دفعہ کسی شخص نے غلہ چوری کر لیا اور اس کا برتن خالی چھوڑ دیا سآپ کو اطلاع ہوئی تو فرمایا یہ برتن خالی نہیں ہے اگر غلہ سے خالی ہے تو ہے ذکرِ الٰہی سے خالی نہیں ہے بلکہ اس سے پُر ہے۔

ایک دفعہ حضرتِ والا نے اپنے شیخ کی زیارت کا ارادہ فرمایا کہ اتنے میں اندرونِ حویلی سے چاندی کا ایک کنگن ہاتھ سے اتار کر بھجوایا گیا کہ اسے لنگر میں خرچ کیا جائے آپ نے کہلا بھیجا کہ دوسرا کنگن بھی بھجوائیے تاکہ فقراء اس سے روزہ افطار کریں چنانچہ یہ کنگن آیا تو آپ نے دونوں درویشوں پر خرچ کر دیئے۔

فقراء پر شفقت

شیخ فتح الدین کا بیان ہے کہ حضرت والا اپنے مریدین و طالبین پر ہر دم و ہر آن نگاہ رکھتے تھے اور ان میں سے ہر شخص کے حال سے ہر وقت باخبر ہوتے تھے مجھے شروع سے گڑ کھانے کی عادت تھی پلے کچھ تھا نہیں۔ میں نے فقراء کی خاطر لنگر میں موجود چنے آہستہ آہستہ چوری کر کے

marfat.com
Marfat.com

اپنی غرض پوری کرنی شروع کر دی ۔ یہاں تک کہ سارے چنے ختم ہو گئے ۔ اتفاق کی بات ایک روز حضرتِ والا نے لانگری کو حکم دیا کہ آج درویشوں کے لیے چنے پکا لو ۔ دیکھا گیا تو چنے سرے سے موجود ہی نہ تھے ۔ لانگری نے تمام درویشوں پر چوری کی تہمت لگا دی ، ہر ایک سے کہتا کہ چنے تم نے کھائے ہیں معاملہ حضرتِ والا کی خدمت میں پہنچا تو مگا آپ نے مجھے فرمایا شیخ صاحب ! تم نہ ڈرو بے فکر رہو یہ سنتے ہی میرے اندر سے آواز اٹھی اور میں نے کہا قبلہ ! سارے چنے میں نے گڑ پر خرچ کر دیئے ہیں ۔ آپ نے فرمایا کہ شیخ کے لیے لنگر سے ایک آنہ روز مقرر کر دیا جائے تاکہ یہ اس سے گڑ خرید سکے اور چوری سے بچ جائے ۔ آپ نے میرا عیب قطعاً ظاہر نہ فرمایا ۔ الغرض میری طرح ہر شخص پر آپکے احسانات حدو شمار سے باہر ہیں ۔

نبی دنیا میں مقصد کی خاطر آتا ہے

میاں خلیفہ فیض اللہ کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا نے "ترک" کے ضمن میں حدیث بیان فرمائی کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد کے دروازے پر واقع بالا خانے میں آرام فرما تھے چٹائی کے نشانات جسم مبارک پر ظاہر تھے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ آئے انھوں نے یہ کیفیت دیکھی تو رونے لگے آپ نے وجہ پوچھی تو انھوں نے عرض کیا حضور ! آپ دونوں جہان کے بادشاہ ہیں مگر حالت یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر ! میں اللہ تعالیٰ کا وکیل ہوں (نمائندہ) اس کے کچھ کام پورے کر چکا ہوں کچھ ابھی باقی ہیں جونہی یہ باقی ماندہ کام پورے ہو جائیں گے میں واپس روانہ ہو جاؤں گا میں یہاں بیٹھنے کی خاطر نہیں آیا ہوں ۔

اپنی ہستی کو فنا کرنا ہی اصل ایمان ہے

ایک دفعہ احمد فقیر حضرت والا کو وضو کرا رہا تھا ایک بلوچ نے آپکی خدمت کی یہ کیفیت دیکھی تو کہنے لگا کہ یہ شخص یا حضرتِ والا کا غلام ہے یا پھر کفر سے

marfat.com
Marfat.com

اسلام میں آیا ہے۔ حضرت والا نے یہ بات سنی تو فرمایا احمد! بندہ جب تک اپنی ہستی مٹا نہیں دیتا اس وقت تک (کامل) مسلمان نہیں ہو سکتا۔ مسلمان (کامل اسلام) ہونا بڑا مشکل ہے۔

ایک سالک کو عجیب تلقین

ایک دفعہ ایک سفید ریش شخص بیعت ہوا بیعت کے بعد حضرت والا سے عرض کرنے لگا قبلہ! یہ سفید داڑھی اب آپ کے حوالے ہے! یعنی قیامت کے روز سفارش کا امیدوار ہوں حضرت والا اسے فرمانے لگے بھائی! تجھے بھی اپنی سفید داڑھی کا کچھ پاس کرنا چاہیے (یعنی اعمالِ صالحہ کی طرف توجہ دینی چاہیے)۔

وہ کیا ہے جو ان پر عیاں نہیں

نحو فقیر معمار روضہ مقدس حضرت مرشدنا قدس اللہ سرہ کا بیان ہے کہ ایک روز میرے دل میں خیال آیا کہ ہمارے کام کی پوری پوری اُجرت فقراء سے ملنی مشکل ہے اس لیے کہ ان کے پاس ہے ہی کچھ نہیں تو دیں گے کہاں سے؟ رات گذری تو صبح کے وقت حضرت والا نے مجھے حجرے میں بلایا اور پہلے دن سے لیکر آخری دن تک ایک ایک روز کی پوری مزدوری کے دام گن کر میرے حوالے کر دیئے مجھے مطلقاً پتہ نہ چل سکا کہ یہ رقم کہاں سے آئی۔ اس لیے کہ نہ تو آپ نے جیب سے نکالی نہ کوئی گٹھڑی کھولی صرف میں نے یہی دیکھا کہ بھر عطا کے ہاتھوں سے روپے گر رہے ہیں ساتھ ہی آپ نے فرمایا وَاللّٰهُ الْغَنِيُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ

سمجھے نہ کوئی آدمِ خاکی کو حقیر

نحو فقیر کا بیان ہے کہ ایک روز مجھے جوار کی روٹی ملی مجھے دل میں بہت غصہ آیا، صبح کا وقت تھا تھوڑی دیر میں حضرت والا گندم کی روٹی لیے ہوئے آگئے اور فرمانے لگے جوار کی روٹی اور گندم کی روٹی دونوں اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں تھیں جوار کی روٹی اس نے

marfat.com
Marfat.com

تھیں بھجوا دی کہ اس میں ہدایت تھی اور گندم کی روٹی دولت مندوں کے حوالے کی کہ اس میں گمراہی تھی مجھے تو (گندم کی روٹی دینے میں) کوئی اعتراض نہیں۔ زیادہ غصّہ نہ کرو میں دل میں بہت شرمندہ ہوا اور آیندہ کے لیے میں نے اس قسم کے خیالات سے توبہ کی۔ میرے ساتھ یہ واقعہ بیعت ہونے سے پہلے پیش آیا۔

طالب المولیٰ مذکر

ایک دفعہ مخدوم پیر محمد کھوڑیں والے اپنے فرزند کے ہمراہ حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور انھوں نے پوچھا حضور! نکاح سنت ہے آپ نے نکاح کیوں نہیں کرایا؟ اس وقت مخدوم صاحب کا لڑکا کھیل کود میں مصروف تھا آپ نے ارشاد فرمایا ذرا اپنے لڑکے کو تو بلوائیے۔ مخدوم صاحب نے تین دفعہ لڑکے کو بلوایا مگر وہ بدستور کھیل کود میں مصروف رہا۔ اور نہ آیا۔ آپ نے جماعت کے ایک فقیر کو بلایا تو وہ سر پر برتن (جس حالت میں تھا) رکھے ہوئے دست بستہ حاضر ہو گیا اور نہایت ادب سے کھڑا ہو گیا تھوڑی دیر بعد آپ نے فرمایا اب جاؤ چنانچہ وہ چلا گیا آپ نے فرمایا مخدوم صاحب! شادی اور نکاح کا مقصد اولاد پیدا کرنا ہے میری اولاد آپ نے دیکھ لی ہے اور اپنے فرزند کو بھی آپ نے دیکھ لیا ہے کہ تین دفعہ بلانے کے باوجود نہیں آیا۔ اب بتلائیے آپ کی اولاد اچھی اور فرمانبردار ہے یا میری؟ مخدوم صاحب خاموش ہو گئے اس کے بعد مخدوم صاحب نے عرض کیا حضور! آپ کی ہمشیرہ صاحبہ نے کیوں شادی نہیں کی؟ آپ نے فرمایا مخدوم صاحب دروازے پر جا کر میری ہمشیرہ کو خود سمجھائیں، چنانچہ مخدوم صاحب حسبِ ارشاد دروازے پر گئے اور وعظ و نصیحت شروع کر دی حضرتِ والا کی ہمشیرہ محترمہ نے اندر سے جواب میں یہ لکھ کر بھجوایا۔ طالب الدنیا مخنث، طالب العقبیٰ مؤنث، طالب المولیٰ مذکر (طالب دنیا مخنث ہے، طالب آخرت عورت ہے اور طالب مولیٰ مرد ہے) یعنی میں طالب مولیٰ ہوں اس لیے خود مرد ہوں مجھے شادی کی کیا ضرورت ہے مخدوم صاحب لاجواب ہو کر واپس آئے۔

marfat.com

Marfat.com

ایک مقامی زمیندار کو نصیحت

ایک دفعہ حضرت والا ابوالخیر (ڈاہر خاندان کا ایک معروف مقامی زمیندار) کی تعزیت کیلیے بھنبو خاں کے پاس تشریف لے گئے۔ طالبانِ راہ فکر مند تھے کہ نہ جانے حضرت والا کن الفاظ میں اس سے تعزیت فرماتے ہیں جونہی آپ نے تعزیت کی خاطر بچھے ہوئے فرش پر اپنے قدم مبارک رکھے۔ آپ نے زبانِ وحی ترجمان سے بھنبو خاں کو نصیحت کے انداز میں فرمایا کہ ایک بادشاہ کو دو چیزیں نہایت عزیز تھیں اور وہ ہر وقت ان دونوں کو اپنی نگاہ کے سامنے رکھتا تھا ایک تازہ میوہ جات اور مختلف کھانے پینے کی چیزیں اور دوسرے فوجی لشکر، دراصل یہ دونوں چیزیں اسے اپنی جان (کھانے پینے اور فوج کے ذریعے اس کا تحفظ) کی خاطر عزیز تھیں، اتفاق سے ایک صاحب ولایت فقیر بادشاہ کے پاس آیا اور اسے بیعت کے طریقے کے مطابق کہنے لگا کہ بادشاہ میری صورت کی طرف دیکھ کر آنکھیں بند کر لو اس نے فقیر کی صورت ذہن میں پختہ کر لی تو فقیر اسے تلقین کرنے لگا کہ میری صورت کا تصور کر کے اللہ اللہ کیا کرو کہ اللہ کے بغیر کوئی ذریعہ نجات نہیں ہے یہ کہہ کر فقیر نے رخصت لی۔ کچھ عرصہ بعد بادشاہ کا وقت پورا ہو گیا۔ نزع کے وقت اس نے دیکھا کہ اپنی حفاظت کی خاطر جو لشکر میں ہر وقت اپنے سامنے تیار رکھتا تھا وہ سارا بھاگ گیا ہے اور جسم کے تمام اعضاء شل ہو گئے ہیں یہاں تک کہ ان میں میوے وغیرہ اٹھانے کی بھی طاقت نہیں رہی۔ الغرض جب ہر طرف سے مایوس ہوا تو شیخ کی صورت اسے یاد آئی اور اس طرح اللہ تعالیٰ کی توجہ اور رجوع میں اس نے جان جانِ آفرین کے سپرد کی

بھنبو خاں: اللہ تعالیٰ کی ذات کے علاوہ کوئی شے باقی رہنے والی نہیں ہے۔ لہٰذا ضروری ہے کہ اپنے آپ کو اللہ کی یاد میں مصروف رکھو۔ ہم اللہ اللہ میں مصروف ہیں آپ بھی اللہ اللہ کریں۔

marfat.com
Marfat.com

صوفیا کا مشترک نظامِ معیشت

ایک دفعہ حضرتِ والا نے طالب نامی فقیر سے فرمایا کہ اے درویش! مجھے بھوک بہت ستاتی ہے چونکہ میری ملک کوئی چیز نہیں ہے سب کچھ فقراء کی ملکیت ہے اگر میرے پاس کچھ ہو تو تھوڑے سے چنے لے کر کسی برتن میں رکھ دوں اور بھوک کے وقت ان میں سے کچھ کھالیا کروں اور اگر کوئی سفر پر جائے تو اس میں سے اسے بھی کچھ دوں تاکہ سفر میں اس کے کام آئے۔ اتفاق سے اس وقت فقیر موصوف کی جیب میں پانچ آنہ رقم موجود تھی جو اس نے کہیں سے مزدوری کر کے کمائی تھی۔ اس نے فوراً یہ رقم نکال کر پیش کی۔ آپ نے قبول فرمالی اور اسے اپنی ضرورت میں خرچ کیا۔

شانِ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

اللہ وسایا خاں بہاولپوری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں حضرتِ والا کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ میرے منہ سے ایک ایسی بات نکل گئی جو مرید کے لیے بے ادبی کے دائرے میں آتی تھی میں سخت پشیمان ہوا اور حضرتِ والا کی خدمت میں بے ادبی پر آپ سے معافی کا خواستگار ہوا، آپ نے ارشاد فرمایا شرعی مسئلے کے ضمن میں کسی قسم کی گفتگو بے ادبی کے دائرے میں نہیں آتی بلکہ معاف ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا اپنا ہاتھ زور سے اپنے جسم پر مارو ایذا پہنچتی ہے۔ یعنی میرے مرید میری جان ہیں۔ میں انھیں کیسے رنجیدہ خاطر کر سکتا ہوں اس کے بعد آپ نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ۔

ایک مرتبہ جبرئیل امین علیہ السلام وحی کے سلسلے میں دبشری شکل میں دربارِ نبوی میں حاضر خدمت تھے کہ خلیفہ اول حضرت ابوبکر صدیق تشریف لائے حضرت جبرئیل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی استقبال کی خاطر کھڑے ہو گئے تھوڑی دیر بعد خلیفہ دوم ان کے بعد خلیفہ سوم اور آخر میں خلیفہ چہارم تشریف لائے مگر جبرئیل امین ان میں سے کسی کے استقبال کے لیے نہ اٹھے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرئیل امین سے خلفائے ثلثہ کے استقبال کے لیے نہ اٹھنے کی وجہ پوچھی

marfat.com
Marfat.com

تو انھوں نے عرض کیا حضور! صدیقِ اکبر میرے اُستاد ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام کا جسّہ تیار کیا جا رہا تھا تو تمام فرشتوں نے اعتراض کیا کہ مولا آدم کو پیدا نہ کر! اس وقت میں بھی فرشتوں کی ہمنوائی میں یہی بات کہنے لگا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیق کی روحانیت ظاہر ہو گئی اور اس نے سکھلایا کہ ہمیں اپنے مولا کی رضا پر راضی رہنا چاہیے وہ جو کچھ کرے مالک ہے نہ کسی میں یہ طاقت ہے اور نہ کسی کو علم ہے کہ وہ کیوں ایسے کر رہا ہے؟ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ میرے استاذ ہوئے اس لیے ان کا ادب میرے لیے فرض ہے

اُمّی و گویا بزبانِ فصیح

ایک دفعہ مولوی میاں اسحٰق و ملا عیسیٰ ساکن تعلقہ میر علی مراد دو تین آزاد خیال قسم کے ہمراہیوں کے ساتھ حضرتِ والا کی خدمت میں زیارت کے لیے حاضر ہوئے ایک دن آیت ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَی الْعَرْشِ (یونس رکوع ۱) کے بارے میں بات چل پڑی۔ مولوی صاحب نے حضرتِ والا سے اس بارے میں کچھ پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ فقیر تو ناخواندہ ہے۔ پھر آپ نے مولوی صاحب سے پوچھا کہ آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

مولوی صاحب نے فرمایا کہ اس بارے میں اس قدر علمی مولو اور گفتگو کی گئی ہے کہ اس کا یہاں بیان کرنا مشکل ہے۔ باقی ہمارے نزدیک "مکان" ثابت ہے اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ ذاتِ خداوندی قدیم ہے یا حادث؟ مولوی صاحب نے کہا قدیم۔ آپ نے فرمایا عرش قدیم ہے یا حادث؟ مولوی صاحب نے کہا عرش حادث ہے؟ اس کے بعد حضرتِ والا نے فرمایا کہ پھر مسئلہ تو حل ہو گیا مولوی صاحب کے ذہن میں جونہی یہ باریک نکتہ آیا فوراً بیعت کے لیے دوزانو ہو گئے البتہ ان کے ساتھی بھاگ کھڑے ہوئے۔

کعبۂ حکمی و کعبۂ حقیقی

فقیر خان محمد مؤذن کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا نماز کے بعد جماعت کی طرف رُخ کر کے مصلّی پر بیٹھ گئے اور طالبانِ حقیقت کے

marfat.com
Marfat.com

سامنے توحید و معرفت کے اسرار و نکات بیان کرنے لگے کہ اس دوران ایک درویش نے اپنا عقدہ یوں پیش کیا کہ حضرت! اس کی کیا وجہ ہے کہ امام نماز سے فراغت کے بعد کعبہ کی طرف پیٹھ کر لیتا ہے جبکہ جماعت کی طرف رُخ کرتا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ کعبہ ظاہری حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا بنا کردہ ہے جبکہ مومن کے قلب کا عرش الٰہی ہونا ثابت شدہ امر ہے۔ پس کعبہ حکمی کی بہ نسبت کعبہ حقیقی کی طرف رُخ کرنا کہیں اعلیٰ و افضل ہے طالبانِ حقیقت جو کشتۂ خنجر تسلیم ہوتے ہیں اور ذبح کی تکبیر اللہ اکبر سے موتوا قبل ان تموتوا کی موج کے گرداب میں آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس حالت سے رجوع کر کے شریعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تابع یحیی الموتیٰ کا لباس پہن کر اپنے شیخ کی صورت کے منتظر ہوتے ہیں وہ صورت جو دراصل انسانی شکل میں نور الٰہی ہوتی ہے۔ چنانچہ طرفین کے درمیان محبت حقیقی جوش مارتی ہے۔ الغرض امام کے لیے ضروری ہے کہ وہ کعبہ حکمی سے کعبہ حقیقی کی طرف اپنا رُخ پھیرے۔

بعد از وصال شیخ کا فیض

حافظ میاں عبداللہ[1] کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ آپ نے زبانِ حقیقت کھولی فرمایا کہ دنیا میں عارف کی توجہ تین طرف ہوتی ہے ایک شریعت کی طرف دوسری وحدت کی طرف، تیسری طالب کی حالت کی طرف۔ مگر جب شیخ اس دنیا سے نقل مکانی کرتا ہے تو شریعت کی پابندی کی تکلیف ختم ہو جاتی ہے اور دو امور پر (یعنی وحدت پر اور طالب کی حالت پر) اس کی نگاہ باقی رہتی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیخ کا فیض اس دنیا سے وصال کے بعد طالب کے حق میں پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے مگر اس کے لیے یہ ضروری ہے کہ طالب کی نسبت اپنے شیخ سے پختہ اور مضبوط ہونی چاہیے۔

---

[1] شیخ ثانی حضرت حافظ محمد عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ

marfat.com
Marfat.com

محبتِ الٰہی کسی لباس کی محتاج نہیں ہے

کیچی فقیر کا بیان ہے کہ ایک دن حضرت والا آرام فرما رہے تھے اچانک عجلت میں بیدار ہو کر اٹھے اور فقیر اللہ بخش کو بلا کر حکم دیا کہ فوری طور پر اونٹ تیار کر کے ریلوے اسٹیشن (ڈہرکی) لے جاؤ وہاں تمھیں پنڈت شکل وصورت کا ایک فقیر ملے گا جو گیروے رنگ کے لباس میں ہوگا اس کی مونچھیں دراز اور ماتھے پر تلک ہوگا عقیق کی مالا گلے میں ہوگی اسے اونٹ پر سوار کر کے لے آؤ۔ فقیر اللہ بخش حضرت والا کے حکم پر اونٹ لے کر فوراً اسٹیشن پہنچا بتائی گئی نشانیوں کے مطابق اس نے فقیر کو پہچان لیا اور حضرتِ والا کی طرف سے اسے سلام کہا فقیر نے جواب میں کچھ نہ کہا بلکہ خاموش رہا تھوڑی دیر بعد فقیر نے اللہ بخش سے پوچھا کہ تم میری انتظار میں کیسے کھڑے ہو؟ فقیر اللہ بخش نے حضرتِ والا کے حکم کا سارا حال کہہ سنایا چنانچہ وہ فقیر اونٹ پر سوار ہو کر حضرت والا کی خدمت میں پہنچا اور کچھ ایام اس نے آپ کے حضور میں گذارے جب اس سے صحبت ہوتی (درویشانہ مجلس) حضرت والا کی جماعت میں بے حد گریہ وزاری شروع ہو جاتی وہ فیوض سے مالامال ہو کر روانہ ہو گیا تو بھی تین دن تک جماعت میں ایک خاص ذوق وشوق کی کیفیت رہی۔ اس کی روانگی کے بعد حضرتِ والا نے فرمایا ۔ فقر ودرویشی اور محبت الٰہی کسی خاص شکل وصورت اور لباس کی محتاج نہیں ہے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے ۔

جینویں توں رکھ رہیں پیارا

فقیر کیچی کا بیان ہے کہ ایک دن ایک گداگر بندر ہمراہ لیے ہوئے حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوا چونکہ اس نے بندر کو سدھایا ہوا تھا چنانچہ وہ گداگر کے اشارے پر مختلف کرتب مثلاً ہاتھ باندھنا، نیاز کرنا، سجدہ وسلام کا اظہار کرنا دکھا رہا یعنی جو کچھ گداگر نے اسے سکھلایا تھا وہ سب اس نے کر دکھلایا۔ حضرتِ والا اس کے ایک ایک کرتب کو بغور

marfat.com
Marfat.com

دیکھتے رہے اور اس سے آپ کی نگاہِ جمالِ غیبی کے مشاہدے میں مستغرق رہی۔ اسی وقت آپ نے ولی محمد فقیر نعت خواں کو بلوا کر یہ کافی پڑھنے کا حکم دیا۔

اساں اینویں کروں جینویں تور یجھ رہیں ریجھ رہیں پیارا، ریجھ رہیں پیارا

فقیر نور محمد مست کا بیان ہے کہ ایک دفعہ عصر کی نماز میں نیت باندھنے کے بعد اور تکبیر کہنے سے پہلے حضرتِ والا نے جماعت کی طرف رخ کرتے ہوئے فرمایا کہ سب عورتوں کے طالب ہیں میرا طالب کوئی نہیں ہے

اوّل بآخر نسبتے دارد

شیخ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ایک روز حضرتِ والا عصر کے وقت باغ والے چھپر میں تشریف فرما تھے کہ مجھے قدمبوسی کی سعادت حاصل ہوئی جونہی آپ نے میری طرف توجہ فرمائی میرے دل سے آواز آئی کہ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی مثال یا شبیہ) ہیں۔ اتنے میں آپ عصر کی نماز کے لیے اٹھے مسجد کے جنوبی دروازے سے متصل واقع محلے پہ پہنچے تو کاذ فقیر ماچھی کی طرف رُخ کر کے فرمانے لگے ھوڑ تجو متھو خیال، د تنیدے و میر ملکی جوا یھو شک شیے بیہر ذ نوسے میر ملکی جوا یھو چنانچہ میرا عقدہ حل ہو گیا اور مجھے یقین کی کیفیت حاصل ہو گئی۔

آدمی کو بھی میسّر نہیں انساں ہونا

فقیر نور محمد مست کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ نے یہ نقل بیان فرمائی کہ گذشتہ زمانے میں ایک طالب ہر وقت اپنے شیخ سے یہی سوال کیا کرتا تھا کہ حضرت! میرے لیے دعائے خیر فرمائیں شیخ جواب میں اسے فرمایا کرتے اللہ تعالیٰ تجھے آدمی بنائے کچھ دنوں بعد اس کے دل میں خیال آیا کہ میں آدمی ہی ہوں جانور تو نہیں ہوں (شیخ یہ کیسی دعا فرماتے ہیں) شیخ نے اسے فرمایا کہ جمعہ کے روز میرے جوتے اپنے پاس لے کر بیٹھ جانا جب وقت بادشاہ وزیر اور باقی تمام مخلوق نماز جمعہ کی خاطر جمع ہو جائے اس وقت میرے جوتے

marfat.com
Marfat.com

اپنے سر پر رکھ لینا تمھیں حقیقتِ حال کا علم ہو جائے گا اس نے ایسے ہی کیا چنانچہ اس نے دیکھا کہ تمام لوگوں کی شکلیں بدلی ہوئی ہیں۔ بادشاہ شیر کی شکل وزیر کفتار کی شکل اور دوسرے تمام لوگ الگ الگ حیوانات کی شکلوں میں ہیں۔ البتہ صرف شیخ انسانی شکل میں ہیں فوراً اس کی چیخ نکلی کہ حضور میں غلطی پر تھا بات میری سمجھ میں نہ آئی تھی مجھے معاف فرمائیں۔

احیائے اسلام

فقیر محمد ہاشم مارٹھچہ کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت صاحب الروضہ (قبلہ عالم سید محمد راشد رحمۃ اللہ علیہ) سفر پر روانہ ہونے لگے تو سوار ہوتے وقت آپ ریشمی لنگی سے کمر باندھنے لگے اتنے میں کسی ٹالپر نے پوچھا حضور! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں کتنی دفعہ تشریف لائے ہیں آپ نے فرمایا تین بار، ایک دفعہ مکہ معظمہ میں دوسری دفعہ بغداد میں اور تیسری دفعہ اب تشریف لائے ہیں۔ سائل نے پوچھا کہ حضور اب کس جگہ؟ آپ نے فرمایا جو کمر باندھ رہے ہیں اس کے بعد آپ سوار ہو کر سفر پر چل پڑے[1]۔

میت کی بخشش کی خصوصی دُعا

فقیر پیر محمد پنجابی لانگری کا بیان ہے کہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ جہاں کہیں کوئی مسلمان اس دنیا سے رحلت کرے جو شخص پہلی رات اس میت کی قبر کے پاس یا جہاں بھی اس ترتیب سے دو رکعت نماز نفل ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہ معاف کر دے گا پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیۃ الکرسی ایک دفعہ سورہ الھٰکم التکاثر

---

[1] اس سے مراد نہ حلول ہے نہ اتحاد اور بعینہٖ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری! بلکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کے طفیل آپ کے پیغام کا مکمل اور ہر پہلو سے احیاء مراد ہے حضرت صاحب الروضہ کے نزدیک یہ احیاء دیا نشاۃ ثانیہ حضرت غوث الاعظم اور پھر خود ان کے اپنے ہاتھوں سے ہوئی۔

marfat.com
Marfat.com

دس دفعہ پڑھے دوسری رکعت میں بھی یہی سورتیں اسی ترتیب سے پڑھے اس دو رکعت کا ثواب اس میت کی روح کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ اپنے خصوصی فضل و احسان اور اس نماز کی برکت سے چار ہزار فرشتے اس میت کی قبر پر مقرر فرما دیتا ہے جو قیامت تک اس کے لیے مغفرت طلب کرتے رہتے تھے۔ چنانچہ میت بخش دیا جاتا ہے اسی طرح یہ فرشتے نماز پڑھنے والے کے لیے بھی مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے دونوں کو اپنی بخشش سے نوازتا ہے۔

ایک دفعہ حضرت والا کی زبانِ مبارک سے سنا گیا۔ آپ نے فرمایا کہ جو شخص کسی میت کی قبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث تین بار پڑھے اور اپنی شہادت کی انگلی اس قبر کے سر کی طرف اٹھائے اللہ تعالیٰ اس میت کی مغفرت فرما دے گا وہ حدیث یہ ہے۔

اللھم انی اسئلک بحق محمد و آل محمد ان لا تعذب ھذا المیت

اے اللہ میں محمد مصطفیٰ اور ان کی آل کے وسیلے دعا مانگتا ہوں کہ اس میت کو عذاب سے بچانا۔

اس فقیر جامع نے اپنی آنکھوں سے بارہا دیکھا کہ حضرت والا قبروں کی زیارت کے لیے جب بھی تشریف لے جاتے یہ دعا ہمیشہ پڑھتے۔

فقیر اللہ اندا کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضرت والا کی زبانِ مبارک سے سنا کہ آپ یہ کافی پڑھ رہے تھے۔

شعر جیوے پیر ڈنوے ناھی باھس محمد بیو

شمس تبریزیؒ کا واقعہ

حافظ شیخ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے وعظ کے دوران یہ نقل بیان فرمائی کہ حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ نے مردہ زندہ کیا تھا وہ واقعہ یوں ہے کہ بادشاہِ وقت کا

marfat.com
Marfat.com

بیٹا کسی سبب سے فوت ہو گیا اس نے حضرت شمس تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کو بلوایا اور عرض کیا کہ حضور: میرا بیٹا زندہ کریں، آپ مردے کے سرہانے تشریف لائے اور دو بار قم باذن اللہ فرمایا مگر مردہ نہ اٹھا۔ اس کے بعد آپ نے قم باذنی کہا تو مردہ اٹھ بیٹھا اس واقعے کی حقیقت یہ ہے کہ جب آپ نے قم باذن اللہ فرمایا اس وقت آپ کی اپنی ہستی قائم اور موجود تھی یعنی صورتِ خیالیہ میں اس وقت شمس تبریزی اور اللہ تعالیٰ دونوں الگ الگ موجود تھے اسی وجہ سے آپ کی بات میں اثر نہ ہوا اس کے بعد آپ نے اپنی نفی کی اور حق کا اثبات کیا اور اسی صورت میں قم باذنی فرمایا تو شہزادہ زندہ ہو گیا اسی طرح ہر طالب حق کو چاہیے کہ شغلِ حق میں اپنے وجود اور اپنی ذات کو کسی شمار میں نہ لائے۔ صرف اور صرف ذات کی طرف متوجہ رہے۔

ہست قرآں در زبان پہلوی

شیخ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا نے فرمایا کہ کلامِ الٰہی تین دفعہ نازل ہوا ہے[1]۔ ایک دفعہ عربی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک پر جاری ہوا دوسری دفعہ فارسی میں جو مثنوی مولانا روم کی شکل میں موجود ہے تیسری دفعہ سندھی میں حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی کے رسالے کی صورت میں

تو زندہ ہے واللہ

شیخ عبدالرحمٰن کا بیان ہے کہ ایک دفعہ عصر کی نماز کے وقت نیت باندھنے کے بعد اچانک حضرتِ والا نے

---

[1] اس سے مراد مثنوی اور رسالہ شاہ عبداللطیف بھٹائی کی عظمت اور قرآنی فکر کی بہترین تشریح ہونا ہے۔ اس عبارت سے یہ دھوکا نہ ہو کہ معاذ اللہ یہ کتابیں بھی قرآن مجید کی طرح بذریعہ وحی نازل ہوئیں ان کتابوں کی اسلامی و دینی حیثیت مسلم مگر قرآن مجید کا مقابلہ کرۂ ارض کی کون سی کتاب کر سکتی ہے۔ چہ نسبت خاک با عالم پاک

marfat.com
Marfat.com

جماعت کی طرف رُخ مبارک پھیرا اور فرمایا کہ سرورِ کائنات حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اس میں قطعاً کوئی شک وشبہ نہیں ہے ۔

تین قسم کے لوگوں سے آپکی ناپسندیدگی

فقیر پیر محمد لانگری کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا نے جلال میں آ کر کہا کہ میرا دل چاہتا ہے کہ تین شخصوں کی داڑھی نوچ لوں ایک وہ جو دوسرے لوگوں کی عورتوں کو دینی بہنیں بنا لیتے ہیں[ا] دوسرے وہ جو اپنی ساری قیمتی عمر کیمیاگری ایسی لغو چیز کے پیچھے برباد کر دیتے ہیں اور تیسرے وہ جو دنیائے دوں کی خاطر ورد و وظائف میں سر مارتے ہیں ۔

راز و نیاز کی باتیں

فقیر عبدالرحیم عرف بڑے فقیر کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سوئی شریف کے فقراء نے حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور! حضرت پیر سائیں سانول صاحب (حضرت میاں ابوبکر عرف سانول سائیں شیخ ثالث سوئی شریف رحمۃ اللہ علیہ) کافی عرصہ سے سفر پر ہیں اور گھر واپس نہیں ہو رہے مہربانی فرما کر انھیں خط لکھیں کہ چولستان کے سفر سے واپس تشریف لائیں آپ نے زبانِ مبارک سے یہ بیت ارشاد فرمائے اور یہی لکھوا کر انھیں روانہ فرمائے

لا کا تو سندی لجا آءِ او ڈ اگلي اهيان پکا تو
پرتا اڏ ڀنڃي آسرِ ئي

حضرتِ سانول سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں یہ اشعار لکھ کر بھجوائے ۔

ددو ڏيهن ڏٺون ڏکن اُچا نيسنو　　　تمو ڻي نيسڻون نه لپسو پيرو ٻيرين جو

[ا] دیہی معاشرے میں یہ ایک رسم ہے لوگ شرعاً غیر محرم عورتوں کو منہ بولی بہنیں بنا لیتے ہیں اس سے فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوتا ہے ۔

marfat.com
Marfat.com

فقیر عبدالرحیم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ ایک عقیدتمند کچے بیر بطور نذر لایا اسی دوران ایک دوسرے عقیدتمند نے پختہ بیروں سے بھرا ہوا تھیلہ پیش خدمت کیا۔ پہلے عقیدتمند نے دل میں خیال کیا کہ شاید میرے کچے بیر پسند نہ آئیں وہ دل میں قدرے نادم ہوا آپ نے اسی وقت یہ شعر پڑھے۔

ڇپاڻي قبول آيل آدمين جا آيا منجهه حضور لتا حق حساب جا

اصل چیز توکل ہے

فقیر اکبر علی کا بیان ہے کہ ایک روز حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک حضرت بھورل سائیں رحمۃ اللہ علیہ (حضرت میاں محمد حسین شیخ ثانی سوئی شریف) ایک امیر آدمی اور ایک درویش اکٹھے بیٹھے تھے کہ اتنے میں لنگر سے کھانا آگیا حضرت صاحب اور دولت مند شخص اکٹھے کھانے لگے اور درویش کو بھی شریکِ طعام کر لیا۔ درویش ادب اور لحاظ کی خاطر آہستہ آہستہ کھانے لگا۔ حضرت بھورل سائیں رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھا تو فرمایا کہ درویش ہمت کرو۔ درویش نے عرض کیا حضور! جو قسمت میں ہوگا کھا لوں گا۔ آپ نے فرمایا ملک اور قسمت کوئی چیز نہیں تم ہمت کرو، اس کے بعد حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا کہ ملک اور قسمت کیا ہے اصل بات تو توکل ہے پھر فرمایا توکل ہمارے حضرت (حضرت جیلانی سائیں قدس سرہٗ) کے زمانے میں تھا۔ ایک دفعہ میں آپ کے ہم رکاب تھا کہ آپ ایک دعوت پر تشریف لے گئے جماعت کے لیے طعام نہ آیا تو آپ نے تمام درویشوں کو جمع کر کے پوچھا کسی کے پاس کوئی کھانے کی چیز ہے یا نہیں، اتفاق سے ایک درویش کے پاس پراٹھا مل گیا آپ نے اس سے پوچھا یہ تم نے کیوں اٹھایا ہے؟ اس نے عرض کیا میں نے آپ کیلیے یہ روٹی اٹھائی تھی تاکہ اگر آپ طلب فرمائیں تو پیشِ خدمت کروں آپ نے اسی وقت یہ پراٹھا سب میں تقسیم کر دیا اور فرمایا کہ فقراء کے رزق کو اسی نے تو روک رکھا ہے۔

۱

marfat.com
Marfat.com

میرے ماہی جیہا نہ کوئی ہور

فقیر اکبر علی کا بیان ہے کہ ایک دفعہ سردیوں کے موسم میں فقیر اللہ بخش اور میں سحر کے وقت حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم نے دیکھا کہ آگ سلگ رہی ہے اور آپ اکیلے تشریف فرما ہیں خوش طبعی کے انداز میں آپ نے گفتگو شروع کی اور فرمانے لگے کہ گاجی (ایک بزرگ کی طرف منسوب مزار) کے مجاوروں کا بیان ہے کہ ان کی قبر یہی ہے حالانکہ ان کی قبر قدوک میں ہے اس کے بعد آپ نے شیخ موسیٰ نواب رحمۃ اللہ علیہ کے مجاوروں کی کچھ باتیں بیان فرمائیں پھر ہمیں فرمانے لگے کہ تم دونوں اکٹھے جا کر ان مجاوروں سے کہو کہ ہمیں پیر (صاحب مزار) نے حکم دیا ہے آپ لوگوں کو ایسے طریقے سکھلائیں گے کہ خود بخود تسخیر کا دروازہ کھل جائے گا۔ اس کے بعد ان پر کچھ نہ کچھ نذرانہ مقرر کر دو جو وہ تمھیں خود پہنچا دیا کریں گے۔ پھر آپ نے اللہ بخش سے فرمایا کہ میں تمھیں سمہ سلطان کے مرید بتاؤں۔ یہ فرما کر آپ نے یہ موضوع چھیڑ دیا۔ اور آپ کی زبانِ مبارک پر یہ کافی جاری ہو گئی۔

میرے ماہی جیہا نہ کوئی ہور   عرش منور بانگاں ملیاں سنیاں تخت لاہور

یہ مصرعہ آپ نے دو تین بار دہرایا اور مجھے ارشاد فرمایا کہ اس مصرعے کا معنی بیان کرو میں نے عرض کیا حضور مجھے علم نہیں فرمایا بُلّہ شاہ کے مرشد لاہور میں تھے۔ یعنی عرش عظیم کی آواز (مراد الہام) صاحب لاہور یعنی میرے شیخ نے سنی پھر فرمانے لگے کہ بلھے شاہ کے مرشد ارائیں تھے۔ میں نے پوچھا حضرت بلھے شاہ کے مرشد قوم کے اعتبار سے ارائیں تھے؟ فرمانے لگے تم نے سنا نہیں دوسری جگہ بُلھے شاہ فرماتے ہیں ؏   ذکر کر ساں باغبانی دا

قصے کہانیوں کا کیا فائدہ

فقیر عبدالرحیم کا بیان ہے کہ میں نے حضرتِ والا کے حکم سے بستی صالح خاں میں سکونت اختیار

marfat.com
Marfat.com

رہی تھی۔ اس دوران کتاب قوۃ العاشقین اکثر میرے زیر مطالعہ رہتی تھی ایک دفعہ حاضر خدمت ہوا تو آپ نے فرمایا قصے کہانیاں پڑھنے کا کیا فائدہ؟ باطنی اشغال میں اپنی ہمت صرف کرنی چاہیے اس میں قصے کہانیاں سننے کا شوق بھی پورا ہو جاتا ہے۔

سوداگری نہیں یہ عبادت خدا کی ہے

فقیر عبدالرحیم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ علی محمد فقیر مٹھن کوٹی اور میرے درمیان یہ گفتگو چل پڑی کہ ہم نے اتنے شغل اشغال کیے مگر کوئی خاص فائدہ معلوم نہیں ہوا اس گفتگو کے بعد میں کہیں باہر چلا گیا آٹھ روز کے بعد واپس آیا تو یہی بات میں نے ایک اور شخص کی وساطت سے حضرت والا کی خدمت میں عرض کرائی صبح کا وقت تھا حضرت والا وضو فرما رہے تھے علی محمد مٹھن کوٹی کھجور کے درخت کی اوٹ سے دیکھ رہا تھا اس وقت میں کھڑا تھا آپ نے ارشاد فرمایا ادھر آؤ میں ادب کے ساتھ حاضر ہو کر سامنے بیٹھ گیا آپ نے فرمایا تمھیں فاتحہ یاد ہے یا نہیں میں نے کہا حضور یاد ہے آپ نے فرمایا الحمد نماز میں پڑھو یا نماز کے باہر اسے صرف الحمد ہی (روایتی انداز میں) نہ سمجھو اسی طرح اپنے اوراد و وظائف کو بھی صرف ورد نہ سمجھو۔ میں نے تمھیں مولوی یار محمد راجن پوری کے کہنے پر رکھ لیا ہے ورنہ تمھارا کوئی حال نہیں ہے، دو کام نہیں ہو سکتے پڑھانا اور باطنی شغل اشغال کمانا پھر آپ نے فرمایا گفتگو کرنا فضول ہے پہلے قال ہوتا ہے پھر حال قال تو ہے نہیں حال کیسے آئے گا۔ اتنے میں نماز کا وقت تنگ ہونے لگا آپ نے جوش میں چند الفاظ فرمائے جو میری ناقص سمجھ میں نہ آسکے۔ مولوی شمس الدین صاحب نے چھ دفعہ نماز نماز کی آواز بلند کی۔ اب آپ اس حال سے واپس آئے اور سرد آہ بھر کر نماز کے لیے چل پڑے۔ نماز فجر اور اشراق کے بعد میں سامنے آیا تو آپ نے فرمایا جاؤ ہمت (عبادت ریاضت) بیں ہر کر دامن کے بعد میں سر رات نا سفر ہوتا یہ سردیوں کا موسم تھا آپ

marfat.com

Marfat.com

آگ روشن کرانے تاکہ درویشوں کو سردی نہ ہو اتفاق سے ایک رات درویش سو رہے تھے
تو آپ نے آگ خود روشن کی ، ایک رات فرمایا تمہارے راستے میں جو بستیاں اور گاؤں
پڑتے ہیں وہاں کے لوگ تمہیں جانتے ہیں یا نہیں ؟ میں نے عرض کیا حضور ! مجھے کوئی
نہیں جانتا پھر میں اجازت لے کر روانہ ہوا کچھ دیر بعد آپ نے محمد ہاشم کو کھجوریں اور
کچھ گرم چیزیں دے کر بھجوایا کہ فقیر (مجھے) کو دے آؤ کہ اس پر سردی اثر انداز نہ
ہو سکے وہ بھاگتا ہوا آیا اور مجھے یہ چیزیں دے گیا ایک رات پھر میں حاضر ہوا اور قدمبوسی
کا شرف حاصل کیا ۔ تو ارشاد فرمایا کہ ہمت کرو دن تھوڑے رہ گئے ہیں میں بات نہ
سمجھ سکا کہ اس سے حضرت کی کیا غرض ہے ؟ دوسری دفعہ رات کے وقت آپ نے
پھر یہی کلمات دہرائے تو بھی میری ناقص سمجھ میں کچھ نہ آیا ۔ تیسری دفعہ آپ نے فرمایا
وقت یہی ہے کچھ کرنا ہے تو کر لو ورنہ تم رہو گے نہیں ۔

اے کریمے کہ از خزانۂ غیب

مولوی صاحب (غالباً مولوی عبید اللہ کے والد) کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا
نے یہ نقل بیان فرمائی کہ ایک بیوہ عورت کا بچہ صغیر سن تھا اور وہ اسے ہمیشہ سکھلایا کرتی
تھی کہ بیٹا جب تمہیں بھوک لگے و منو کر کے مراقبہ کر لیا کرو اللہ تعالیٰ تمہیں رزق عطا فرما
دیں گے بھوک کے وقت لڑکا جونہی مراقبہ کرتا اس کی والدہ چپکے سے ایک روٹی اس
کی بغل میں رکھ دیتی تھوڑی دیر بعد وہ سر اٹھاتا اور روٹی کھا لیتا الغرض اس طرح ہوتا
رہا یہاں تک کہ بچے کی عادت اور یقین پختہ ہو گیا اتفاق سے ایک دن یہ لڑکا دوسرے
لڑکوں کے ہمراہ جنگل سے لکڑیاں لانے کی خاطر گیا ۔ لکڑیاں جمع ہو گئیں تو سب نے
اپنے اپنے سروں پر اٹھا کر واپسی کی راہ لی راستے میں ایک تالاب تھا جب یہ لوگ وہاں
پہنچے تو سب نے بار اتار دیا تمام لڑکوں کے پاس روٹی موجود تھی جو ان کی ماؤں نے
انھیں کپڑے میں باندھ کر ساتھ کر دی تھی چنانچہ وہ روٹی نکال کر کھانے لگے اور یتیم

marfat.com
Marfat.com

بچے کو کہنے لگے کہ تم بھی کھاؤ اس کے پاس تو روٹی بھی نہیں چنانچہ اس نے اپنی مقررہ عادت کے مطابق وضو کیا اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا سارے بچے مذاق کرنے لگے کہ اس کی والدہ نے چونکہ اسے روٹی نہیں دی تھی اس لیے شرم سے منہ چھپا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اے فرشتو! بہشت سے طعام لے کر جلدی اس لڑکے کو پہنچاؤ۔ فرشتوں نے بہشت سے طعام لے کر اس طرح اس کی بغل میں ڈال دیا جیسے اس کی ماں ڈالا کرتی تھی تمام لڑکوں نے اس کے انوکھے طعام پر تعجب کیا اور حیرت زدہ ہو گئے اس کے بعد آپ نے فرمایا۔

اے طالبانِ حقیقت! جو شخص بھی خلوصِ نیت کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق جوڑ لیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس کی ہر ضرورت پوری کرتا ہے اور وہ کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہوتا۔

گفتہ او گفتہ اللہ بود

مولوی صاحب کا بیان ہے کہ میں اور فقیر محمد اُجہ (مشرق) کے سفر میں حضرتِ والا کے ہمراہ تھے۔ واپسی پر خمیس کے دن آپ نے فرمایا کہ انشاء اللہ کل جمعہ ہم اپنی جگہ (مہرچونڈی شریف) میں ادا کریں گے اسی روز ایک مسکین سید صاحب نے عرض کیا حضور! میرے قصبے کے اکثر لوگ بے عمل ہیں نماز بالکل نہیں پڑھتے میری دعوت قبول فرمائیں تو کرم نوازی ہو گی۔ چنانچہ آپ نے اس کی دعوت قبول فرمائی اور روانہ ہو کر سید صاحب کے قصبے میں اُترے ایک شخص بھی زیارت کے لیے نہ آیا اتفاق سے قصبے کے تمام لوگ اپنی عورتوں سمیت شیخ موسیٰ نواب رحمۃ اللہ علیہ کے میلے پر گئے ہوئے تھے۔ قصبہ بالکل خالی تھا۔ جمعہ کے روز تمام لوگ واپس آ گئے مگر حضرتِ والا کی زیارت کے لیے کوئی بھی نہ آیا حالانکہ یہ لوگ جماعت فقراء کو دیکھ چکے تھے اور ہر شخص نے سُن بھی لیا تھا کہ حضرتِ والا مع جماعت تشریف لائے ہیں جمعہ کا وقت قریب ہوا تو آپ نے حکم دیا کہ نماز کے لیے

marfat.com
Marfat.com

زمین صاف کی جائے اور وسیع میدان تیار کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہمیں بہت بڑی جماعت کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرائے گا۔ نیز میدان میں گھاس پھونس (مٹی سے بچنے کے لیے) ڈالا جائے۔ فقراء نے تعمیل ارشاد کرتے ہوئے تنگ اور چھوٹی سی مسجد کے ارد گرد وسیع میدان صاف کر لیا اور اس میں گھاس وغیرہ ڈال دیا حضرت والا نے اوّل وقت میں غسل فرمایا اور اس چھوٹی سی مسجد میں آکر بیٹھ گئے اس وقت میرے دل میں خیال آیا کہ اتنی کوشش کی جا رہی ہے بڑی جماعت کہاں سے آئے گی زیارت کے لیے کوئی آیا نہیں نماز کی خاطر میرے علاوہ زیادہ سے زیادہ دو تین آدمی اور آجائیں گے فقیر محمد اور میں سورج کی حرارت کی وجہ سے مسجد کی دیوار کے سایے میں جا کر بیٹھ گئے اور دیکھنے لگے کہ کیا ہوتا ہے؟ حضرت والا نے تحیۃ المسجد پڑھی اور تھوڑی دیر کے بعد رُخ مبارک پھیر کر قصبے کے ایک آدمی کو فرمانے لگے میرے بھائی! جس شخص نے بھی اپنے سر پر عمامہ لپیٹا ہوا ہو اسے کہہ کر آؤ کہ نماز کے لیے آئے، وہ شخص اپنی جگہ سے نہ اٹھا آپ نے ایک اور آدمی سے فرمایا تم جاؤ، وہ مسجد کے دروازے تک آیا پھر بیٹھ گیا قدرت خداوندی! حضرت والا کی یہ آواز ایسا صور اسرافیل ثابت ہوئی گویا ہر شخص نے سن لی۔ تھوڑی دیر میں ہی لوگوں نے اس کثرت سے مسجد کا رُخ کیا اور مسجد اور سارا میدان بھر گیا اور تمام لوگ صفیں بنا کر بیٹھ گئے فقیر محمد اور میں نے غور کیا تو نو صفیں مسجد میں اور دس صفیں باہر تھیں اور ہر ایک صف میں دس آدمی تھے گویا پندرہ سو بیس آدمیوں نے نماز میں شرکت کی، مجھے سخت عبرت ہوئی اور یقین ہو گیا کہ کامل کی بات فرمانِ الٰہی ہے اس میں ذرہ بھر فرق نہیں ہے۔

فریادی اونٹنی

فقیر اکبر علی، محمود جت کی زبانی بیان کرتا ہے کہ ایک رات ایک کمزور بیمار اور کریم داد اونٹنی آئی اس نے مسجد کے بڑے دروازے کے اندر تھوڑی دیر کے لیے اپنا سر رکھا اور پھر چلی گئی، تھوڑی دیر بعد

marfat.com
Marfat.com

حضرت والا نے پوچھا کہ اونٹنی کہاں چلی گئی؟ اسے جلدی تلاش کر کے لے آؤ سب ہم لوگ اسے واپس لے آئے تو حضرت والا نے حکم فرمایا کہ اس کی خدمت کرو، علاج کرو اگر اس کی دوائی یہاں نہ ملے تو سکھر سے لے آؤ چنانچہ میں اسے لے گیا اور خدمت کرنے لگا یہ اونٹنی ایسی ضعیف اور کمزور تھی کہ گھاس بھی نہیں کھا سکتی تھی چنانچہ میں جوار کا آٹا پانی میں بھگو کر اسے کھلاتا اور جو کوئی اس کا جو علاج بتاتا وہ کرتا، کچھ دنوں بعد اونٹنی تندرست ہو گئی اتنے میں اس کا مالک بھی آ گیا آپ نے سخت تنبیہ فرمائی اور ڈانٹا اس نے عرض کیا حضور! میری یہ اونٹنی گم ہو گئی تھی مجھے کہیں سے بھی اس کا پتہ نہیں چل سکا کہ کدھر گئی ہے میں پوچھتے پوچھتے یہاں پہنچا ہوں آپ نے فرمایا اسے لے جاؤ اور قابو کرو، جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا، یہ اونٹنی میرے پاس فریادی بن کر آئی تھی۔

تیرے دامن میں چھپے چور انوکھا تیرا

فقیر عبدالرحیم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ لنگر کا ایک اونٹ چور لے گیا حضرت والا نے حاجی خان مہر کی طرف پیغام بھجوایا کہ ان علامات کا لنگر کا اونٹ چور لے گیا ہے یہ واپس کراؤ۔ حاجی خان نے بہادل خان کی طرف پیغام بھجوایا کہ تم آرام سے گھر میں بیٹھے ہو اور حضرت والا کا اونٹ جا رہا ہے، بہادل خاں اس علاقے کا بڑا افسر تھا اور چور اس سے ایسے ڈرتے تھے کہ اس کے پیغام یا نشانی پر ہی چوری شدہ مال واپس کر دیتے تھے۔ پیغام ملتے ہی بہادل خاں سوار ہو کر چور کے نشانات پر اس کے تعاقب میں روانہ ہو گیا اور بالآخر اسے چوتھی منزل پر جا لیا اور اسے منہ پر طمانچہ لگاتے ہوئے کہنے لگا کمینہ تیرے اندر چوری کی لیاقت بھی نہیں ہے کہ میں تعاقب کر کے تمھیں پہنچ گیا ہوں اور اونٹ بھی تو نے ایسے آدمی کا چرایا جو تجھے کبھی نہ چھوڑتا پھر اس نے پوچھا کہ آج اونٹ چرا کر روانہ ہوئے تمھیں کتنے دن ہو گئے ہیں اس نے کہا ساتواں دن ہے،

marfat.com
Marfat.com

بہلول خاں نے پوچھا اتنے دن کہاں رہے ہو؟ اس نے کہا کیا کروں؟ بے طاقت اور اندھا ہو گیا تھا۔ چنانچہ بہاول خاں نے اسے باندھ لیا راستے میں اس کی خوب مرمت کی اور اسے حاجی خاں کے حوالے کیا۔ حاجی خاں کہنے لگا میرا اس سے کچھ مطلب نہیں۔ میں اسے حضرت والا کی خدمت میں حاضر کر دیتا ہوں آگے جو حضرت کی مرضی! چنانچہ چور کو حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا چور آپ کو دیکھتے ہی فریاد و فغاں کرنے لگا کہ حضور! مجھے ان لوگوں نے بہت مارا ہے میں نے اپنے اہل وعیال کی بے مائیگی اور بھوک کی وجہ سے آپ کا اونٹ چرایا تھا میرا ارادہ تھا کہ اسے بیچ کر بچوں کا گزارہ کروں حضرت والا نے فرمایا درویشو! یہ بات اچھی نہیں ہے کہ ایک مسلمان کو میں اپنے ہاتھ سے باندھ کر حکومت کے حوالے کروں۔ پھر آپ نے چور سے فرمایا کمینہ! چوری سے توبہ کرو، اس نے توبہ کی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اسے ایک لنگی اور عمامہ دیا جائے فقراء نے یہ دونوں چیزیں لا کر اسے دیں تو آپ نے حکم فرمایا کہ اسے ایک روپیہ بھی دیا جائے تاکہ راستے میں اس کے کام آئے چنانچہ اسے وہ بھی دیدیا گیا

حضرت والا کی غذا

فقیر محمود گبول کا بیان ہے کہ ایک دفعہ دھنگانہ خان کے بھائی دودا میں اور دودا ہاتھی حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے اتنے میں حضرت والا نے اپنا کھانا طلب فرمایا سالن میں ساگ تھا آپ نے تھوڑا سا اس میں سے لے لیا اور باقی ساگ اور روٹیاں ہمارے حوالے فرمائیں اور آپ نے فرمایا کہ یہ ساگ۔ کے پتوں کا ہے میں نے پوچھا قبلہ حضور خوش طبعی فرما رہے ہیں یا حقیقت ہے آپ نے فرمایا حقیقت ہے۔

مسجد کے دروازے کو در درون اولیاء

فقیر محمود گبول کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ نے مسجد بھرچونڈی شریف کے شمالی دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا یہ باب الرحمٰن ہے اور مسجد کے

marfat.com
Marfat.com

میناروں کی طرف اشارہ کرکے فرمایا کہ یہ مینار بیت اللہ کے میناروں کی مانند ہیں ایک اور درویش کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر کسی نے مدینہ منورہ (مسجد نبوی) کے مینار نہ دیکھے ہوں تو وہ یہ مینار دیکھ لے آپ نے ہاتھ کی انگلی سبابہ اٹھا کر میناروں کی طرف اشارہ فرمایا۔ اس وقت آپ مسجد کے سامنے والے بڑے دروازے کے سامنے صحن میں کھڑے تھے۔

سارے جہاں کا درد ہمارے جگر میں ہے

فقیر جامع اوراق عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ ایک مرتبہ ہمارے حضرت (جیلانی سائیں) رحمۃ اللہ علیہ قصبے سے باہر نکلے، تو آپ نے دیکھا کہ گدھے کا ایک چھوٹا سا بچہ سنڈاس کے ڈھیر پر پڑا ہے اس نے جونہی حضرت شیخ کو دیکھا آپ کی طرف منہ اٹھا کر انتہائی پر درد لہجے میں آوازیں نکالنے لگا، آپ نے فرمایا اس کی ماں کو چور لے گئے ہیں فقراء کی جماعت کو آپ نے حکم دیا کہ دوڑو جلدی اس کی ماں کو واپس لاؤ۔ پھر آپ نے فرمایا جنوب کی طرف جاؤ کہ چور اسی طرف گدھی کو لے جا رہا ہے فقرا اسی وقت دوڑ پڑے اور چور کو گدھی سمیت پکڑ لائے آپ نے چور کی اچھی گوشمالی کرائی اور اسے آئندہ کے لیے چوری سے توبہ کرائی پھر آپ نے فرمایا کہ کمینہ! تیرا خیال یہ تھا کہ مجھے کوئی نہیں دیکھ رہا اور مجھے پکڑ بھی کوئی نہیں سکے گا اس نقل کے بعد حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ میرے شیخ (حضرت جیلانیؒ) کی فریادرسی کا یہ عالم تھا کہ آپ حیوانوں پر بھی رحم فرمایا کرتے تھے۔ (یعنی ان کی دادرسی سے بھی گریز نہیں فرماتے تھے) اس وقت حکمرانی ان کے پاس تھی کہ تالپروں (امیران سندھ) کا زمانہ تھا میرا دل چاہتا ہے کہ میں بھی ایسے کروں۔ مگر کیا کروں کہ وقت نازک ہے (انگریز کا دور شروع ہوگیا تھا)

marfat.com
Marfat.com

مولانا ہمایونی سے آپکے ایک فقیر کا مکالمہ

مولوی صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز مجھے "ہمایوں" جانے کا اتفاق ہوا میاں عبدالغفور صاحب کے خالو مولانا ڈنہ نے پوچھا کہ مولوی حافظ صاحب (حضرت والا) کے مرید ہوتے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے کہا وہ تو فقط حافظ قرآن ہیں عالم تو نہیں ہیں۔ میاں صاحب کے مرید کیوں نہ ہوئے کہ بادشاہ ہیں۔ میں نے کہا اللہ تعالیٰ نے میرے پیر کو جو علم دیا ہے میاں صاحب کو اس کی کیا خبر؟ انھوں نے کہا ایسا مت کہو میں نے کہا کسی درویش کا شعر پڑھتا ہوں میاں عبدالغفور صاحب اس کا معنی کر دکھائیں ؎

سر برہنہ نیستم دارم کلاہ چار ترک | ترک دنیا، ترک عقبیٰ، ترک مولیٰ ترکِ ترک

ایک شخص نے کسی فقیر کو دیکھا کہ وہ ننگے سر نماز پڑھ رہا ہے اس نے کہا فقیر صاحب ننگے سر نماز درست نہیں ہوتی۔ درویش نے جواب میں یہی شعر پڑھا۔ مولا ڈنہ اسی وقت میاں صاحب کے پاس گیا اور کہنے لگا میں نے ایک درویش سے بحث کی ہے اس شعر کے معنی بیان کیجیے میاں عبدالغفور صاحب نے فرمایا خالو! اس کلام کے معنی کسی درویش سے پوچھیے مجھے علم نہیں ہے۔ اس نے کہا اتنے کمرے آپ نے کتابوں سے بھر رکھے ہیں آپ کو اس شعر کا معنی بھی نہیں آتا۔ انھوں نے فرمایا نہیں۔

مولی ڈنہ نے دونوں ہاتھ زانو پر مارے اور کہا افسوس ہے آپ پر اتنے بڑے عالم ہو کر آپ کو اس شعر کا معنی نہیں آیا۔ آپ نے تو مجھے رسوا کر دیا۔ میں اس وقت اپنے مرشد کی صورت کا تصور کیے ہوئے تھا۔ یہ بات پھیل گئی کچھ دنوں بعد مجھے کتنہ جانے کا اتفاق ہوا۔ فتنہ انگیز طلباء نے میاں عبدالغفور سے کہا کہ مولوی (میں) ہر شخص سے کہتا پھرتا ہے کہ میاں صاحب اس شعر کا معنی نہیں کر سکے۔ انھوں نے کہا مولوی کو میرے پاس لے آؤ۔ میں اس وقت علیحدہ بیٹھا تھا مجھے لے گئے۔ میاں صاحب فرمانے لگے اس شعر کے معنی

marfat.com
Marfat.com

کیا ہیں ؟ ترک دنیا ، ترک آخرت کرنا ، میں خاموش رہا اور سوچا کہ اگر کہوں کہ جناب آپ کے گھر میں خوب ترک دنیا ہے (تعریفاً) تو فتنہ اٹھ کھڑا ہوگا بعد میں ان کے درویشوں سے میں نے کہا کہ مولانا صاحب نے صرف لفظی بحث کا سہارا لیا ہے رہا ترکِ دنیا تو وہ بات اپنی جگہ ہے (یعنی نہیں ہے)

مولوی صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں ملا محمود کی شادی کی تقریب کے سلسلے میں ہمایوں آیا مغنیہ نے گانے بجانے کے بعد ہر شخص سے بطور مبارک نقد رقم وصول کرنا شروع کر دی یہاں تک کہ میری باری آ گئی۔ اتفاق سے اس وقت میرے پاس کچھ بھی نہ تھا میں نے اپنے شیخ کو یاد کیا کہ مجھے اس مصیبت سے چھٹکارا دلائیں۔ مغنیہ میرے پاس آئی اور پانچ روپے طلب کرنے لگی کہ تم (دولہا کے) ساتھ ہو۔ اچانک میرے اندر سے آواز نکلی کہ دیکھو تو سہی یہ عورت زیورات و پیسے سے بھری ہوئی ہے وہ یہ سن کر واپس چلی گئی اور لوگوں کو جا کر بتایا کہ مولوی نے مجھے بددعا دی ہے ہو سکتا ہے کہ میں ہلاک ہو جاؤں سبحان اللہ، اسے روپے وصول کرنا بھول گئے اور اس پر خوف اور ڈر سوار ہو گیا بعد میں انھوں نے کچھ چیزیں خیرات کیں مجھے چھٹکارا مل گیا اور پھر اس نے کچھ طلب نہ کیا۔

ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد

فقیر (جامع اوراق) عرض کرتا ہے کہ ایک روز حضرتِ والا نے یہ نقل بیان فرمائی کہ گذشتہ زمانے میں ایک عورت ہمیشہ اپنے بیٹے کو یہ تعلیم دیا کرتی تھی کہ بیٹا جب کبھی تمھیں سفر میں کسی قافلے کی ہمراہی میں جانا پڑے ، قافلہ جہاں اترے تم ہمیشہ اپنے ساتھیوں کی سرداری کرنا ، لڑکے نے ماں کی نصیحت یاد کر لی۔ قافلہ جہاں بھی منزل انداز ہوتا یہ لڑکا ایک اونچی بوری پر بیٹھ جاتا اور ساتھیوں کو مختلف احکام جاری کرتا کہ لکڑیاں لاؤ، آگ جلاؤ، پانی لاؤ، روٹی پکاؤ۔ الغرض سارے سفر میں اس کی یہی کیفیت رہی کہ وہ ایک بڑے بورے پر بیٹھ جاتا کمر اور زانو کے گرد کپڑا لپیٹ کر باندھ لیتا اور کسی کام کو ہاتھ نہ لگاتا، سفر سے واپس آیا اور اپنی والدہ کے

marfat.com

Marfat.com

پاس پہنچا تو اس نے پوچھا بیٹا تم نے اپنے ساتھیوں کی سرداری کی یا نہ ؟ اس نے کہا ہاں والدہ نے کہا کس طرح ؟ مجھے اچھی طرح بتاؤ چنانچہ اس نے سارا حال کہہ سنایا۔ ماں نے اس کے منہ پر طمانچہ مارا اور کہنے لگی بے ادب ! سردار اسے تو نہیں کہتے قافلے یا ساتھیوں کا سردار تو وہ ہوتا ہے جو اپنے ساتھیوں کی خدمت کرے ان کے لیے لکڑیاں اور پانی وغیرہ لانے کی خدمت خود سرانجام دے نہ کہ دوسروں سے کرائے۔

تمیز بندہ و آقا فساد آدمیت ہے

حافظ صاحب ڈنہ افغان کا بیان ہے کہ حضرت اپنے شیخ (حضرت جیلانی رح) رحمۃ اللہ علیکی زبانی یہ نقل بیان فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ حضرت صاحب الروضہ (قبلہ عالم سید محمد راشد) رحمۃ اللہ علیہ نے جماعت فقراء سے فرمایا کہ آؤ مسجد کے فرش کے لیے گھاس (ایک خاص قسم کا گھاس جو فرش کی جگہ بچھایا جاتا ہے کہ فرش پختہ نہیں ہوتے تھے) کاٹ لائیں ہر شخص کو آپ نے اچھی درانتی عنایت فرمائی اور اپنے لیے ٹوٹے ہوئے دستے والی درانتی رکھی۔ جب وہاں پہنچے تو ہر شخص اپنے اپنے طور پر کٹائی کے کام میں مصروف ہو گیا میرے شیخ (حضرت جیلانی قدس سرہ) حضرت صاحب الروضہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک کاٹ رہے تھے حضرت جیلانی رح کے ہاتھ انتہائی نرم و نازک تھے۔

حضرت صاحب الروضہ فرمانے لگے شاہ صاحب ! میں آپ کی طرف سے مسجد کیلیے گھاس کاٹ رہا ہوں آپ صبر کر کے بیٹھ جائیں جب تمام لوگ اپنا اپنا بار باندھنے لگے حضرت صاحب الروضہ رح نے بھی اپنا بار باندھا میرے شیخ (حضرت جیلانی) کے لیے حضرت صاحب الروضہ نے خود باندھا اور اپنے ہاتھوں سے اٹھوا کر ان کے سر پہ رکھا، پھر آپ نے اپنا بار اٹھایا، درمیان راہ میں پہنچے تو (حضرت صاحب الروضہ رح) نے ایک فقیر سے ارشاد فرمایا کہ تم اپنا بار میرے سر پر رکھ دو اس نے عرض کیا حضور ! آپ اپنا وزن مجھے دیجیے کہ یہ خدمت میں سرانجام دوں ایک اور صاحب نسبت فقیر نے عرض کیا قبلہ ! میرے گناہوں کا بار

marfat.com
Marfat.com

اٹھا لیجیے کہ مجھ سے نہیں اٹھایا جا رہا پھر آپ نے فرمایا اسی طرح کرنا چاہیے کہ اپنا وزن شیخ کے کاندھوں پر ڈال دینا چاہیے (زندگی کے تمام معاملات کا وزن) اپنے آپ کو درمیان میں نہ لانا چاہیے۔

فقراء کی ملکیت

فقیر عبدالرحیم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ لنگر کا ایک کمبل گم ہو گیا تو فقیر پیر محمد لانگری نے شور و غوغا کرنا شروع کر دیا۔ حضرت والا اس وقت مسجد میں تشریف فرما تھے۔ تھوڑی دیر کے بعد آپ باہر نکلے تو بھی پیر محمد فقیر دستور اپنے شور و شغب میں مصروف رہا اس نے حضرت والا کے ادب کا لحاظ نہ کیا اس کی زبان پر یہی شور تھا کہ کمبل گم ہو گیا حضرت والا نے پیر محمد سے فرمایا کہ اس بارے میں جو تمہاری مرضی آئے کرو۔ مگر اس نے پھر بھی شور جاری رکھا اس پر حضرت والا جلال میں آ گئے اور پیر محمد فقیر کے منہ پر طمانچہ مارتے ہوئے فرمایا تمہارے لیے خرابی ہو مجھے کیوں پریشان کرتے ہو؟ جب میں لنگر کی ہر چیز سے دست بردار ہو گیا ہوں میرے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے سب کچھ تمہارے حوالے کر دیا ہے تو بھی تم لوگوں سے میری جان نہیں چھوٹتی پھر آپ نے میری طرف اشارہ کر کے فرمایا او لڑکے ادھر آؤ! آپ حجرے میں تشریف لے گئے اور مجھے ارشاد فرمایا دروازہ بند کر دو، میں نے دروازہ بند کر دیا آپ زمین پر بیٹھ گئے اور اس فقیر کو اوراد و اشغال سکھلانے لگے۔ پھر اٹھے اور پلنگ پر بیٹھ گئے ملا واحد بخش دروازے کے باہر بطور محافظ کھڑا تھا یہ اپنے طور کھڑا تھا۔ حضرت والا کا اسے حکم نہیں تھا اسی دوران عورتوں کا ٹولہ حضرت والا کی زیارت کی خاطر دروازے پر آ گیا عورتوں نے ملا واحد بخش سے کہہ کر دروازہ کھولو تاکہ ہم زیارت کا شرف حاصل کریں ملا واحد بخش نے دروازہ نہ کھولا بحث و تکرار بڑھا تو عورتیں ملا واحد بخش سے کہنے لگیں اگر تمہارے منہ پر داڑھی ہوتی تو تمہیں کچھ شرم بھی ہوتی داڑھی تو ہے نہیں شرم کہاں سے آئے؟ حضرت والا نے اندر سے یہ الفاظ سنے تو آپ نے تبسم فرماتے ہوئے حکم دیا کہ دروازہ کھولو غریب ملا مصیبت میں پھنسا ہوا ہے۔

marfat.com
Marfat.com

خدا جانے حضرتِ والا کا سابقہ غصّہ (پیر محمد پر کہاں گیا سبحان اللہ! کس قدر اعلیٰ اخلاق کے مالک تھے اور کس طرح لوگوں کے دلوں کو لوٹ لیتے تھے مجھے حضرتِ والا کے چہرے مبارک میں ہر لمحہ مختلف کیفیات کا ظہور معلوم ہوتا تھا جلال کے وقت ایک انداز اور اوراد و اشغال کی تعلیم کے وقت دوسرا انداز پلنگ پر بیٹھے ہوئے تیسرا انداز، الغرض جس طرح موسم بہار میں ہلکے ہلکے ابر کی کیفیت وصورت ہر لمحہ الگ ہوتی ہے اسی حضرتِ والا کی صورت مبارک کا جمال بھی ہر لحظہ الگ شان کا حامل ہوتا اور حضرتِ والا کی یہ خصوصیت تمام مریدین وزائرین اور حاضر باش خدمت گذاروں کے اچھی طرح علم میں ہے ۔ یہ بات مخفی نہیں ہے ۔

میں حقیر گدایانِ عشق

کریم بخش خان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا نے یہ نقل بیان فرمائی کہ ایک مرتبہ ایک شخص حضرت جیلانی سائیں رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کی خاطر آیا اور جماعت کے ساتھ قیام پذیر ہو گیا لنگر کی تقسیم شروع ہوئی تو فقراء نے اسے بھی کو ہر (ابلے ہوئے نمکین چنے) اور بھات (مختلف اجناس کا ملیدہ) دیا مگر اس نے نہ لیا تین دن برابر فقیر اسے لنگر کا طعام پیش کرتے رہے مگر وہ انکاری رہا آخر ایک درویش نے حضرت جیلانی سائیں قدس سرہ العزیز کی خدمت عالیہ میں عرض کیا کہ حضور! فلاں مسافر لنگر کا کھانا قبول نہیں کرتا، خدا جانے کہاں سے کھاتا ہے آپ نے اسے بلا کر پوچھا کہ طعام کیوں نہیں لیتے ہو، اس نے کہا حضرت! بطور نذرانہ آپ کے پاس جو مال آتا ہے پتہ نہیں یہ مال حرام ہوتا ہے مشتبہ ہوتا ہے یا کیا صورت ہے آپ نے پوچھا تم کیا کھاتے ہو؟ اس نے کہا میں ہندو سے بھونے ہوئے چنے لے کر کھاتا ہوں، آپ نے فرمایا کہ درویشو! ذرا جا کر اس ہندو سے پوچھو کہ اس نے یہ بھونے ہوئے چنے کہاں سے لیے ہیں فقراء اسی وقت ہندو کے پاس پہنچے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے خیر پور (ڈہرکی کا پہلا نام) کے فلاں ہندو سے خریدے ہیں آپ نے فقراء سے فرمایا کہ اس کی اچھی طرح تحقیق کرو ڈہرکی جا کر اس ہندو سے پوچھو کہ اس نے یہ چنے کہاں سے

marfat.com
Marfat.com

لیے ہیں۔ فقیر اس کے پاس پہنچے تو اس نے بتایا کہ میں نے فلاں بھوگڑی سے لیے ہیں۔ (بھوگڑی: جو چنے آگ پر نیم پختہ کر کے فروخت کرتے ہیں) فقیر اس بھوگڑی کے پاس گئے اس نے بتایا کہ میں نے یہ چنے فلاں حرام خور (غیر مسلم شکاری جو حلال و حرام جانور شکار کر کے کھا جاتے ہیں) شکاری سے خریدے ہیں فقراء اس شکاری کے پاس پہنچے اور اس سے پوچھا کہ تم نے جو چنے فلاں بھوگڑی کو فروخت کیے ہیں وہ تم نے کہاں سے لیے؟ شکاری خوفزدہ ہو گیا اور کانپنے لگا فقراء نے اسے کہا تم فکر نہ کرو ہم تمھیں گرفتار نہیں کریں گے تم ہمیں سچ سچ بتا دو اس نے کہا ایک رات میں چنوں کے ڈھیر کی حفاظت کر رہا تھا کہ اتنے میں ایک خنزیر آ گیا اور چنوں کے ایک ڈھیر پر چڑھ کر اس نے کھانا شروع کر دیا میں نے دل میں خیال کیا کہ فی الحال اسے کچھ نہ کہوں یہ خوب اچھی طرح پیٹ بھر لے جب یہ پیٹ بھر کر روانہ ہوگا تو میں اسے بندوق سے مار ڈالوں گا جب صبح کے وقت چنوں کی فصل کا مالک آ کر یہ تماشا دیکھے گا تو وہ یہی کہے گا کہ اس مردار کو یہاں سے نکال کر کہیں دور پھینکو ورنہ یہ بدبو پیدا کرے گا چنانچہ میں اسے دور لے جا کر اس کا پیٹ پھاڑ کر یہ چنے نکال لوں گا اور انھیں پانی سے دھو کر خشک کر کے فروخت کر دوں گا۔ اس لیے کہ مجھے علم تھا کہ یہ خبیث جانور دانے چبانے کے بغیر یونہی نگل جاتا ہے پس میں نے یہ ساری اسکیم اسی طرح مکمل کی اور چنے آگے بیچے، فقراء نے حاضر ہو کر سارا واقعہ حضرت جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے اسے ارشاد فرمایا اے شخص! تم نے رزقِ خداوندی کو چھوڑ کر خواہشِ نفس کا رزق کھایا اس کا نتیجہ تم نے دیکھ لیا ہمیں امید کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں رزق حلال ہی کھلائے گا۔ کیونکہ ہمارا رخ ہر وقت اسی کی طرف ہے یہ گفتگو جاری تھی کہ ایک شخص نے ایک موٹا تازہ دنبہ اور گندم کا تھیلہ بطور نذر پیش کیا۔ آپ نے اس سے پوچھا یہ تم کیسے لائے ہو؟ اس نے عرض کیا حضور! میں نے نذر مانی تھی کہ جب میرا کام ہو جائے گا میں اپنے مال میں سے فلاں دنبہ اور اپنے غلے میں سے گندم کی بوری حضرت کی خدمت میں پیش کروں گا

marfat.com

Marfat.com

میرے ذہن سے یہ بات اتر گئی تھی کچھ دنوں بعد بات یاد آئی تو سامان لے کر حاضر ہوا ہوں آپ نے اس معترض سے پوچھا کہ یہ مال حلال ہے یا حرام ؟ اس شخص نے فوراً توبہ کی۔

اسرار سے خالی نہیں یہ خاک کا پتلا

مخدوم صاحب میاں دین محمد کا بیان ہے کہ میں جب کبھی حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوتا آپ حد سے زیادہ میری تعظیم و تکریم فرماتے اور ہمیشہ مکلف طعام کھلاتے ایک روز لنگر کا طعام طبیعت کے موافق نہ آیا تو میں نے چوری چوری اپنے پیسوں سے مرغ منگوا کر ذبح کرایا اور جلدی جلدی پکوا کر اسے کھانے کے لیے برتنوں میں ڈالا ہی تھا کہ حضرتِ والا اوپر آ گئے میں نے عرض کیا حضور! تناول فرمائیں آپ نے فرمایا مخدوم صاحب! آپ نے کیوں تکلیف فرمائی اگر طعام موافق نہ تھا تو آپ فرماتے اللہ تعالیٰ کے پاس رزق بے شمار ہے اس کے پاس مرغ بھی بہت ہیں یہ فرما کر آپ بیٹھ گئے اور میرا دل رکھنے کی خاطر تھوڑا سا تناول فرمایا تھوڑی دیر گذری کہ ایک شخص مرغیوں سے بھرا ہوا چھکا لایا اور اس نے حضرتِ والا کی خدمت میں بہ طور نذر پیش کیا۔ آپ نے فرمایا مخدوم صاحب! یہ مرغیاں آپ کے لیے آئی ہیں۔ اور وہ ساری آپ نے ہمارے آدمیوں کے حوالے کر دیں
اتفاقاً دوسرے روز میرے دل میں خیال آیا کہ اپنے آدمیوں کو خیرپور (ڈہر کی) بھجوا کر وہاں سے دو تین خربوزے منگواؤں۔ یہ کام میں نے حضرتِ والا سے چوری چوری کیا جب خربوزے آ گئے تو میں نے چاقو نکال کر ان کی قاشیں بنائیں۔ میں ارادہ کر رہا تھا کہ ساتھیوں میں تقسیم کر کے کھانا شروع کریں کہ حضرتِ والا اچانک اوپر پہنچ گئے۔ آپ نے فرمایا مخدوم صاحب! خربوزے منگوائے ہیں مجھے کیوں نہ فرمایا کہ میں منگوا دیتا آپ نے کیوں تکلیف کی۔ اللہ تعالیٰ کے پاس خربوزے بے شمار ہیں وہ خود ہی ہمیں عنایت کرتا، میں نے عرض کیا قبلہ میری غلطی ہے مجھے معاف فرمائیں۔ میں نے کٹے ہوئے سارے خربوزے حضرتِ والا کے سامنے پیش کر دیئے۔ اور عرض کیا حضور انھیں جماعت میں تقسیم فرمائیں

marfat.com
Marfat.com

آپ نے دست مبارک سے جماعت میں تقسیم فرمائے اتفاق سے اسی روز ایک شخص خربوزوں سے بھری ہوئی بوری بیل پر لاد کر لے آیا اور حضرت والا کے سامنے پیش کیے آپ نے فرمایا مخدوم صاحب! یہ آپ کے لیے آئے ہیں اگر آپ فرمائیں تو یہ شخص ہر روز خربوزے لایا کرے میں نے جواب میں کچھ نہ کہا مگر جب تک میں وہاں رہا وہ شخص ہر روز خربوزے لاتا رہا۔ سبحان اللہ! اس قسم کی کرامات حضرت والا سے اکثر مشاہدے میں آتی رہتی تھیں۔ بعد میں جب میں نے تیاری کی اور اجازت طلب کی تو آپ نے بھی معہ جماعت کسی دعوت کے سلسلے میں تیاری فرمائی اور اکٹھے چل پڑے۔ اس دعوت کے بعد ایک کے بعد ایک دوسرا حضرت والا کو دعوت کرتے گئے یہاں تک کہ ہم لوگ دریا کے کنارے پر جا پہنچے میں نے عرض کیا حضور! اب مجھے اجازت دیجیے آپ نے کافی تکلیف فرمائی ہے اس سفر میں جس قدر نذر نذرانات ملی لانگری کو بلوا کر آپ نے اس سے لے لی اور ساری میرے حوالے کر دی زیورات، نقدی، سرخ اور سفید جوڑے سب آپ نے مجھے عنایت فرما دیئے میں نے عرض کیا حضور! لوگوں نے آپ کی خدمت میں نذر پیش کی ہے آپ رکھیں آپ نے فرمایا، مخدوم صاحب! لوگوں نے یہ سب کچھ آپ کے لیے دیا ہے۔ سبحان اللہ! کیسے محسن اور دلربا تھے اگر آج آپ کے پیر ہوتے تو دونوں ہاتھوں سے سمیٹتے، دوسرے کو کہاں کچھ دیتے۔

قبلہ کے متعلق آپکی تحقیق

میرے والد مولوی محمد شریف صاحب کا بیان ہے کہ حضرت والا نے ہماری مسجد میں قدم رکھا تو تھوڑی دیر تک آپ قبلہ رو ہو کر بیٹھے رہے پھر فرمانے لگے کہ تمہاری مسجد کا رخ قبلہ پر صحیح نہیں ہے نماز کے وقت آپ نے مصلیٰ ذرا پھیر کر نماز ادا فرمائی پھر آپ نے فرمایا کہ جو شخص نئی مسجد بنانا چاہے اسے چاہیے کہ ابتداء میں رات کے پہلے حصے میں چاروں کونوں پر لکڑیاں گاڑ کر ان پر رسی باندھ دے یہ قطب ستارے کو مدنظر رکھ کر کیا جائے پھر سحری کے وقت

marfat.com
Marfat.com

اٹھ کر غور سے دیکھے اور اندازہ کرے کہ قطب ستارہ رات کے پہلے حصّہ کی بہ نسبت کتنا اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے۔ تین راتیں متواتر یہی عمل دہرائے پھر جتنا فرق نکلے اسے نصف کرے اور اس کے مطابق مسجد کی بنیاد کی کھدائی شروع کر دے اس وقت میاں حافظ فیض اللہ نے عرض کیا قبلہ میں نے اس بارے میں بہت کوشش کی ہے اور تجربہ کیا ہے قطب اوّل رات سے آخر رات تک ایک بالشت ہٹتا ہے پس آدھی بالشت شمار کر کے مسجد تعمیر کرنی چاہیے۔

طفلی میں بھی ہم کھیل جو کھیلے تو صنم کا

مولوی منتظار کا بیان ہے کہ میں حضرت والا سے بعیت کا شرف حاصل کر کے گھر واپس آیا تو اتفاق سے ایک دن میاں عبدالغفور صاحب سے ملاقات ہو گئی انھوں نے پوچھا کہ کیوں مولوی؟ فلاں بزرگ (حضرت والا) سے بعیت ہوئے ہو میں نے کہا ہاں۔ انھوں نے پوچھا کہ تمہیں انھوں نے کیا ورد وظیفہ بتایا ہے؟ میں نے کہا ذکر لآ الٰہ الاّ اللہ انھوں نے کہا اس طرح ذکر جو تم لوگ کرتے ہو بالکل غلط ہے بلکہ کفر ہے میں اس وقت خاموش رہا اور کوئی جواب نہ دیا اس کے بعد انھوں نے کہا جب اپنے مرشد کے پاس جاؤ تو ان سے پوچھنا کہ اس طرح ذکر جائز ہے یا نہیں؟ تمھارے مرشد جواب میں جو کچھ فرمائیں وہ ہمیں بتانا۔ اتفاق کی بات کہ تھوڑے ہی عرصے بعد میرے دل میں حضرت والا کی زیارت کا شوق پیدا ہوا اور میں چل پڑا، قدم بوسی حاصل کی مگر میرے ذہن سے میاں عبدالغفور صاحب والی بات بالکل اتر چکی تھی۔ صحبت کے وقت حضرت والا نے میری طرف رُخ کر کے فرمایا کہ مولوی تمہیں جو کچھ مولوی میاں عبدالغفور نے کہا وہ تو بیان کرو۔ حضرت کے یاد دلانے سے بات یاد آ گئی، میں نے پوری بات گوش گذار کی، آپ نے بات سن کر یہ نقل بیان فرمائی کہ

marfat.com
Marfat.com

نحوی اور محوی کا واقعہ

ایک تھا نحوی (علم نحو کا عالم) دوسرا محوی (ذات الٰہی میں محو یعنی عارف) اتفاق سے دونوں آئی جہاز میں اکٹھے ہو گئے دونوں کے درمیان گفت گو چل پڑی، نحوی محوی سے پوچھنے لگا کہ تم نے عربی علم بھی کچھ نہ کچھ پڑھا ہے یا نہ۔ اس نے کہا بالکل نہیں۔ اس پر نحوی کہنے لگا کہ تجھ پر افسوس ہے کہ تو نے نحو جیسا ضروری علم نہیں پڑھا۔ محوی خاموش ہو گیا اتفاق سے اس روز باد وباراں کا شدید طوفان آگیا۔ محوی نے نحوی سے پوچھا کیوں بھائی! کوئی تیراکی بھی جانتے ہو یا نہیں، اس نے کہا نہیں۔ محوی نے کہا افسوس ہے تم پر کہ تم نے تیراکی بھی نہیں سیکھی۔ بزرگ نے اپنی چادر بچھائی اور اس پر سوار ہو کر چل دیا جونہی طوفان آیا جہاز موجوں کے تھپیڑوں میں آکر زیر وزبر ہو گیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مولوی! محویوں کا علم اور ہے اور نحویوں کا اور۔ بعد میں جب میں گھر واپس آیا اور ایک دفعہ مولوی میاں عبدالغفور صاحب سے ملاقات ہو گئی تو انھوں نے پوچھا کہ مولوی میری بات تم نے اپنے مرشد سے پوچھی تھی یا نہیں۔ میں نے حضرت والا کی بیان کردہ نقل انھیں سنائی تو مولوی میاں عبدالغفور نے ازراہِ انصاف فرمایا کہ بلاشبہ تمھارے شیخ نے سچ فرمایا ہے۔

آپکا علمی مرتبہ

مولوی میاں عبدالرحمٰن سکھر والے کے بھانجے مولوی عطاء اللہ کا بیان ہے کہ حضرت سجادہ نشین صاحب (ہادی سائیں) نے فرمایا کہ حضرت والا نے اپنے وصال کے وقت فرمایا کہ جب سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات عالم بالا پر پہنچے اور عرش عظیم کی سیر ہوئی تو آواز آئی قف یا محمد فان اللہ یصلی یہ بیان کر کے آپ نے پوچھا کہ یہ آواز کس کی تھی؟ اس وقت حضرتِ والا کی خدمتِ اقدس میں بہت سے علماء موجود تھے مگر سب خاموش رہے البتہ ان میں سے ایک مولوی صاحب نے کہا کہ یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روح تھی۔ آپ نے فرمایا

marfat.com

Marfat.com

تم نے عقلی جواب دیا ہے نقلی نہیں اور یہاں عقل کی تو گنجائش نہیں ہے ۔ مولوی عطاء اللہ حضرت سجادہ نشین کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کسی عالم نے حضرت والا کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور جس نے خدا کی پہچان حاصل کر لی وہ عارف ہے ؟

آپ نے فرمایا من عرف اللّٰہ فلیس اللّٰہ

مولوی عطاء اللہ کا بیان ہے کہ کسی بزرگ کے رسالے میں میں نے لکھا دیکھا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی انتہائی گہرے دریا کی مانند ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ محمد رسول اللّٰہ اس دریا کا ایک قطرہ ہے یعنی تمام موجودات اس عظیم دریا کا ایک معمولی قطرہ ہیں ۔

صورتِ شیخ کا کرشمہ

حافظ عبدالرحمٰن دودہ فقیر کی زبانی بیان کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت مھول سائیں (حضرت میاں محمد حسین رحمۃ اللہ علیہ شیخ ثانی سوئی شریف) نے بیان فرمایا کہ ایک مرتبہ میں درگاہ شریف (پیر گوٹھ) کے قصبے سے باہر نکلا تو میری نگاہ ایک نہایت حسین وجمیل ہندو عورت پر پڑی ۔ میں اسے دیکھتے ہی عاشق ہو گیا میں نے یہ سارا واقعہ حضرت صاحب الروضہ (قبلہ عالم سید محمد راشد) رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیان فرمایا آپ نے فرمایا عشا کی نماز کے بعد مراقبے میں اس عورت کی صورت سامنے رکھو جب تم مرنے لگو تو مجھے یاد کرنا میں نے عشاء کی نماز کے بعد یہی عمل کیا تو مجھے اپنی خبر نہ رہی میں نے دیکھا کہ میں ایک وسیع جنگل میں ہوں اور آہستہ آہستہ کیچڑ میں دھنستا جا رہا ہوں یہاں تک کہ منہ تک کیچڑ میں دھنس گیا میں نے دیکھا کہ میں ابھی غرق ہوا پس میں نے اس وقت حضرت صاحب الروضہ رحمۃ اللہ علیہ کو یاد کیا چنانچہ آہستہ آہستہ اس مصیبت سے مجھے رہائی مل گئی میں نے نصیحت حاصل کی اور توبہ کی کہ آئندہ اس عورت کے قریب بھی نہ پھٹکوں گا

marfat.com
Marfat.com

جدھر دیکھتا ہوں چلا آرہا ہے تو

نور محمد مست کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ جبرئیل علیہ السلام وحی کے سلسلے میں انتہائی مستعد اور تیار رہتے کسی وقت ان سے معمولی غفلت بھی ظاہر نہیں ہوئی ایک دفعہ وحی لے کر حاضر ہوئے مگر آنحضرت سرورِ کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات نے پوری توجہ نہ فرمائی۔ جبرئیل علیہ السلام نے دل میں خیال کیا کہ میں حق تعالیٰ کی طرف سے پیغام لایا ہوں مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیغام کی طرف توجہ نہیں فرمائی آپ نے جبرئیل سے فرمایا کہ میرے بھائی جو پیغام تم لاتے ہو بتاؤ تو سہی یہ کہاں سے اور کیسے لاتے ہو؟ اس نے عرض کیا حضور! عالم بالا میں ایک گنبد اور نورانی قبہ ہے میں وہاں پہنچتا ہوں تو اس کے باہر رک جاتا ہوں اور کان لگا لیتا ہوں اندر سے آواز آتی ہے کہ جبرئیل جلدی جا کر میرے دوست کو یہ پیغام پہنچاؤ۔ میں پیغام سن کر فوراً حاضر ہوتا ہوں اور آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب جس وقت اس نورانی گنبد کے پاس پہنچو، تو دروازے کے قریب ہو کر ذرا اندر دیکھتے آنا اور مجھے بتانا۔ جبرئیل علیہ السلام اجازت لے کر روانہ ہوئے جب نورانی گنبد کے پاس پہنچے تو انتہائی خوف کے عالم میں دروازے کے اندر جھانکا۔ کیا دیکھتے ہیں کہ سبحان اللہ وبحمدہٖ کہ خود آنحضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نورانی تخت پر جلوہ افروز ہیں جبرئیل امین آپ کے جمال جہاں آرا کی تاب نہ لا کر بے ہوش ہو گئے افاقے میں آئے تو فوراً نیچے نزول فرمایا کیا دیکھتے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اسی جگہ اسی ہیئت میں تشریف فرما ہیں جبرئیل امین عرض کرنے لگے کہ حضور یہاں بھی آپ ہیں وہاں بھی آپ اور کوئی نہیں۔ آمر بھی آپ اور مامور بھی آپ۔ حضور مجھے معاف فرمائیں کہ پہلے مجھے علم نہ تھا۔

marfat.com
Marfat.com

تمھارے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

محمود فقیر جبت کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں نے حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضرت! میرے ہاتھ پر برص کا سفید نقطہ نکل آیا ہے دعا فرمائیں آپ نے فرمایا کہاں ہے؟ میں نے سامنے کیا تو آپ نے اپنا مبارک ہاتھ اس پر ملا اور فرمایا فکر کی بات نہیں ہے وہ دن تھا اور آج کا دن کہ وہ نشان اتنے کا اتنا ہے بڑھا بالکل نہیں۔ مجھے آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ اگر اونٹ کی مینگنیوں کا تیل نکال کر ملا جائے تو برص کے سفید داغ مٹ جاتے ہیں۔ مزید آپ نے فرمایا کہ اگر اونٹ کی مینگنیاں جلا کر نسوار کی طرح باریک کر کے رکھ دی جائیں اور کسی کو بچھو، سانپ یا کوئی زہردار موذی جانور کاٹ لے تو اسے یہ نسوار دی جائے زہر اس پر ہرگز اثر انداز نہ ہو گی۔

شادی میں ڈھول باجے کیخلاف آپکی کاروائی

مولوی صاحب کا بیان ہے۔ ایک دفعہ حضرت والا کی خدمت میں چاندو مل ہندو نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ حضور ہندوؤں نے میرے ساتھ رشتہ داری کی ہے میں نے انھیں اپنی لڑکی کا رشتہ دیا ہے شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی ہے اب وہ شادی کے لیے آرہے ہیں میں نے انھیں کہلایا تھا کہ جس وقت آپ لوگ شادی کے لیے آئیں، طبلے باجے، ڈھولک، سارنگی وغیرہ اپنے ساتھ نہ لانا کہ فقراء کی جماعت میرے قریب رہتی ہے وہ ناراض ہوں گے مگر حضور! ان بیوقوں نے کہلا بھیجا ہے کہ یہ تمام چیزیں شادی کے لوازمات ہیں ہم ضرور لائیں گے فقیر ناراض ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں آپ نے ارشاد فرمایا چاندو مل! تمھیں کافر ہی ہے کہ تم نے ہمیں اطلاع دے دی آپ نے اسی وقت درویشوں کو حکم دیا کہ فوراً ایک بیل لے کر سامنے والے میدان میں چلے جاؤ۔ اور دو تین چھریاں بھی ساتھ لے لو۔ اگر ہندو پوچھیں کہ آپ لوگ کیا کر رہے ہیں

marfat.com
Marfat.com

تو انھیں جواب دو کہ جس طرح آپ کی شادی ہے ہماری بھی شادی ہے۔ ہندو اپنے طریقے کے مطابق پہنچے اور انھوں نے یہ صورتِ حال دیکھی تو ان کی خوشی غم میں بدل گئی فوراً بھاگ کر پولیس کے پاس فریاد کی کہ درویش شرارت کر رہے ہیں چنانچہ ان کے ساتھ چند سوار موقع پر پہنچے۔ پولیس والے یوں بھی معتقد تھے ہندوؤں سے انھوں نے کہا تم لوگ اپنا کام (شادی) کرو ہم تمھاری حفاظت کے لیے کھڑے ہیں اگر ایک درویش بھی تمھاری طرف آیا تو ہم ان سے نمٹ لیں گے ادھر درویش میدان میں اپنی جگہ تیار کھڑے تھے۔ ہندوؤں نے سمجھ لیا کہ پولیس کے اہلکار بھی درویشوں کے ساتھ مل گئے ہیں کیونکہ انھوں نے نہ تو درویشوں کو اس کام سے روکا اور نہ انھیں کچھ کہا۔ اسی وقت ہندوؤں نے گلے میں کپڑے ڈال کر حضرتِ والا کی خدمت میں حاضری دی اور پاؤں پر گر کر عرض کیا کہ حضور! فقراء کو واپس بلائیے ہماری شادی خراب نہ کریں ہم اپنے گانے بجانے کے تمام آلات بند کرتے ہیں اپنی شادی کی رسومات گانے بجانے کے بغیر پوری کر کے چلے جائیں گے۔ حضرتِ والا نے فقراء کی جماعت سے فرمایا کہ تم لوگ آج شادی نہ کرو۔ آج ہندوؤں کو شادی کرنے دو۔ سبحان اللہ! کامل نے اپنی حکمت کا ایسا مظاہرہ فرمایا جہاں دوسروں کی عقلیں عاجز ہو جاتی ہیں۔

آپ کا روحانی مرتبہ

فقیر عبدالرحیم کا بیان ہے کہ خان صاحب (غالباً نواب صادق محمد خان صاحب عباسی والی بہاول پور) کے اکثر اہلکار حضرتِ والا کے حلقۂ بیعت میں داخل ہو گئے تو بے سہارا اور غریب لوگوں کو امید پیدا ہو گئی کہ اب ان لوگوں کے ذریعے ہمارے کام جلدی ہو جائیں گے چنانچہ لوگ اپنی حق رسی یا دوسرے امور کی خاطر خط وغیرہ لینے کے لیے حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہونے لگے اتفاق سے ایک روز نواب صاحب کے آدمیوں نے آ کر عرض کیا کہ حضور نواب صاحب کی دعوت قبول فرمائیں جب ان لوگوں نے کافی اصرار اور التجا کی تو

marfat.com

Marfat.com

آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں نے دعوت قبول کرلی تو کئی لوگوں کی روزی بند ہو جائے گی اس وقت آپ کی زبان پر یہ الفاظ جاری ہوئے ۔

هنج هیٹھ تہ سٹیی جو لٹھ میں چانج پیئیو

میں شاہوں کی شوکت کو بس ہیچ سمجھا

فقیر (جامع اوراق) عرض کرتا ہے کہ ایک روز جماعت فقراء میں یہ خبر پہنچی کہ نواب بہاولپور حضرتِ والا کی زیارت کی خاطر بہاول پور سے سوار ہو کر خان پور تک آ گیا ہے نواب صاحب کے اہلکاروں نے حضرت والا کے اوصافِ جمیلہ اور آپ کی نادر الوجود شخصیت کا اس سے تعارف کرایا تھا یہ فقیر اس وقت حضرتِ والا کی خدمت میں موجود تھا آپ اس وقت نماز عصر سے فارغ ہو کر مسجد ہی میں تشریف فرما تھے کہ یہ خبر آپ کے کانوں تک پہنچی آپ نے فوراً دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا الٰہی ! مجھے اس شخص کا منہ نہ دکھانا آپ سے صرف یہی بات سنی گئی دو تین روز کے بعد پتہ چلا کہ نواب صاحب کو اچانک ایک ضروری کام پڑ گیا اور وہ فوراً وہاں سے واپس ہو گئے ۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور بدوی

مخدوم دین محمد کا بیان ہے کہ ایک روز آپ نے یہ نقل بیان فرمائی کہ ایک بدوی نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے نزدیک نماز شروع کی ، آپ اسے دیکھتے رہے اس نے نماز ایسی عجلت میں پڑھی گویا مرغ دانے چگ رہا ہے ، وہ نماز سے فارغ ہوا تو آپ نے اسے فرمایا تمہاری نماز جائز ہے اور نہ وضو اس لیے کہ تم نے نماز ایسے ادا کی ہے جیسے مرغ جلدی جلدی دانے چگتا ہے نماز میں اس قدر عجلت ظاہر کرتی ہے کہ تم نے وضو بھی ایسے ہی کیا ہوگا ۔ اس نے عرض کیا حضور ! آپ مجھے نماز اور وضو کی صحیح ترکیب سکھلائیں حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اسے اس طرح وضو کرایا کہ ہر عضو دھوتے وقت اسے مسنون دعائیں پڑھائیں پھر اسے نہایت خشوع کی حالت میں اپنے

marfat.com

Marfat.com

ساتھ دو رکعت نفل پڑھائی یہ دو رکعت پورے تعدیل اور اطمینان کے ساتھ ادا کی گئیں نماز کے بعد آپ نے بدوی سے فرمایا کہ آئندہ اسی طرح نماز پڑھا کرو جیسے میں نے تمھیں سکھلائی ہے۔ بدوی اٹھا اور اس نے انتہائی خشوع و خضوع کے ساتھ بعینہٖ اسی طرح نماز ادا کی جیسے اسے بتائی گئی تھی۔ نماز سے فارغ ہوا تو حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے کہنے لگا کہ حضور! جو نماز میں نے اب پڑھی ہے وہ نہیں ہوئی۔ نماز وہی پہلے والی درست ہے۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کیا وجہ؟ اس نے کہا قبلہ مجھے نماز کے دوران برابر آپ کا خوف رہا کہ خدا جانے میری یہ نماز پسند کرتے ہیں یا پھر پڑھنے کا حکم دیتے ہیں اس کے علاوہ مجھے کوئی اور خیال نہ تھا۔ آپ نے فرمایا میں نے بلاوجہ محنت کی اور وقت ضائع کیا آئندہ تم اپنی عادت کے مطابق نماز پڑھا کرو۔

مباش درپے آزار

کریم بخش خان کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا اُبھے (دمشق) کے سفر میں ایک جنگل عبور کر رہے تھے۔ اچانک آپ نے نگاہ ڈالی تو دیکھا کہ بہت ساری جماعت ابھی پیچھے رہ گئی ہے۔ آپ ضعیف العمر اور پیدل فقراء کی رعایت کی خاطر سواری سے اتر پڑے اور ایک خاردار (کنڈے) درخت کے سایے میں بیٹھ گئے جماعت کے فقراء بھی حلقہ بنا کر بیٹھ گئے اتفاق سے مجھے درخت کے سایے میں جگہ نہ ملی تو میں ذرا دور دھوپ میں بیٹھ گیا۔ دن بہت گرم تھا آپ کی نگاہ پڑی تو ایک فقیر کو حکم فرمایا کہ خان (مجھے) کو اِدھر لے آؤ میں فقیر کے کہنے پر نہ گیا تو آپ نے ہاتھ کے اشارے سے قریب آنے کو فرمایا میں نے عرض کیا حضرت میں یہاں بہتر ہوں۔ آپ نے فرمایا نہیں میرے قریب آکر بیٹھو۔ میں قریب گیا تو آپ نے اپنے پاس بٹھا دیا ایک درویش نے کہا عجب! اتنی دفعہ حضرتِ والا نے بلایا تو تم نہ آئے میں نے اسے کوئی جواب نہ دیا چپ رہا۔ حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا لوگوں کو ایذا پہنچاتا؟ چاہیے تو ایسے۔ (یعنی آدمیوں کے سروں پر گزر کر انسان نہ آئے)

marfat.com

Marfat.com

ایک عالم کا بحث ومباحثہ

فقیر عبدالرحیم کا بیان ہے کہ ایک بڑا عالم (احتیاطی ظہر بعد از جمعہ) ظہر کے بارے میں بحث ومناظرے کی خاطر حضرتِ والا کی خدمت میں آیا اس نے طویل گفتگو کی اور اپنی بات کو دلائل وبراہین سے ثابت کرنے کی کوشش کرتا رہا۔ آپ نے جواب میں کچھ نہ کہا اور خاموش ہو کر سب کچھ سنتے رہے۔ جب مولوی صاحب کثرتِ گفتگو سے تھک گیا تو آپ نے فرمایا مولوی صاحب لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ (آپ کا اپنا طریقہ ہے ہمارا اپنا) مولوی صاحب اجازت لے کر چل دیا۔

مولوی عثمان کی علمی بحث

فقیر عبدالرحیم کا بیان ہے کہ ایک دفعہ مولوی محمد عثمان راجن پوری نے جمعہ کے (بستیوں میں) جائز نہ ہونے کے متعلق حضرتِ والا سے گفتگو شروع کردی اور کہنے لگا حضور! یہاں جمعہ کے جائز ہونے کی شرائط نہیں پائی جاتیں۔ اور جہاں شرائط نہ پائی جائیں وہاں مشروط خود بخود ختم ہوجاتا ہے لہٰذا آپ کا جمعہ جائز نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا مولوی صاحب جمعہ میرا اور آپ کا دونوں کا نہیں ہوتا اس لیے کہ گاؤں آپ کا بھی فقہی شہر کی تعریف میں نہیں آتا اب ہم اتفاق کرلیں آپ جمعہ کی نماز اوباڑہ شہر میں پڑھا کریں کہ آپ کے قریب بڑا شہر وہی ہے۔ اور ہم خیرپور (ڈہرکی) جا کر پڑھیں گے۔ مولوی صاحب آپ نے اچھا مشورہ دیا ہے مجھے منظور ہے۔ مولوی غریب لاجواب ہوگیا اور کوئی جواب نہ دے سکا اس لیے کہ مولوی صاحب کو جمعہ کے لیے اباوڑہ جانا مشکل نظر آنے لگا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ مولوی صاحب گویا آپ کی رائے میں شہر وہ ہے جہاں ہندو بہت رہتے ہوں (کہ خرید وفروخت کا بڑا مرکز ہو) اور جمعہ وہاں ادا کرنا چاہیے۔

مخدوم دین محمد کی بحث اور اعترافِ شکست

مخدوم میاں دین محمد کا بیان ہے کہ پہلی بار میں حضرتِ والا کی

marfat.com

Marfat.com

خدمت میں آیا تو جوانی کا نشہ اور علم کا غرور مجھ پر سوار تھا۔ میں نے آتے ہی حضرت والا کے ساتھ جمعہ کے بعد احتیاطی ظہر کی بحث شروع کر دی میں نے کہا کہ جمعہ اور آخر ظہر دونوں پڑھی جائیں تاکہ یقین کی کیفیت حاصل ہو اس لیے کہ تمام علماء و فضلاء اور فقہ کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ جب شرط ختم ہو جائے تو مشروط خود بخود ختم ہو جاتا ہے کافی بحث مباحثے کے بعد آپ نے فرمایا کہ مخدوم صاحب آپ اپنی ضد چھوڑیں گے یا نہیں؟ میں نے کہا نہیں۔ میں نے فوراً مخدوم محمد ہاشم، مخدوم عبدالواحد سیوستانی اور مخدوم عبدالخالق رحمہم اللہ کی اس بارے میں تمام تحریریں جو میرے پاس موجود تھیں کھول کر حضرت والا کے سامنے پیش کیں اور عرض کیا قبلہ دیکھیے یہ تمام علماء ایک ہی بات پر متفق ہیں۔ آپ نے دوسری دفعہ فرمایا مخدوم صاحب آپ اپنی یہ بات چھوڑیں گے یا نہ؟ میں نے کہا نہیں اس لیے کہ میرے آباؤ اجداد کا اس پر اتفاق رہا ہے اور وہ دونوں (جمعہ اور ظہر) پڑھتے رہے ہیں میرے بڑوں کی چودہ پشتیں گزر گئی ہیں اور میں پندرھویں پشت میں ہوں میں اپنے تمام اجداد کا طریقہ کیسے چھوڑ دوں؟

آپ نے تیسری دفعہ فرمایا مخدوم صاحب اپنی بات نہیں چھوڑو گے؟ میں نے کہا قبلہ ہرگز نہیں۔ آپ نے اسی وقت شیخ محمد کو فرمایا کہ کتابوں کے سچے (کتب خانے) سے فلاں بستہ اٹھا کر لے آؤ۔ شیخ محمد ڈھونڈھ کر لے آیا آپ نے اس بستے سے تین کتابیں نکالیں یہ تینوں کتابیں چھوٹی اور عربی رسم الخط میں تھیں جو مکہ معظمہ سے کسی نے حضرت والا کی خدمت میں بطور ہدیہ بھجوائی تھیں تینوں کتابوں کے متعلقہ مقامات نکال کر آپ نے میرے ہاتھ میں دے دیئے۔ اور فرمایا مخدوم صاحب دیکھیے۔ دو صحیح حدیثیں اور ایک مشائخ کرام کی نقل میری نظر سے گذری میں نے غور سے دیکھیں اور سر اٹھا کر عرض کیا حضور! میں توبہ کرتا ہوں میں پھر آخر ظہر نہیں پڑھوں گا۔

marfat.com
Marfat.com

آخر ظہر کا اجراء

مخدوم صاحب موصوف کا بیان ہے کہ بعد میں ایک جگہ میں نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مشہور حدیث دیکھی "کہ نماز جمعہ قیامت تک منقطع نہیں ہو گی" آخر ظہر نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی نہ خلفائے راشدین نے پڑھی نہ بارہ اماموں نے پڑھی نہ چار مشہور مسالک کے آئمہ نے پڑھی۔ آخر ظہر حجاج بن یوسف کے زمانے میں جاری ہوئی وجہ یہ تھی کہ حدود، قصاص اور دیگر اسلامی احکام آہستہ آہستہ بند ہونے لگے تھے چنانچہ حجاج کی رائے کے مطابق اکثر علماء نے اس پر اتفاق کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ "بڑے شہر کے بغیر نہ جمعہ جائز ہے نہ عیدین نہ تشریق" اس "خبر" کو ترجیح دیتے ہوئے ان علماء نے فرمایا کہ نماز جمعہ اور آخر ظہر دونوں پڑھی جائیں تاکہ یقین کی کیفیت حاصل ہو۔

وہ دیتے ہیں سب کچھ

مخدوم دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہو کر میں نے عرض کیا کہ حضور حج بیت اللہ کا ارادہ ہے میرے لیے یہ دعا فرمائیں رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّار۔ آپ نے فرمایا مخدوم صاحب خرچ کے لیے کیا کچھ موجود ہے میں نے عرض کیا حضور گیارہ روپے آپ نے پوچھا آپ کے ساتھ رفیق کتنے ہیں؟

میں نے کہا اٹھارہ۔

فرمایا دو ہزار روپے میں دوں گا پھر فرمایا مخدوم صاحب وہاں ایک باغ ہے اسے ضرور دیکھنا۔ آئیے تاکہ میں اپنے باغ میں چل کر اس باغ کی نشانیاں آپ کو بتلاؤں۔ چنانچہ اپنے باغ میں لے گئے دوسرے لوگوں کو اندر آنے سے منع کر دیا آپ باغ میں کھجور کے اس درخت کے نیچے پہنچے جہاں ہمیشہ بیٹھا کرتے تھے۔ درخت کے نیچے ریت پر گھاس کا فرش بچھا ہوا تھا، آپ اس پر بیٹھ گئے۔ میں حضرتِ والا کے سامنے دوزانو ہو کر

marfat.com
Marfat.com

اپنے زانو آپ کے زانو سے اس طرح ملا کر بیٹھ گیا جیسے بعیت وارشاد کے وقت بٹھایا جاتا ہے ۔ میں انتہائی مؤدب بیٹھا تھا ۔ آپ نے فرمایا مخدوم صاحب ! خدا سے خدا کو طلب کرنا چاہیے کوئی اور چیز ہرگز نہیں مانگنی چاہیے ۔ میرے حواس بند ہوگئے پھر آپ اُٹھ کر باہر تشریف لائے اور حکم دیا کہ اونٹ تیار کیے جائیں ، اونٹ تیار کیے گئے تو آپ نے آگے مجھے پہلے خانے میں بٹھایا ۔ میں نے عرض کیا حضور ! آگے آپ بیٹھیں ۔ آپ نے فرمایا آپ علماء کے سردار ہیں الغرض میں بیٹھا آپ پیچھے بیٹھے اور راوتی (ایک قصبہ) کی طرف رخ کر کے ساری جماعت چلنے لگی ۔ آہستہ آہستہ چلتے چلتے کافی فاصلہ طے ہوگیا تو ایک جگہ آپ نے فرمایا مخدوم صاحب اگر آپ چاہیں تو دو ہزار روپیہ یکمشت کسی سے قرض حسنہ لے کر آپکو دے دوں اور اگر چاہیں تو آپ کو راستے میں تھوڑا تھوڑا کر کے دلواتا جاؤں ۔ میں نے کہا قبلہ ! اگر آپ یکجا دیں گے تو دل پر بوجھ ہوگا روپے کے ضائع ہونے یا چوری ہو جانے کا خطرہ رہے گا ۔ مجھے آہستہ آہستہ عنایت فرمائیں ۔ آپ نے فرمایا مخدوم صاحب ! یٰسٓ وَالْقُرْاٰنِ الْحَکِیْمِ اِنَّکَ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ صرف یہی الفاظ گیارہ دفعہ پڑھ لیا کریں ۔

یہاں سے آپ نے مجھے رخصت عنایت فرمائی اور خود واپس ہوگئے میں سفر کرتا ہوا رات کے وقت سید میاں شہباز علی کے پاس پہنچا ۔ شاہ صاحب ایک خدمت گذار شخص تھے مقررہ وقت پر حسب ارشاد میں وظیفہ پڑھ کر سوگیا ۔ دن نکلا تو میں نے تیاری کی ۔ قدرت الٰہی شاہ صاحب نے دو سو روپیہ نقد گن کر مجھے دیا میں نے کہا شاہ صاحب ! ہمیشہ سے آپ کی عادت ہے کہ آپ دس روپے بطور خیرات فی سبیل اللہ دیا کرتے ہیں اس دفعہ آپ نے کیوں دو سو روپیہ دیا ہے ۔ شاہ صاحب فرمانے لگے چھوڑو ! کیا کروگے پوچھ کر میں نے کہا نہیں مجھے ضرور بتاؤ ۔ انھوں نے فرمایا گذشتہ رات مجھے ایک دراز قد، سفید ریش اور صاحب شوکت وہیبت بزرگ نے فرمایا ہے کہ دو سو روپیہ مخدوم صاحب کو دیدو

marfat.com
Marfat.com

میں نے مجبوراً لا کر یہ رقم آپ کو دی ہے مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت والا اسے حکم دے گئے ہیں اس کے بعد وہاں سے روانہ ہو کر میں میر واحد بخش دڑی والے کے پاس مہمان ہوا وہاں بھی وظیفہ پڑھا۔ رخصت کے وقت اس نے تین سو روپے نقد لا کر سامنے رکھے اس سے پہلے وہ ہمیشہ بیس روپے نذر دیا کرتا تھا اس دفعہ اس زیادتی کا سبب میں نے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ سید محسن شاہ صاحب گھوٹکی والے اور حافظ صاحب بھر چونڈی شریف والے اکٹھے بیٹھے ہیں حضرت صاحب، محسن شاہ صاحب سے فرما رہے ہیں کہ میں نے آپ کے مرید واحد بخش پر تین سو روپے مقرر کیے ہیں یہ آپ لے کر مخدوم صاحب کو دے دیں۔

محسن شاہ صاحب نے مجھے حکم فرمایا کہ جلدی یہ روپے گن کر مخدوم صاحب کے حوالے کرو میں مجبوراً یہ رقم لایا ہوں، اپنی رضا و رغبت سے تو نہیں لایا۔ الغرض جو مجھے دس روپے دیا کرتا تھا اس نے دو سو دینے شروع کیے اور جو بیس دیتا تھا وہ تین سو یا چار سو دینے لگا بہر حال گھر پہنچتے پہنچتے حضرت والا کے ارشاد کردہ دو ہزار روپے پورے ہو گئے میں نے گھر سے حضرت والا کی خدمت میں آدمی بھجوا کر پوچھا کہ حضور! دو ہزار تو پورے ہو گئے ہیں وظیفہ جاری رکھوں یا بند کر دوں۔ آپ نے جواب میں لکھوا کر ارشاد فرمایا کہ مخدوم صاحب! بس کرو کہ آپ سے وعدہ اتنے کا تھا۔ میں اسی وقت حج کی تیاری کر کے کراچی روانہ ہو گیا وہاں سے ٹکٹ لے کر جدہ روانہ ہو گیا۔ بمبئی نہ گیا کہ وہاں جانے سے آپ نے منع کر دیا تھا۔ مکہ مکرمہ زادہا اللہ شرفاً و تعظیماً کی زیارت کر کے مدینہ منورہ حاضر ہوا۔ وہاں تمام زیارتوں کا شرف حاصل ہوا اور پھر مکہ واپس آیا۔ زادِ راہ سارا ختم ہو گیا کچھ بھی نہ بچا، پریشانی ہوئی، دل میں خیال آیا کہ میزابِ رحمت کے نیچے نفل پڑھوں اور دعا مانگوں۔ لوگوں کے اژدہام کی وجہ سے دن کو مجھے موقع نہ ملا، میں رات کے وقت اسی نیت سے گیا۔ اتفاقاً اشرافِ مکہ کی عورتیں اس رات وہاں آئیں

marfat.com
Marfat.com

درنوافل ادا کرنے لگیں دوسری عورتیں ایک طرف تھیں البتہ ایک عورت میزابِ رحمت کے عین نیچے نوافل پڑھ رہی تھی جونہی وہ ہٹی میں نے جلدی میں وہاں کپڑا بچھا کر نماز شروع کردی، فاتحہ کے بعد میں نے سورہ یٰسٓ شروع کی جب حضرت والا کے اجازت شدہ الفاظ تک پہنچا تو آگے میری زبان بند ہو گئی ابتداء سے پھر شروع کی مگر وہاں آیا تو آگے نہ چل سکا، الغرض دو تین دفعہ سورہ یٰسٓ پڑھنا شروع کیا مگر وہاں آتا تو زبان رک جاتی آگے ایک حرف نہ آتا میں سخت متحیر ہوا اسی حالت میں مجھ پر خواب کی حالت طاری ہو گئی میں نے دیکھا کہ میں پھر چونڈی شریف میں حضرتِ والا کی خدمت میں حاضر ہوں آپ پوچھتے ہیں کہ مخدوم صاحب خیر و خوشی سے تو پہنچے ہونا؟ میں نے عرض کیا حضور! پہنچ تو سلامتی سے گیا ہوں مگر سامانِ سفر بالکل ختم ہو گیا ہے ابھی تک مکہ معظمہ میں بیٹھا ہوں۔ زادِ راہ کے بغیر آؤں گا کیسے؟ آپ نے فرمایا مخدوم صاحب! میں آپ کو لینے کے لیے آیا ہوں تسلی رکھیں اسی وقت بیدار ہو گیا نفل پورے کر کے قیام گاہ پر واپس آیا اور اپنے رفقاء کو تسلی دی۔ اسی وقت ایک مومن شخص آیا اور مجھے کہنے لگا حضرت آپ کی دعوت ہے چلیے میرے ساتھ۔ میں آپ کو لینے آیا ہوں بمبئی کی طرف سے چلنا ہو گا میں نے کہا میرے ساتھ تو کافی سنگت ہے اس نے کہا سب کی دعوت ہے میں نے پوچھا آخر یہ دعوت کس سلسلے میں ہے کچھ بتاؤ تو سہی۔

اس نے کہا اس سے تمھیں کیا؟ بس میرے ساتھ چلو میں نے کہا میں بمبئی نہیں چلوں گا کہ مجھے میرے شیخ نے وہاں جانے سے منع فرمایا ہے اس لیے کہ اس طرف زیادہ تر تماش بین لوگ جاتے ہیں اس نے کہا اس سے تمھیں کیا؟ خدا کے بندے میں تو تمھیں مفت سوار کراؤں گا میں نے کہا مگر میں اس طرف ہرگز نہ چلوں گا۔ پھر اس نے اپنے ایک ساتھی سے کہا کہ حضرت کے ساتھ جاؤ آپ جہاں بھی جائیں اور خود جا کر اپنے ایک ملازم کے ہاتھ میرے لیے کراچی کا ٹکٹ بھجوایا چنانچہ میں کراچی پہنچ گیا اور گھر جانے کی بجائے پہلے

marfat.com
Marfat.com

سیدھا حضرتِ والا کی خدمت میں حاضری کے لیے چل پڑا، خیر پور (ڈہرکی) کے اسٹیشن پر اُترا تو میں نے دیکھا کہ حضرتِ والا کی جماعت کے درویش سواری کے جانور لیے منتظر کھڑے ہیں۔ قریب آکر میں نے ان سے پوچھا بھائی آپ لوگ کس کی انتظار کر رہے ہیں انھوں نے کہا آپ کی۔ میں نے پوچھا آپ لوگوں کو کس وقت حضرتِ والا نے میرے استقبال کے لیے آنے کا حکم فرمایا۔ انھوں نے کہا ہمیں حضرتِ والا نے عشاء کی نماز کے بعد فرمایا تھا کہ میرا دوست آرہا ہے آپ لوگ صبح صبح اسٹیشن پر اونٹ لے جائیں میں سوار ہوا کچھ راستہ طے ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضرتِ والا بنفسِ نفیس اپنی جماعت مکرمہ کے ساتھ میرے استقبال کی خاطر آرہے ہیں اس میں فوراً اتر پڑا اور دوڑ کر قدم بوس ہوا اور پھر پا پیادہ حضرت والا کے ساتھ مسجد کے دروازے تک پہنچا آپ مجھے لے کر مسجد میں تشریف لے آئے، اور حد سے زیادہ اعزاز و اکرام فرمایا۔ میں نے سارا حال بیان کیا آپ بہت خوش ہوئے اور کئی روز یہ پرلطف محفلیں جاری رہیں۔

ہارون الرشید کے تین عقدے

مخدوم میاں دین محمد کا بیان ہے کہ ایک دفعہ آپ نے یہ نقل بیان فرمائی، کہ بادشاہ ہارون الرشید کے دل میں تین باتوں کے بارے میں شدید الجھن پیدا ہو گئی پہلی یہ کہ تمام اشیاء کونیہ کی تخلیق اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوئی اللہ تعالیٰ سے پہلے کیا تھا۔؟ دوسری اللہ تعالیٰ کا رخ کیسا اور کس طرف ہے؟ تیسری اللہ تعالیٰ کس بات پر راضی ہے؟ ہارون الرشید نے اپنے وقت کے تمام بڑے بڑے علماء و فضلا جمع کیے اور ان سے کہا کہ میرے دل میں یہ تین عقدے پڑ گئے ہیں آپ حضرات ان تینوں سوالات کے جوابات اس طرح کھول کر اور مثالوں سے واضح کر کے بیان کریں کہ میری سمجھ میں آجائیں تمام علماء و فضلاء نے تقریریں کی کہ زمین و آسمان اور ان کے درمیان جو کچھ ہے اسی طرح زندگی و موت اور بہشت و دوزخ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اللہ تعالیٰ نے

marfat.com
Marfat.com

پہلے کچھ نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ چہرے سے پاک ہے اس کی مثال کسی چیز سے نہیں دی جا سکتی اسی طرح وہ نیک اعمال سے راضی ہوتا ہے اور بُرے اعمال پر ناراض۔ بادشاہ نے کہا اتنی باتیں تو میں بھی جانتا ہوں مجھے کسی ظاہر مثال سے سمجھاؤ تاکہ آسانی سے میری سمجھ میں آسکے ورنہ کہیں میرے ایمان میں نقص نہ واقع ہو جائے تمام علماء و فضلا کوئی مثال نہ پیش کر سکے۔ اور چپ ہو رہے بادشاہ نے کہا آج رات آپ حضرات کو مہلت دی جاتی ہے اگر کل آپ نے ساری بات مجھے مثالوں کے ساتھ نہ سمجھائی تو میں آپ تمام لوگوں کو قید خانے بھجوا دوں گا۔ تمام علماء نے ایک جگہ اکٹھے بیٹھ کر باہم مشورہ کیا تو ان کے درمیان طے پایا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں چل کر یہ مسئلہ ان سے حل کرایا جائے۔ الغرض رات کے وقت تمام علماء حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پہنچے اور سارا واقعہ عرض کیا آپ نے ارشاد فرمایا اس میں کیا مشکل ہے یہ تو سیدھی اور صاف بات ہے آپ لوگ امام ابوحنیفہ کو کمسن اور خود کو بڑے عالم سمجھتے ہیں آپ کو اس مسئلے کا جواب امام ابوحنیفہ دیں گے آپ ان کے پاس جائیں یہ لوگ امام ابوحنیفہ کی خدمت میں پہنچے اور سارا حال بیان کیا امام صاحب نے فرمایا آپ لوگ اپنے زمانے کے بڑے علماء اور میرے اساتذہ ہیں مجھے آپ حضرات کی موجودگی میں جواب دینا خلافِ ادب معلوم ہوتا ہے سب نے کہا آپ کو اجازت ہے اس لیے کہ ہم سب مصیبت کے اس گرداب میں پھنس گئے ہیں۔ حضرت امام ابوحنیفہ ان علماء کی معیت میں ہارون الرشید کے دربار میں پہنچے۔ اس وقت ہارون الرشید تختِ شاہی پر بیٹھا تھا امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو دیکھتے ہی اس نے پوچھا کہ میرے سوالات کے جواب لائے ہیں کہ نہیں؟ امام صاحب نے فرمایا بادشاہ! شرعی مسئلہ پوچھنے کا طریقہ یہ نہیں ہے کہ سائل اوپر تخت پر بیٹھا ہو اور جس سے مسئلہ پوچھا جا رہا ہو وہ نیچے کھڑا ہو۔ اس کا طریقہ اور ادب کا تقاضا یہ ہے کہ سوال پوچھنے والا نیچے اور جس سے پوچھا جا رہا ہو وہ اس سے بلند جگہ پر ہو۔ ہارون الرشید

marfat.com
Marfat.com

فوراً تخت سے اتر آیا اور ادب سے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ امام صاحب تخت پر جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا ہارون! اب بتاؤ تمھارا مسئلہ کیا ہے؟ ہارون نے کہا کہ یہ تمام اشیاء کو نیہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے عالم وجود میں آئیں۔ اللہ تعالیٰ سے پہلے کیا تھا؟ حضرت امام نے فرمایا آپ کو حساب کرنا تو آتا ہے۔ بادشاہ نے کہا ہاں۔ آپ نے فرمایا ذرا گنو، ہارون الرشید گننے لگا ایک دو تین چار پانچ۔ حضرت امام نے فرمایا بادشاہ یہ تمام ہندسے ہندسہ ایک کے وجود میں آنے کے بعد ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ اس ایک سے پہلے کیا ہے؟ انھوں نے کہا اس سے پہلے کچھ نہیں۔ حضرت امام فرمانے لگے جس طرح ہندسوں میں ایک سے پہلے کچھ نہیں اسی خدا بھی ایک ہے اس سے پہلے کچھ نہیں ہارون الرشید نے کہا آپ نے واضح مثال سے سمجھا کر میرا ایمان بچا لیا ہے اب دوسرے سوال کا جواب ارشاد فرمائیے حضرت امام نے فرمایا کہ ایک بڑی شمع روشن کی جائے شمع آگئی تو آپ نے پوچھا بادشاہ شمع کا منہ کس طرف ہے۔ ذرا بتائیں ہارون کوئی جواب نہ دے سکا تو آپ نے فرمایا جس طرح شمع کا رخ ہر طرف کا احاطہ کیے ہوئے ہے اسی طرح رخ (وجہ) خداوندی بھی ہر چیز کو محیط ہے چنانچہ وھو بکل شیئ محیط اس کی دلیل ہے

تیسرے مسئلے کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات سے راضی ہے کہ تو جاہل تھا تجھے اس نے تخت سے اتار کر نیچے کھڑا کیا اور میں عالم تھا مجھے علم کی وجہ سے تخت پر بٹھا دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا مقولہ اس کی دلیل ہے ؎

رضینا قسمۃ الجبار فینا لنا علم وللجہال مال

صحابہ کرام کا اندازِ حکومت

مخدوم دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز یہ بات چل پڑی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی حکومت (مثالی) کرامت کے ذریعے تھی حضرت والا نے یہ نقل بیان فرمائی کہ صدر اول کے تمام حکام آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چل رہے تھے

marfat.com
Marfat.com

اور اس میں کوئی ذرہ بھر تبدیلی نہ آئی تھی۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سپرد ہوئی تو آپ نے حضرت سلمان فارسی کو خراسان کا حاکم مقرر کر کے روانہ فرمایا اور انھیں فرمایا کہ خراسان کے پہلے حاکم حارس صحابی کو میرے حکم سے معزول کر دو حضرت سلمان فارسی گدھے پر سوار کمبل اوڑھے ہاتھ میں گھاس کھودنے کا رنبہ لیے روانہ ہو گئے ان کے پاس اس کے علاوہ اور کچھ نہ تھا سفر طے کر کے دار الحکومت کے قریب پہنچے تو شہر سے باہر بیٹھ گئے اور اپنے گدھے کے لیے گھاس کھودنے لگے۔

حضرت سلمان فارسی جونہی یہاں پہنچے حضرت حارس نے تمام فوج کو بلا کر بتا دیا کہ میری حکومت اب ختم ہے۔ کیونکہ تمہارا دوسرا حاکم یہاں پہنچ گیا ہے آپ لوگ اب اس کی تابعداری کریں انھوں نے پوچھا وہ ہے کہاں؟ انھوں نے کہا وہ شہر کے باہر پہنچ گیا ہے۔

لوگ سفید شکر اور قند سُرخ بہ طور نذرانہ لے کر کشاں کشاں شہر کے باہر جانے لگے انھوں نے سوچا کہ دنیوی رسم کے مطابق حاکم شہر اپنے لاؤ لشکر کے ساتھ آ رہا ہو گا۔ جب یہ لوگ شہر سے باہر نکلے تو وہاں ایسی کوئی بات نہ تھی شہر کے اردگرد پھیرے مگر کچھ پتہ نہ چلا انھوں نے سوچا شاید حاکم ابھی تک پہنچا نہیں البتہ ایک درویش انھیں نظر آیا کہ اس کا گدھا بندھا ہوا ہے اور وہ خود اس کے لیے گھاس کھود رہا ہے یہ لوگ مایوس ہو کر پھر حضرت حارس کی خدمت میں آئے اور کہنے لگے حضور یا حاکم کا تو کہیں نام و نشان نہیں ہے خدا کے لیے آپ ہی حکومت سنبھالیے ورنہ ملک برباد ہو جائے گا۔ حضرت حارس نے پوچھا کہ اس اس شکل و ہیئت کا کوئی درویش آپ لوگوں نے دیکھا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں وہ تو موجود ہے انھوں نے فرمایا وہی تو تمہارے علاقے کا حاکم ہے آپ لوگوں پر اس کی اطاعت فرض ہے یہ لوگ واپس ہوئے اور حضرت سلمان فارسی کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ ہمارے حاکم نے ہمیں بتایا ہے کہ اس کی حکومت ختم ہو گئی ہے اب اس علاقے کے حاکم حضرت سلمان فارسی مقرر ہوئے ہیں حضرت سلمان نے فرمایا ابھی اس کی حکومت کے آٹھ دن باقی ہیں تاکہ میں اس سے

marfat.com

Marfat.com

تمام حساب وکتاب لے سکوں لوگوں نے کہا حضور ! آپ چل کر سرکاری رہائش گاہ میں تو بیٹھیے اس لیے کہ سابقہ حاکم تو اسے چھوڑ چکا ہے حضرت سلمانؓ نے فرمایا آج رات مجھے یہاں رہنے دو کل میں آجاؤں گا لوگوں نے کہا حضرت، یہ چوروں اور بدمعاشوں کا علاقہ ہے یہ لوگ ایک ہی رات میں سارے شہر کا صفایا کر دیں گے اس لیے کہ اس بات کا ہر شخص کو پتہ چل گیا ہے کہ پہلا حاکم موقوف ہو گیا ہے اور دوسرے نے ابھی چارج لیا نہیں، چور اُچکے آپس میں متفق ہو کر واردا تیں کریں گے جب تک دوسرا حاکم پہلے کی جگہ لے یہ موقع ان کے لیے سنہری ثابت ہوگا۔ حضرت سلمان فارسی نے فرمایا قلم دوات لاؤ، کہ میں تمھیں اس خطرے سے بچاؤ کی خاطر کچھ لکھ دوں۔ انھوں نے کہا شام کا وقت ہے اس وقت شہر سے قلم دوات لانا مشکل ہے۔ انھوں نے فرمایا کوئی بات نہیں کہیں سے کسی چیز کا پرانا ٹکڑا اور کوئلہ لے لو لوگ لے آئے آپ نے اس پر کچھ لکھا اور فرمایا کہ جاؤ اور قلعے کے دروازے پر پہلے پہل جو چیز تمھیں ملے یہ رقعہ اسے دے دو۔

لوگوں نے دل میں خیال کیا کہ اس قسم کا آدمی علاقے پر کیا حکمرانی کرے گا بہرحال لوگ چل پڑے راستہ میں بھی حضرت سلمان کے رویے پر ہنسی مذاق کرتے گئے اتفاق سے قلعہ کے دروازے پر انھیں ایک بیمار کمزور اور زخمی کتا ملا۔ جس کے زخموں میں کیڑے پڑ گئے تھے آپس میں کہنے لگے یہ خط اسی کے حوالے کرنا چاہیے کہ پہلے پہل ہمیں یہی ملا، پرانے کپڑے میں انھوں نے تعویذ کی طرح یہ رقعہ لپیٹا اور کتے کے گلے میں باندھ دیا قدرتِ الٰہی سے کتا اسی وقت تندرست ہو گیا اس کی بیماری زائل ہو گئی اور وہ ایک طرف کو چل دیا لوگ ہنسی مذاق کے طور پر آپس میں کہنے لگے کہ یہ شخص اسی طرح حکومت کریگا شہر میں پہنچے تو تمام چوروں بدمعاشوں کو اعلان دے دیا کہ اپنے تمام ساتھیوں کو چاہے وہ قلعہ میں ہوں یا قلعہ سے باہر اطلاع کرا دو کہ آج رات کوئی اس شہر کا حاکم نہیں ہے آپ لوگوں کو عام اجازت ہے کہ لوٹو کھاؤ ہم تمام لوگ دکان اور مکان کھلے چھوڑ دیں گے۔

marfat.com
Marfat.com

چنانچہ تمام تاجروں بزازوں اور دوسرے دکانداروں نے اپنی اپنی دکانیں کھلی چھوڑ دیں بلکہ تمام سامان نظروں کے سامنے رکھ دیا اور بلاخوف سو گئے اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ شہر کی بدنامی ہو اور پھر وہی حاکم بحال رہے اور اسے ہی دوبارہ مقرر کر دیا جائے۔

ادھر جس کتے کی گردن میں انھوں نے خط ڈالا تھا وہ فوراً قلعہ کے نزدیک واقع ایک بلند پہاڑ پر چڑھ کر بلند آواز سے چیخنے لگا اس کی فریاد سن کر شہر اور گردونواح کے سارے کتے وہاں جمع ہو گئے اس نے ان تمام کتوں سے کہا خبردار اگر آج رات کوئی چیز گم ہوئی یا کسی کی کوئی چیز کوئی شخص لے گیا تو صبح کے وقت ہمارا بادشاہ ہم سب کو ہلاک کرا دے گا تمام کتوں نے اسے کہا تم ہمارے حاکم ہو جو حکم دو ہم اس کی تابعداری کے لیے حاضر ہیں اس نے کہا فوری طور پر شہر کے تمام بازاروں اور دکانوں و مکانوں کے دروازوں کے سامنے کھڑے ہو جاؤ اور ہر طرف دیکھتے رہو۔ جونہی کوئی چور نظر آئے اسے فوراً چیر پھاڑ کر پھینک دو۔ ادھر چوروں کے گروہ نے آپس میں طے کیا کہ جونہی رات ڈھلے قلعے پر دھاوا بول دینا چاہیے۔ انھیں کتوں کے پروگرام کا قطعاً علم نہ تھا یہ لوگ آدھی رات کے بعد اپنی اسکیم کے مطابق جونہی مختلف ٹولیوں میں شہر کے اندر داخل ہوئے کتے ان پر ٹوٹ پڑے یہاں تک کہ صبح تک تمام چور ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے دن نکلا تو تاجروں اور دکانداروں نے کیا دیکھا کہ شہر کے تمام گلی کوچوں میں چوروں کے اعضاء بکھرے ہوئے ہیں اندازہ لگایا گیا تو پتہ چلا کہ اس رات میں تین ہزار کے قریب چور مارے گئے ہیں شہر کے لوگوں نے یہ کیفیت دیکھی تو گلے میں کپڑے ڈال کر حضرت سلمان فارسی کی خدمت میں پہنچے اور معافی کے طلب گار ہوئے اور آئندہ کے لیے فرمانبردار اور تابعدار شہری کی حیثیت سے رہنے کا یقین دلایا چنانچہ حضرت سلمان اس علاقے پر حکومت کرنے لگے ابھی دو ماہ گذرے تھے کہ ایک دن ایک صحابی حضرت سلمان فارسی کی خدمت میں آئے اور انھیں بتایا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دو نئی باتیں

marfat.com
Marfat.com

داخل کردی ہیں۔

آپ نے پوچھا کون سی؟

انھوں نے کہا پہلی یہ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے ثلثہ چٹائی پر کچھ بچھائے بغیر سوتے تھے مگر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اس پر چادر بچھاکر سوتے ہیں دوسری یہ کہ وہ دو طعام کھاتے ہیں حالانکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے ثلثہ ایک وقت میں ایک ہی طعام تناول فرماتے تھے۔ یہ حال سن کر حضرت سلمان فرمانے لگے ایسے شخص کی تابعداری کیسے کی جا سکتی ہے؟ چنانچہ حضرت سلمان حکومت چھوڑ کر اس صحابی کے ساتھ چل پڑے اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچے، حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی نگاہ حضرت سلمان فارسی پر پڑی تو آپ کو تعجب ہوا کہ اتنی جلدی یہ کیوں واپس آگئے ہیں میں نے انھیں حاکم بنا کر بھیجا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان سے حال پوچھا تو انھوں نے سارا واقعہ من وعن بیان کر دیا آپ نے پوچھا تمھیں یہ بات کس نے بتائی ہے؟ انھوں نے عرض کیا (اس صحابی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) اس شخص نے۔ آپ نے فرمایا صحابی نے بات ٹھیک کہی ہے مگر اصل قصہ یہ ہے کہ اس روز (جب اس نے مجھے چادر نیچے بچھائے ہوئے دیکھا) مجھے بخار تھا بے ہوشی کی حالت میں جو چادر میں نے اوپر لے رکھی تھی وہ نیچے آگئی دوسری بات کی حقیقت یہ ہے بیماری کی وجہ سے حکیم نے میرے لیے انڈے کی زردی اور سفیدی علیحدہ علیحدہ کھانے کی تجویز کی۔ اسی لیے اس روز یہ دونوں چیزیں میں نے الگ الگ رکھی ہوئی تھیں۔ حالانکہ انڈا ایک ہی چیز ہے صرف اس کے رنگ دو ہیں بات تو ساری اتنی ہے۔

یہ قصہ بیان کر کے حضرت والا نے ارشاد فرمایا کہ صحابہ کرام کو دین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر غیرت تھی کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے حکومت چھوڑ دی اور فوراً معاملہ خود آکر دیکھنے کو ترجیح دی تاکہ دین میں کوئی رخنہ نہ پڑے پھر آپ نے فرمایا

marfat.com
Marfat.com

مخدوم صاحب! دین (دینداری یا دینی غیرت) یہ ہے۔

مولوی بن جانا اور فقیر کہلانا آسان ہے

احقر بندہ عبید اللہ (جامع اوراق) عرض کرتا ہے کہ ایک روز حضرتِ والا نے ارشاد فرمایا کہ مولوی بن جانا، سید ہونا، فقیر اور مشائخ کہلانا آسان اور سہل ہے البتہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کی مکمل پیروی کرنا مشکل ترین کام ہے اس کے بعد آپ نے بطورِ مذاق یہ مثال بیان فرمائی۔

لیئی کوں لتی کھنیر کوں ھاسو آھیاں فقیر ھاصو

مخدوم دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک روز حضرتِ والا سوئی شریف ختم کی غرض سے تشریف لے گئے اس غلام کو بھی ہم رکابی کا شرف بخشا ختم پڑھ کر فارغ ہوئے تو ابھی آپ اندر تھے کہ میں پہلے باہر نکل آیا میں نے دیکھا کہ ایک ہندو اپنے طریق عبادت کے مطابق غلے کے کچھ دانے سوئی شریف کے کنوئیں میں ڈال رہا ہے وہ دانے ڈال کر چلا گیا تو میں نے حضرتِ والا کی خدمت میں عرض کیا کہ حضور! بات یہ ہے کہ اس دشمنِ اسلام ہندو نے فقراء کے کنوئیں میں پلیدی ڈال کر پانی ناپاک کیا ہے آپ حکم فرمائیں کہ

فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم

(مشرکین کو قتل کرو جہاں پاؤ اور انہیں پکڑو اور گھیرو) (التوبہ، ۵)

آپ نے فرمایا مخدوم صاحب! آپ کے اجداد جابر تھے وہ بات اچھی تھی یا یہ بات اچھی ہے یہ بات فرما کر آپ نے یہ نقل بیان فرمائی۔

حضرت امیر حمزہ کے قتل کا بدلہ

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کفار کے ہاتھوں شہید ہوئے تو کسی صحابی نے دوڑ کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ خبر پہنچائی یہ خبر سنتے ہی آپ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے کہ میں امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بدلے میں مکہ کے بہتر کافر مشرک

marfat.com
Marfat.com

قتل کراؤں گا۔ فوراً وحی آئی اذا جاء نصر اللہ یعنی فتح مکہ کا کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں سے ہو گا اس میں دیر نہ کرو۔ کافروں کو نہ چھوڑو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو بلا کر حکم فرمایا کہ صحابہ کے ہمراہ فوراً مشرکین مکہ کے خلاف تلوار اٹھاؤ صحابہ نے اسی وقت تلواریں سونت لیں، کچھ کافر قتل ہوئے کچھ بھاگ گئے اور باقی نے اطاعت اختیار کر کے اسلام قبول کر لیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو جنگ بند کرنے کا حکم دیجیے آپ نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ علی رضی اللہ عنہ کو جا کر کہو کہ جنگ بند کریں۔ حضرت سلمان نے فوراً پیغام پہنچایا۔ انھوں نے فرمایا ٹھیک ہے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پیغام دے کر پھر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس مبارک میں آن بیٹھے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پھر مجاہدین کو حکم دیا کہ شاباش تلوار چلاؤ انھوں نے جنگ شروع کر دی

کفار مکہ پھر فریادی ہو کر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے کہ حضور جنگ ابھی تک جاری ہے اور قتل ہو رہے ہیں آپ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ پر ناراض ہوئے کہ تم نے پیغام نہیں پہنچایا۔ انھوں نے کہا حضور! میں پیغام دے آیا ہوں آپ نے فرمایا جاؤ جنگ بند کراؤ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ فوراً حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس پہنچے اور ان سے عرض کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہو رہے ہیں آپ جنگ بند نہیں کرتے؟ انھوں نے فرمایا حضرت کی بات کے سامنے میری کیا مجال! میں جنگ بند کر رہا ہوں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ واپس ہوئے تو مکہ کے لوگ پھر فریادی ہو کر آگئے کہ حضور جنگ تا حال جاری ہے ہم اسلام قبول کر چکے ہیں دائرہ اطاعت میں آگئے ہیں پھر بھی ہمیں قتل کیا جا رہا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ پر ناراضگی کا اظہار فرماتے۔ ارشاد فرمایا تمھیں کیا ہو گیا ہے۔ جاؤ علی رضی اللہ عنہ کو بلا کر لے آؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا کیا

marfat.com
Marfat.com

بات ہے ۔ علی رضی اللہ عنہ ! تم میری بات نہیں مان رہے انھوں نے عرض کیا حضور ! مجھے تو سلمان رضی اللہ عنہ نے کوئی پیغام نہیں دیا ۔ آپ نے فرمایا سلمان رضی اللہ عنہ جھوٹ بولنے والا تو نہیں ہے پھر آپ نے حضرت سلمان سے پوچھا کہ تم نے میرا پیغام نہیں پہنچایا انھوں نے کہا حضور ! میں تینوں دفعہ آپ کا پیغام پہنچا چکا ہوں ۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑی دیر خاموشی اختیار کی اور وحی کا انتظار کرنے لگے اسی وقت جبرئیل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ سچ کہتے ہیں اور سلمان رضی اللہ عنہ کی بات بھی غلط نہیں دونوں سچے ہیں، بات یہ ہے کہ ان دونوں کے درمیان علی رضی اللہ عنہ کی صورت میں میں (جبرئیل) موجود تھا اور تینوں دفعہ میں ہی آپ کے حکم کی تعمیل کا اقرار کرتا رہا ۔ مجھے اللہ تعالیٰ کا حکم تھا کہ جب تک کفار مکہ کے بہتر آدمی قتل نہ ہو جائیں جنگ بند نہ کی جائے اب یہ تعداد پوری ہو گئی ہے چنانچہ جنگ بھی بند ہو گئی ہے ۔

لال شہباز قلندر نے عالم دین کا استقبال کیا

مخدوم دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ حضرت والا اس علاقے (بلوچستان) کے سفر پر تشریف لائے تو جیکب آباد میں میری آپ سے ملاقات ہوئی ۔ میر علی مراد خان ٹالپور نے مجھے ایک گھوڑا دیا تھا جس کی زین چاندی کے پتروں سے مزین اور اس پر اطلس کا جھل پڑا ہوا تھا میں اس وقت اس گھوڑے پر سوار تھا ۔ ملاقات کے وقت میں نے حضرت والا کو اپنے گھوڑے پر سوار ہونے کی دعوت دی اور اصرار کر کے آپ کو اس پر سوار کرایا مجھے لنگر کے گھوڑے پر سوار کیا گیا حضرت والا نے فرمایا مخدوم صاحب ! آپ اپنا گھوڑا آگے کریں میں آپ کے پیچھے چلوں گا ۔ الامر فوق الادب کے مطابق میں آگے ہو گیا ۔ اس وقت ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہمارے آگے پیچھے چل رہے تھے اس وقت لوگوں کے منہ سے یہ بات نکلی کہ باپ باپ ہے مگر

marfat.com
Marfat.com

بیٹا بھی بیٹا ہے (مجھے لوگوں نے حضرت کا بیٹا سمجھا) اس وقت ابھی تک میرے چہرے پر داڑھی نہیں آئی تھی شہر کے بازار سے گذر ہوا تو آپ نے رُخ مبارک ڈھانپ لیا تمام مخلوق بازار کے دونوں طرف کھڑی تھی ایک فقیر نے عرض کیا حضور! ہزار ہا لوگ جن میں کافر اور مسلمان شامل ہیں اپنے کاروبار چھوڑ کر آپ کی زیارت کے لیے کھڑے تھے مگر آپ نے چہرہ مبارک ڈھانپ لیا اس کی کیا وجہ ؟ آپ نے فرمایا لوگ اس فقیر کو نہیں اپنی حقیقت اور اصلیت کو دیکھ رہے تھے جو کہ وحدت ہے۔

میں نے عرض کیا کہ حضور میرے دادا صاحب نوری بزرگ تھے۔ ایک دفعہ ایک ہندو عورت کے مسلمان ہو جانے پر ہندو صاحبان نے بہت واویلا کیا۔ میر ٹالپور میر محمد خاں درویشوں کی جماعت اور میرے دادا کی دشمنی پر اتر آیا چنانچہ میرے دادا مدد حاصل کرنے کی خاطر حضرت لال شہباز رحمۃ اللہ علیہ کے روضہ پر حاضر ہوئے جب آپ قریب پہنچے تو روضہ میں جنبش پیدا ہوئی اور وہ ہلنے لگا آپ نے ہاتھ سے اسے اشارہ کیا کہ صبر کرو چنانچہ روضہ اپنی جگہ پر ٹھہر گیا۔ آپ ختم پڑھ کر باہر نکلے تو ایک فقیر نے میرے دادا سے پوچھا کہ مخدوم صاحب روضہ کیوں ہلنے لگا تھا؟ آپ نے فرمایا حضرت لال شہباز قلندر میرے استقبال کے لیے اٹھے تھے میں نے اشارے سے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں میں خود حاضر ہو رہا ہوں چنانچہ روضہ اپنی جگہ ٹھہر گیا حضرت لال شہباز نے میرے دادا سے فرمایا اس بازار کی فلاں کنجری سے جا کر مدد حاصل کرو، مخدوم صاحب سوار ہو کر اس بازار میں پہنچے تمام بد قماش عورتیں ڈر گئیں کیونکہ مخدوم صاحب صاحب شریعت بزرگ تھے انھیں پریشانی ہوئی کہ خدا جانے مخدوم صاحب کیا کرتے ہیں۔ یہ عورتیں دوڑ کر قدموسی حاصل کرنے لگیں ان میں وہ بھی تھی جس کے بارے میں حضرت لعل شہباز رحمۃ اللہ علیہ اشارہ کر چکے تھے۔ میرے دادا حضرت مخدوم صاحب سواری سے نیچے نہ اترے وہیں کھڑے رکھڑے آپ نے فرمایا فقراء کی جماعت اور آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دین کی کامیابی کے لیے سب مل کر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس معاملے میں اسلام کے مقدمے کو فتح نصیب کرے سب نے عرض کیا حضور آپ دعا مانگیں ہم سب آمین کہیں گی۔ چنانچہ مخدوم صاحب نے

marfat.com

Marfat.com

دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے اور ان تمام نے آمین کہی میرے دادا حضرت مخدوم صاحب وہاں سے روانہ ہوئے ابھی گھر نہ پہنچے تھے کہ نور محمد خان ٹالپور کو سانپ نے کاٹا اسی وقت انھوں نے وہ ہندو عورت واپس کردی جو اپنی قید میں انھوں نے رکھی ہوئی تھی اور معافی بھی طلب کی۔

اس قصے کے بعد حضرت والا نے فرمایا کہ مخدوم صاحب ایسے نہیں ہے پھر آپ نے یہ نقل بیان فرمائی۔

شیخ الاسلام بہاء الدین زکریا کا واقعہ

شیخ الاسلام بہاء الدین ملتانی رحمۃ اللہ علیہ ہر روز ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں ادا فرمایا کرتے تھے ایک دن خادم سے آپ نے فرمایا کہ پانی کا کوزہ بھر لاؤ تاکہ میں وضو کر کے نماز کے لیے جاؤں۔ اس وقت لباس و شکل سے ایک پیشہ ور نظر آنے والی عورت نے کہا حضرت ذرا ٹھہریئے! کہ میں بھی وضو کرلوں پھر اکٹھے مکہ مکرمہ نماز کے لیے چلتے ہیں آپ نے وضو کر کے تھوڑی دیر صبر کیا اتنے میں وہ عورت بھی وضو کر کے آگئی۔ اور کہنے لگی حضور! جیسے آپ کی مرضی یا آپ مجھے مکہ معظمہ لے چلیں یا میں آپ کو پہنچا دیتی ہوں۔ آپ نے فرمایا آج تمھاری باری ہے اس نے کہا حضور اپنے پاؤں میرے دونوں پاؤں پر رکھ دیجیے۔ حضرت شیخ الاسلام نے کمال تقویٰ اور پاس شریعت کی وجہ سے اپنے پاؤں پر مضبوطی سے کپڑا لپیٹا پھر اس عورت کے پاؤں پر کپڑا ڈالا اور بعد میں اپنے پیر اس کے پاؤں پر رکھے۔ اس نے کہا حضرت اپنی آنکھیں بند کیجیے آپ نے آنکھیں بند کرلیں تھوڑی دیر کے بعد اس نے کہا اب آنکھیں کھولیے۔ آپ نے آنکھیں کھولیں تو مکہ معظمہ میں تھے اس وقت مکہ مکرمہ میں تکبیر اولیٰ ہو چکی تھی صرف اتنا وقت لگا۔

مخدوم دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا نے اس شعر کی تشریح فرمائی

سر برہنہ نیستم دارم کلاہ چار ترک   ترک دنیا، ترک عقبیٰ، ترک مولیٰ ترک ترک

marfat.com
Marfat.com

آپ نے فرمایا ترک دنیا آسان ہے ترکِ عقبیٰ سہل ہے ترک مولیٰ آسان تر ہے البتہ ترکِ تُرک مشکل ترین مسئلہ ہے یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے میں نے عرض کیا حضور کچھ مزید تشریح فرمائیں اچانک آپ کا رنگ اور صورت مبارک اس طرح بدل گئی کہ مجھ سمیت ساری محفل پر ہیبت، خوف اور دہشت طاری ہو گئی اور آپ کی زبان پر ایسے اسرارِ غیبی اور انوار لاریبی کا ظہور ہونے لگا کہ میرے اور تمام حاضرین کے ظاہری و باطنی حواس بند ہو گئے اور ہم لوگ محو حیرت ہو گئے حضرتِ والا اس وقت جو کچھ فرما رہے تھے میری ناقص سمجھ میں ان میں سے ایک بات بھی نہ آئی اس لیے کہ اس میدان میں عقل و فہم کی رسائی تو تھی ہی نہیں جب حضرت والا کی یہ کیفیت ختم ہوئی اور آپ اپنی اصلی حالت میں واپس آگئے تو خوف و ہیبت بھی کم ہوئی اور زبان کو بولنے کی طاقت بھی ملی تو میں نے حضرتِ والا کے سامنے حاضرینِ مجلس سے پوچھا کہ حضرتِ والا کے ارشادات میں سے آپ لوگوں کی سمجھ میں کوئی بات آئی ہے یا نہ؟ سب نے متفق ہو کر یہی بات کہی کہ ہم نے کچھ نہیں سمجھا اس کے بعد آپ اُٹھ کھڑے ہوئے اور یہ نورانی مجلس ختم ہو گئی۔ مخدوم صاحب کا بیان ہے کہ اس وقت حضرتِ والا نے جو کچھ ارشاد فرمایا وہ میں نے اس سے پہلے کبھی نہ آپ کی زبانی سنا نہ ہی اپنے زمانے کے علماء و فضلاء سے وہ نکتے سنے اور نہ یہ باتیں کتابوں میں دیکھیں۔ سبحان اللہ! وبحمدہ! آپ ایسے غوث اور مغیث تھے کہ ٹھاٹھیں مارنے والے سمندر کی طرح اسرارِ الٰہی غیر متناہی کی موجیں ہر طالب کو بقدرِ استعداد سیراب کر رہی تھیں اور ہر شخص اس میں سے اپنا اپنا حصہ لے رہا تھا۔ الحمد للہ علی کل حالٍ من الاحوال

مخدوم دین محمد صاحب کا واقعہ

مخدوم دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ میرے شیخ (حضرتِ والا) کی کرامات میں سے یہ ہے کہ جب کبھی میں حضرتِ والا کی زیارت کے ارادے سے روانہ ہوتا جونہی خیرپور (ڈہرکی) کے اسٹیشن پر اترتا کوئی نہ کوئی درویش سواری لیے ہوئے پہلے سے میرا منتظر ہوتا

marfat.com
Marfat.com

گو میں کتنا ہی بے وقت کیوں نہ آتا میں ہزار کوشش کرتا کہ ریلوے سٹیشن سے پا پیادہ حاضری دوں مگر ایسا نہ ہو سکتا تھا ایک دفعہ دوپہر کے وقت میں گاڑی سے اترا تو میں نے حضرتِ والا کی طرف سے آئے ہوئے درویش سے کہا کہ آج جمعہ کا دن ہے تھوڑی دیر انتظار کر لیتے ہیں ہم فی الحال جنگل میں بیٹھ جاتے ہیں جب حضرت والا خطبہ کے لیے منبر پر بیٹھیں تو مجھے اطلاع کرنا درویش نے آکر اطلاع دی تو میں چھپتا چھپاتا مسجد کی آخری صفوں میں ایک صف میں جاکر بیٹھ گیا۔ حضرتِ والا خطبہ پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی طرح آپ کی نگاہ مجھ پر تھی۔ خطبہ سے فارغ ہو کر آپ نے اشارہ فرمایا لوگ حیران ہو گئے اور آپ نے ایک درویش سے فرمایا کہ مخدوم صاحب آخری صفوں میں کھڑے ہیں انھیں جلدی لے آؤ میں فوراً آگے آیا تو آپ نے اپنے نزدیک جگہ دی اور پھر نماز پڑھائی۔

نماز کے بعد آپ نے فرمایا مخدوم صاحب اب وعظ کہنا آپ کے ذمے ہے منبر پر بیٹھ کر وعظ کہیے۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ حضرت ہزاروں علماء موجود ہیں میرے لیے وعظ کہنا مشکل ہے اتفاق سے اس روز ہندوسندھ کے بے شمار علماء موجود تھے اور لوگوں کی کثرت کا تو یہ عالم تھا کہ گویا مسجد میں انسانوں کا دریا موجیں مار رہا ہے آپ کی زبان مبارک سے نکلا بے دھڑک وعظ کہو اور بے فکر رہو میں نے فوراً منبر پر بیٹھ کر وعظ شروع کر دیا اس وقت میرے ہاتھ میں کوئی کتاب نہ تھی میں نے دیکھا کہ میرے اور تمام مخلوق کے درمیان دیوار کی طرح کا پردہ حائل ہے اور حضرت والا کے علاوہ مجھے کوئی شخص نظر نہیں آتا اور اس وقت میرے حافظے میں ہزار ہا حدیثیں موجود ہو گئیں چنانچہ مجھ پر جو خوف طاری تھا زائل ہو گیا اور میں نے وعظ شروع کر دیا حضرت والا کی جماعت میں بہت گریہ ہوا خود میرے آنسو بھی جاری تھے۔ سبحان اللہ! کیا بیان کیا جائے کہ اس وقت کی کیفیت الفاظ میں بیان نہیں ہو سکتی۔

marfat.com
Marfat.com

میں مسجد سے باہر نکلا تو تمام علماء نے مجھے گھیر لیا اور پوچھنے لگے کہ مخدوم صاحب یہ احادیث آپ نے کس کتاب سے بیان فرمائی ہیں میں نے انھیں بتایا کہ مجھے کچھ علم نہیں۔ میں اس قدر جانتا ہوں کہ جونہی میں نے وعظ شروع کیا میرے سامنے ایک بڑا کاغذ آگیا جس پر تمام احادیث لکھی ہوئی تھیں میں دیکھ کر بیان کر رہا تھا علمائے کرام اس بات سے حیرت میں آگئے اور کہنے لگے کہ آج عجیب وعظ ہوا ہے آپ نے جو احادیث بیان کی ہیں یہ ہم نے نہ کسی سے سنی ہیں اور نہ کتابوں میں دیکھی ہیں۔

مخدوم صاحب کے پہلے بیان کردہ واقعے میں یہ حصہ رہ گیا تھا۔

صفات سبعہ الٰہیہ

حضرتِ والا جب ترک کی تشریح سے اپنی اصلی حالت پر واپس آگئے تو اللہ تعالیٰ کے چھ صفات کے بارے میں گفتگو شروع ہوگئی آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ان چھ صفات کا بندوں کی صفات کے ساتھ تعلق ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ سمیع ہے بندہ بھی سمیع ہے کہ ہر وقت ہر آواز سنتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی صفات کا بندے کی صفات کے ساتھ یہ تعلق ایک معین مدت تک باقی رہتا ہے بندے کا سمیع ہونا اس وقت تک ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت سمع کا جب تک اس پر پرتو پڑ رہا ہے جب اللہ تعالیٰ کی اس صفت کا پرتو بندے سے ختم ہوتا ہے بندے کے سمیع ہونے کی صفت بھی خود بخود ختم ہو جاتی ہے لہذا بندے کی صفت محدود بالحد ہوئی رہی صفتِ خداوندی اس کی کوئی حد نہیں، سی طرح اللہ تعالیٰ کی سمع عالم کے تمام اجزاء کو محیط ہے جبکہ بندے کی سمع عالم کو محیط نہیں بلکہ اس کے کچھ افراد کو محیط ہے محیط کل اور محیط افراد میں جو فرق ہے وہ ظاہر ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ بصیر ہے اور بندہ بھی بصیر ہے کہ ہر چیز کو اپنے اندازے اور وسعت کے مطابق دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ حکیم ہے اور بندہ بھی حکیم ہے کہ کلماتِ الٰہی سے کلام کرتا ہے۔ الغرض تمام صفات کا یہی حال ہے۔

marfat.com
Marfat.com

مخدوم دین محمد صاحب کا بیان ہے کہ غلام محمد راجڑی اور میرے درمیان اس مصرعہ پر اختلاف رائے پیدا ہوا۔ عمر چوں رزق مقدر است گرد یدن چیست۔ غلام محمد نے کہا مخدوم صاحب! کسان اور مزارع چھ ماہ محنت و مشقت جھیلتے ہیں تب جا کر فصل سے فائدہ اٹھاتے ہیں جب رزق مقرر اور مقدر ہے تو پھر یہ کوشش و تکلیف کیوں ہے؟ میں نے جواب میں کہا کہ ہر شخص اپنی قسمت کوشش اور محنت کے بعد حاصل کرتا ہے پھر میں نے پوچھا کہ غلام محمد اس کا دوسرا مصرعہ کیا ہے؟ اس نے کہا میں نے صرف اتنا دیکھا ہے آگے کا مجھے کچھ علم نہیں۔ پھر اس نے مجھ سے پوچھا کہ مخدوم صاحب آپ کو علم ہے میں نے کہا نہیں۔ ہم آپس میں یہ گفتگو کر رہے تھے کہ حضرت والا ہماری لاعلمی میں سب کچھ سن رہے تھے اچانک آپ تشریف لے آئے اور فرمانے لگے دوسرا مصرع اس طرح ہے۔ ع رزاق بگر داند پر سیدن چیست۔

متکلم بالقرآن

بندہ درگاہ عبداللہ (جامع اوراق) عرض کرتا ہے کہ ایک دفعہ حضرت والا عشاء کی نماز پڑھ کر تشریف لے گئے اور چارپائی پر دراز ہو گئے میں چلتا چلتا وہاں پہنچا اور چارپائی کے پہلو میں نیچے بیٹھ گیا آپ اٹھے اور نیچے اتر کر بیٹھ گئے۔ اتفاق سے محمد ہاشم فقیر آپ کا کھانا لے آیا میں اٹھنے لگا تو آپ نے فرمایا مولوی کہاں جاتے ہو، آؤ اکٹھے کھانا کھائیں یوں بھی حضرت والا کی عادت کریمہ تھی کہ اس غلام کو ہمیشہ اپنے طعام میں شریک فرماتے۔ اگر کبھی میں موقع پر موجود نہ ہوتا تو میرے لیے اونٹنی کے دودھ کا حصہ مزید بھجواتے۔ حکم کے مطابق میں کھانے میں شامل ہو گیا تو آپ نے یہ نقل بیان فرمائی۔

حضرت شیخ بہاء الدین رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے معتبر سند کے ساتھ منقول ہے ایک دفعہ میں حجاز کے سفر پر جا رہا تھا کہ راستے میں مجھے کوئی آواز سنائی دی میں نے اس طرف غور کیا تو دیکھا کہ ایک عورت نے

marfat.com
Marfat.com

چادر لپیٹی ہوئی ہے چہرے پر نقاب ڈالا ہوا ہے اور یہ آیت پڑھ رہی ہے۔

اَمَّنْ یُّجِیْبُ المضطر اذا دعاہ

(بھلا کون پہنچتا ہے بیکس کی پکار کو جب اس کو پکارتا ہے) (النمل ۶۲)

حضرت عبداللہ فرماتے ہیں میں آگے بڑھا اور سلام کیا اس نے جواب میں کہا۔

سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین

سلام پہنچے تم پر تم لوگ پاکیزہ ہو سو داخل ہو جاؤ اس میں سدا رہنے کو (الزمر ۷۳)

سلام علیکم کتب ربکم علی نفسہ الرحمۃ

(سلام ہے تم پر لکھ لیا ہے تمہارے رب نے اپنے اوپر رحمت کو) (الانعام۔ ۵۴)

وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العٰلمین

(اور سلام ہے رسولوں پر اور سب خوبی ہے اللہ کو جو رب ہے سارے جہان کا) (والصّٰفّٰت ۱۸۱-۱۸۲)

میں نے پوچھا۔ آپ کہاں سے آرہی ہیں؟ اس نے کہا

یخرج من بین الصلب والترائب

(جو نکلتا ہے پیٹھ کے بیچ سے اور چھاتی کے بیچ سے) (الطارق: ۷)

میں نے پوچھا آپ کہاں جارہی ہیں؟ اس نے کہا

منہا خلقناکم وفیہا نعیدکم ومنہا نخرجکم تارۃ اخرٰی

(اسی زمین سے ہم نے تم کو بنایا ہے اور اسی میں تم کو پھر پہنچا دیتے ہیں اور اسی سے تم کو نکالیں گے دوسری بار) (طٰہٰ: ۵۵)

میں نے کہا آپ کس شہر سے آرہی ہیں؟ اس نے جواب دیا

من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ۔

(مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کو گھیر رکھا ہے ہماری برکت نے) (بنی اسرائیل: ۱)

marfat.com
Marfat.com

میں نے پوچھا آپ جا کہاں رہی ہیں؟ اس نے بتایا

وللہ علی الناس حج البیت من استطاع الیہ سبیلا

(اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج کرنا اس گھر کا جو شخص قدرت رکھتا ہو

اس کی طرف راہ چلنے کی) آل عمران : ۹۷

پھر میں نے دریافت کیا محترمہ! آپ کا اس سفر میں کوئی ساتھی بھی ہے اس نے کہا

وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ

(اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم ہو) الحدید : ۴

میں نے پوچھا آپ کے پاس کھانے پینے کا بھی کچھ سامان ہے؟ اس نے کہا

وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ

(اور آسمان میں ہے روزی تمہاری اور جو تم سے وعدہ کیا گیا (الذاریات ۲۲)

میں نے پوچھا آپ کچھ کھائیں گی، اس نے جواب دیا۔

وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ

(اور نہیں بنائے تھے ہم نے ان کے ایسے بدن کہ وہ نہ کھانا کھائیں (الانبیاء ۸)

میں نے سمجھا کہ بھوکی ہیں میرے پاس جو کچھ تھا میں نے پیش کیا وہ کھا رہی تھی

تو میں نے پوچھا پانی لاؤں، کہنے لگی

وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَاءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ

(اور بنائی ہم نے پانی میں سے ہر ایک چیز جس میں جان ہے (الانبیاء ۳۰)

میں نے پانی دیا اور اس نے پیا اب میں نے پوچھا آپ اونٹ پہ سوار ہوں گی؟

کہنے لگی۔

اِنْ اَحْسَنْتُمْ اَحْسَنْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ وَاِنْ اَسَاْتُمْ فَلَهَا

(اگر بھلائی کی تم نے تو بھلا کیا اپنا اور اگر برائی کی تو اپنے لیے (بنی اسرائیل ۷)

marfat.com

Marfat.com

اس نے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو کہنے لگی

قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ

دکھہ دیجیے ایمان والوں کو نیچے رکھیں ذری اپنی آنکھیں (النور : ۳۰)

میں نے آنکھیں جھکالیں، سوار ہو گئی تو کہنے لگی

سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ ٥

(پاک ذات ہے وہ جس نے بس میں کر دیا ہمارے اس کو اور ہم نہ تھے اس کو قابو میں لا سکتے) الزخرف : ۱۳)

میں نے جان لیا کہ سوار ہو گئی ہیں اب ہم اکٹھے چل پڑے میں نے پوچھا آپ کا نام کیا ہے، اس نے کہا

اِرْجِعِيْٓ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً ٥

(پھر چل اپنے رب کی طرف تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی ۔ والفجر : ۲۸)

میں نے سمجھ لیا اس کا نام راضیہ ہے ۔ میں نے کہا مجھے اپنا بھائی سمجھو، کہنے لگی ۔

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ٥

(اور مسلمان جو ہیں سو بھائی ہیں ۔ الحجرات : ۱۰)

میں نے دریافت کیا کہ کتنے روز سے آپ اس سفر میں ہیں ؟ اس نے کہا

اَرْبَعَةِ اَيَّامٍ سَوَآءً لِّلسَّآئِلِيْنَ ٥

(چار دن میں پورا ہوا پوچھنے والوں کو ۔ حٰم سجدہ : ۱۰)

میں نے معلوم کر لیا کہ اسے چوتھا روز ہے ۔ جب میں نے پوچھا کہ آپ کے بیٹے کتنے ہیں ؟ اس نے کہا

ثَلٰثَةٌ

(وہ تین ہیں) (الکہف : ۲۲)

marfat.com

Marfat.com

میں نے پوچھا ان کے نام کیا ہیں؟ کہنے لگی۔

وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِیْمَ خَلِیْلًا ۔ وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰی تَكْلِیْمًا

یٰا یَحْیٰی خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ

(اور اللہ نے بنا لیا ابراہیم کو خالص دوست)۔ النساء ۱۲۵۔ (اور باتیں کیں اللہ نے موسیٰ سے بول کر)۔ النساء ۱۶۴ (اے یحییٰ اٹھا لے کتاب زور سے)۔ مریم ۱۲)

میں نے کہا، محترمہ مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ اس نے کہا

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ

یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی ۔

(اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو ملنی ہے گذران تنگی کی اور لائیں گے قیامت کے دن ہم اس کو اندھا)۔ (طٰہٰ ۱۲۴)

اتنے میں قافلہ نظر آیا تو کہنے لگی:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنَّا الْحَزَنَ اِنَّ رَبَّنَا لَغَفُوْرٌ شَكُوْرُ

الَّذِیْ اَحَلَّنَا دَارَ الْمُقَامَةِ مِنْ فَضْلِهٖ ۔

(شکر اللہ کا جس نے دور کیا ہم سے غم بیشک ہمارا رب بخشنے والا قدردان ہے جس نے اتارا ہم کو آباد رہنے کے گھر میں اپنے فضل سے)۔ (فاطر ۳۵)

میں نے پوچھا کہ اونٹ دائیں ہاتھ لے چلوں یا بائیں؟ اس نے کہا

وَاَصْحَابُ الْیَمِیْنِ مَا اَصْحَابُ الْیَمِیْنِ ۔

(اور داہنے والے، کیا کہنے داہنے والوں کے)۔ (الواقعہ ۔ ۲۷)

اس دوران ایک خیمہ سامنے آ گیا اور اس سے تین نوجوان باہر نکلے، انتہائی خندہ روئی سے ان سے کہنے لگی۔

marfat.com
Marfat.com

وَتَزَوَّدُوْا فَاِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى

(اور زادِ راہ لے لیا کرو کہ بے شک بہتر فائدہ زادِ راہ کا بچنا ہے سوال سے)

(البقرہ - ۱۹۷)

یہ نوجوان میرے لیے کھانا لے آئے میں نے کہا مجھے ضرورت نہیں ہے، وہ کہنے لگی۔

كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ

(سب کھانے کی چیزیں حلال تھیں بنی اسرائیل کو)۔ آلِ عمران - ۹۳)

میں نے کھانا کھایا اور غور کیا تو وہ خیمہ کے اندر آپس میں بھی اسی طرح گفتگو کر رہے تھے جیسے اس نے مجھ سے بات چیت کی تھی۔ میں نے اس کے لڑکوں سے پوچھا تو انھوں نے بتایا کہ ہماری والدہ کو چھ ماہ ہوئے ہیں کہ وہ قرآنِ مجید کے سوا اور کوئی بات نہیں کرتی۔ میں نے رخصت ہوتے وقت اس سے نصیحت کی درخواست کی تو کہنے لگی۔

اِقْرَاْ كِتٰبَكَ كَفٰى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيْبًا ۝

(پڑھ لے کتاب اپنی، تو ہی بس ہے آج کے دن اپنا حساب لینے والا)

(بنی اسرائیل - ۱۴)

چنانچہ میں اس سے اجازت لے کر چلا آیا۔

اس دوران کہ ہم کھانا بھی کھا رہے تھے اور حضرت والا یہ نقل بھی بیان فرما رہے تھے۔ ایک انتہائی کمزور، بوڑھی اور لاغر بلی قریب آکر بیٹھ گئی اور میاؤں میاؤں کر کے روٹی طلب کرنے لگی حضرت والا نے دو روٹیوں کے چار ٹکڑے کر لیے تین ٹکڑے آپ نے میرے سامنے رکھے اور ایک اپنے آگے۔ شلغم کے ٹکڑوں کا سالن تھا۔ میں آہستہ آہستہ لقمہ اٹھاتا۔ بالخصوص حضرت والا لقمہ توڑ کر سالن کی طرف لاتے تو میں رک جاتا یعنی حضرت والا کی

marfat.com
Marfat.com

رعایت کرتا۔ اسی طرح حضرت والا اس غلام کا لحاظ فرما کر خود ٹھہر ٹھہر کر لقمہ اٹھاتے۔ الغرض حضرت والا غلام کی دلجوئی اور غلام حضرت والا کے ادب میں مشغول تھا۔ یہ بات بڑی اور دلچسپ تھی۔ میرے دل میں خیال آیا کہ یہ نامراد بلی چپ نہیں ہوتی۔ حضرت والا بھی اسے کچھ نہیں ڈال رہے کیوں نہ ایسے کروں کہ لقمہ سالن سے تر کر کے بلی کو ڈال دوں کہ وہ چپ ہو جائے۔ چنانچہ میں نے لقمہ سالن میں تر کر کے بلی کے آگے ڈالنے کی خاطر ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ اس نے زور سے ایسا پنجہ مارا کہ میرے ہاتھ کی پشت کی کھال کھینچ لی۔ میں اپنی بے وقوفی پر شرمسار ہوا اور سوچا کہ حضرت والا بلی کی اس عادت سے واقف تھے اسی وجہ سے تو یہ کمال کی بخشش سے محروم تھی۔ کھانا تو بجائے خود حضرت والا کی بابرکت صحبت ختم ہو گئی۔ میں نے سوچا میری اس حرکت سے حضرت والا کی کمال توجہ میں جو خلل واقع ہوا مجھے اس کی سزا ملی۔

خلفائے اربعہ سے آپ کی محبت | فقیر محمد ہاشم کا بیان ہے کہ حضرت والا کی ہمیشہ سے عادت کریمہ تھی کہ روٹیوں کے چار چار ٹکڑے کرتے ایک دن جماعت فقرا سے فرمانے لگے کہ روٹی کے چار ٹکڑے کر کے کھایا کرو اور اسے اپنی عادت بنا لو کہ یہ خلفائے راشدین کی طرف اشارہ ہے۔ اگر اتفاق سے تمہارا سابقہ کسی رافضی سے پڑ جائے اور تمہیں اس کے رفض کا کسی ذریعے سے پتہ نہ چل سکے تو کھانے کے وقت اس صورت سے وہ لازماً اجتناب کرے گا اور روٹی کی طرف قطعاً ہاتھ نہ بڑھائے گا۔ اس لیے کہ رفض تو نام ہی ترک مودت کا ہے۔

ایک دفعہ حضرت والا نے ایک شہر میں شرف نزول فرمایا۔ شہر کے تمام لوگ آپ کی زیارت کے لیے امڈ آئے قاضی شہر بھی اپنے لڑکے کے ساتھ حاضر ہوا۔ اتفاق سے قاضی کے لڑکے کے ہاتھ میں چھلے پڑے تھے آپ نے پوچھا قاضی صاحب! یہ آپ نے خود اپنے لڑکے کے ہاتھ میں ڈالے ہیں؟ قاضی نے کہا لڑکے کی نانی نے ڈالے ہیں

marfat.com

Marfat.com

آپ نے فرمایا قاضی صاحب! آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کلمہ پڑھا ہے یا اپنی ساس پر، قاضی لاجواب ہو گیا اور کہنے لگا حضور! گھر جا کر ابھی اتار پھینکوں گا اور آئندہ ایسے نہیں ہو گا۔

خلیفہ صاحب امروٹی کا واقعہ

خلیفہ صاحب سید تاج محمود امروٹی کا بیان ہے کہ مجھے ۱۳۰۱ھ میں پہلی بار حضرتِ والا کی خدمتِ اقدس میں حاضری کا شرف حاصل ہوا تو آپ مجھے ہر وقت اپنے سامنے بٹھاتے اور چاشت کے وقت میرے حجرے میں تشریف لاتے۔ ایک روز میرے آباؤ اجداد کے متعلق پوچھتے رہے اور یہ بھی دریافت فرمایا کہ تمہارے آباؤ اجداد کس طریقے میں بیعت تھے؟ میں نے عرض کیا حضور! سلسلہ عالیہ قادریہ ہیں۔ میرے اجداد میں سے ایک بزرگ حضرت غوث الثقلین رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ بعد میں میرے ایک دادا کو خلیفہ مخدوم صاحب سے اجازت حاصل تھی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس زمانے میں میں اپنے شیخ (حضرت جیلانیؒ) کی خدمت میں رہتا تھا اس زمانے میں ایک مجذوب فقیر بھی وہاں قیام پذیر تھا حضرت شیخ اس سے پوچھا کرتے تھے کہ تمہارے آباؤ اجداد کے پیر کون ہیں وہ جواب میں کہتا کہ ہمارے مریدوں میں تو امروٹی سادات بھی شامل ہیں۔ حضرت شیخ اسکی اس بات پر تبسم فرماتے۔ اس کلمے پر میرے حضرت (حضرتِ والا) نے بھی تبسم فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ الحمد للہ کہ ہمارا تعلق بھی امروٹ والوں سے نکل آیا یہ فقیر (حضرت امروٹی) حضرتِ والا کی اس کمالِ شفقت و رحمت پر دل و جان سے قربان ہوتا رہتا۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن

خلیفہ صاحب (سید تاج محمود امروٹی) کا بیان ہے کہ ایک دفعہ میں خدمتِ اقدس میں حاضر تھا کہ میں نے پوچھا حضور! ترکِ دنیا کیا ہے؟ اور تارکِ دنیا کون ہے؟ اس وقت حضرتِ والا اور میں اکیلے تھے۔ آپ نے فرمایا بیٹا! دو آدمیوں نے حج کا ارادہ کیا

marfat.com
Marfat.com

اور آپس میں اکٹھے سفر کرنے کا عزم کر کے چل پڑے۔ شہر سے باہر نکلے تو ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ ذرا ٹھہرو کہ میں چھری اور سوئی لے آؤں۔ اس کا ساتھی کہنے لگا تم رفاقت کے لائق نہیں ہو۔ اور نہ ہی میں تمہارے ساتھ سفر کروں گا اس نے کہا کیوں؟ اس نے کہا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں سفر سے تمہیں سوئی اور چھری کے خیال نے روک لیا ہے تو تم ابھی خام ہو۔ خام آدمی کے ساتھ رفاقت درست نہیں ہے گو اس شخص نے چھری حج کے موقع پر قربانی اور سوئی نماز کی خاطر کپڑا سینے کے لیے چاہی ہو تو بھی۔ طریقت میں یہ دنیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اگر قربانی کے لیے جانور عطا فرمائے گا تو چھری بھی دے گا۔ اسی طرح اگر کپڑا عنایت فرمائے گا تو سوئی بھی دے دیگا۔ پس ترک یہ ہے کہ دل میں دنیا کا خیال تک نہ آئے چاہے یہ خیال کسی دینی نفع کی خاطر بھی کیوں نہ ہو۔ دل کا تعلق ہر وقت ذاتِ خداوندی سے رہے اور تارک وہ ہے جو دنیا کی کسی چیز سے نفع و نقصان کی امید نہ رکھے۔ اور نہ ہی ایسا خیال دل میں لائے۔

تعلق الٰہی کا بلند مقام

خلیفہ صاحب (سید تاج محمود امروہی) کا بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا نے یہ نقل بیان فرمائی کہ شیخ الاسلام حضرت غوث بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے تھے کہ کسی خادم نے آکر اطلاع دی کہ حضور جس کشتی پر ننگر کا (قیمتی) سامان جارہا تھا سامان سمیت دریا میں ڈوب گئی ہے۔ آپ نے فرمایا الحمد للہ تھوڑی دیر بعد اسی مجلس میں پھر اطلاع آئی کہ پہلی خبر غلط تھی۔ کشتی صحیح سالم کنارے پر لگ گئی ہے آپ نے فرمایا الحمد للہ۔ حاضرین مجلس نے عرض کیا حضور! یہ عجیب بات کہ کشتی کے غرق ہونے کی اطلاع ملی تو آپ نے الحمد للہ فرمایا اور اس کے بچ جانے کی اطلاع آئی ہے تو بھی الحمد للہ فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے کشتی کے غرق ہونے پر یا سلامت رہنے پر الحمد للہ نہیں کہا۔ بلکہ دونوں واقعات پر

marfat.com
Marfat.com

میں نے دل پر نگاہ کی کہ دل خدا کے ساتھ لو لگائے ہوئے ہے یا کشتی غرق ہو جانے پر پریشانی کی وجہ سے غافل ہو گیا ہے میں نے دل کو اپنی حالت پر دیکھا تو الحمد للہ پڑھا پھر کشتی کے بچ جانے کی خبر ملی تو بھی میں نے دل کا جائزہ لیا تو وہ اپنی حالت پر تھا چنانچہ میں نے الحمد للہ پڑھا۔ بیٹا یہ ہے تارکانِ دنیا کا عمل اور اسے کہتے ہیں ترکِ دنیا۔

پہچان یہ ہے

فقیر محمد ابراہیم کا کہنا ہے کہ ایک دفعہ حضرتِ والا حاجی خان مہر کی دعوت پر تشریف لے گئے حاجی خان نے سواری کے لیے اونٹ پیش کیے تاکہ حضرتِ والا روہڑی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک کی زیارت کریں۔ حضرتِ والا کے ہمراہ آٹھ آدمی تھے میں بھی ان میں شامل تھا ہم لوگ سوار ہو کر درگاہ موئے مبارک (روہڑی) پہنچے۔ درگاہ میں ایک نابینا شخص بیٹھا ہوا تھا اس نے پوچھا آپ لوگ کہاں سے آئے ہیں، حضرتِ والا نے اسے جواب دیا خیر پور ڈھرکی سے۔ نابینا کہنے لگا کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا رہا ہوں کہ مجھے سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو۔ الحمد للہ کہ مجھے زیارت نصیب ہوئی اب میں اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے رات دن یہ سوال کر رہا تھا کہ بھر چونڈی شریف والے حافظ صاحب کی زیارت نصیب ہو۔ خدا نے میری یہ دعا بھی قبول فرمائی کہ وہ آپ ہیں آپ اسے پکڑ کر بغل گیر ہوئے اور ہمیں فرمانے لگے پہچان اسے کہتے ہیں۔

غیر شرعی رسومات سے نفرت

خلیفہ صاحب (سید تاج محمود امروٹی) کا بیان ہے کہ ایک روز حضرتِ والا فقیر عبدالرحیم مہر کے بارے میں فرمانے لگے کہ ابتداء میں ایک روز عبدالرحیم اونٹ خرید لایا مجھے اطلاع ملی تو میں نے اسے بلا کر سخت زدوکوب کیا اور کہا بے شرم! بلا وجہ مسکینوں کا مال ضائع کر آئے ہو کچھ تو لحاظ کیا ہوتا۔ مارنے پیٹنے اور تنبیہ کرنے کے بعد میں نے اس سے پوچھا کہ آخر یہ اونٹ تم کس لیے خرید لائے ہو؟ اس نے کہا

marfat.com
Marfat.com

حضور! دعوتوں کے موقع پر ضعیف العمر اور نابینا حضرات کو تکلیف ہوتی ہے انھیں سوار کرایا جائے گا۔ بعد میں اس نے اونٹوں کی سواری کے لیے ضروری سامان مثلاً پالکھڑے وغیرہ خریدے۔ اتفاق سے ایک روز یہ سامان مولوی صاحب راجن پوری نے منگوایا اور کہلا بھیجا کہ ہمیں ایک ضروری کام کی خاطر کہیں جانا ہے مہربانی فرما کر یہ سامان بھجوایا جائے چنانچہ دونوں پالکھڑے انھیں دے دیئے گئے اور مولوی صاحبان اہل وعیال کے ساتھ ان پر سوار ہو کر شیخ موسیٰ نواب کے میلے پر گئے یہ لوگ واپس ہوئے تو انھوں نے سامان بھجوایا۔ فقیر عبدالرحیم یہ سامان جنگل میں لے گیا اور ان پر خشک لکڑیاں ڈال کر آگ لگا دی۔ جب سارا سامان جل کر خاکستر ہو گیا تو یہ واپس آ گیا۔ مجھے اطلاع ملی کہ فقیر عبدالرحیم نے اونٹوں کا سامان جلا دیا ہے میں نے اسے بلا کر پھر زدوکوب کیا کہ پہلے تم نے اس سامان پر رقم خرچ کی پھر بلا وجہ اسے جلا دیا پھر میں نے اس جلانے کی وجہ پوچھی تو اس نے بتایا کہ اس سامان پر خدا کو یاد کرنے والے سوار ہوتے رہے ہیں جب یہ سامان غیراللہ کی راہ میں استعمال ہوا تو میں نے اسے جلا دینا مناسب سمجھا تاکہ پھر اس پر اہلِ حق اور خداپرست سوار نہ ہوں اس لیے کہ یہ غیراللہ کی راہ میں کام آئے ہیں۔ اب اللہ والوں کے کام کے نہیں رہے۔ عبدالرحیم کی غرض اور تھی ورنہ لکڑی (پالکھڑوں) نے کوئی چوری نہ کی تھی۔

لہ عام طور پر روایتی میلوں میں غیر شرعی امور کا ارتکاب ہوتا ہے اس لیے فقیر عبدالرحیم نے یہ سامان جلا دیا۔ اس کی مثال حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس طرزِ عمل میں ملتی ہے جہاں آپ نے عجمی بادشاہوں کے شراب نوشی کے برتن اور قیمتی قالین وغیرہ جلا دیئے تھے۔

marfat.com
Marfat.com

عباد الرحمٰن

تذکرہ مشائخ بھرچونڈی شریف

سیّد مغفور القادری رحمۃ اللہ علیہ

تقسیم کار

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور ۲